

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

غزوہ جنتین



نفیس اکیس بازار کراچی طبعی

غزوہٗ حنین

محمد احمد باشمیل

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

غزوہ حنین

تألیف
محمد احمد با شمل

ترجمہ
مولانا اختر فیم پوری

نفسِ اکیسویں

بزرگ حقوق اردو ترجمہ کتب
 غزوة حنین
 قانون دائمی بحق
 پروفیسر عطاء اللہ اقبال نے لکھی
 مالک نہیں، کیسٹری کراچی خصوصی میں

۱۹۹۸ء — غزوة حنین
 ۱۹۹۹ء — محمد احمد باقی
 ۲۰۰۰ء — سولہ اختر فتح پوری
 ۲۰۰۱ء — نیشنل کیسٹری کراچی
 ۲۰۰۲ء — پریل ۱۹۹۸ء
 ۲۰۰۳ء — انیسٹ
 ۲۰۰۴ء — ۲۰۰۳ء صفحات
 ۲۰۰۵ء — ۲۰۰۴ء

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	مقدمہ	۱
	کلمۃ التوکل	۲
	فتح مکہ اور غزوہ خنین کے درمیان ہوتی والے مختصر واقعات	۳
	ہوازن سے قبل، مکہ کے ارد گرد معاوضہ کی پاکستانیں	۴
	سریرۃ الشقل	۵
	عربی کو تباہ کرنے والا دستہ	۶
	عربی کی تاریخ	۷
	عربوں میں عربی نام اختیار کرنے والا پہلا شخص	۸
	دستہ یلم	۹
	دستہ عرفہ	۱۰
	غزوہ بنی جذیمہ	۱۱
	بنی جذیمہ کے قتل کے بارے میں حضرت خالد کے موصفے کی حقیقت	۱۲
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامراضی کے بعد، حضرت خالد سے راضی ہونا۔	۱۳
	ہوازن کون ہیں	۱۴
	ہوازن اور حروبہ بخار	۱۵

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	جنگِ خُبارِ اولیٰ	۱۶
	جنگِ خُبارِ دوم	۱۷
	جنگِ خُبارِ سوم	۱۸
	جنگِ خُبارِ چہارم	۱۹
	حکایت کی مندرجہ ذیل سبب تھی	۲۰
	چوتھی جنگِ خُبار کا پہلا معرکہ	۲۱
	چوتھی جنگِ خُبار کا دوسرا معرکہ	۲۲
	چوتھی جنگِ خُبار کا تیسرا معرکہ	۲۳
	چوتھی جنگِ خُبار کا چوتھا معرکہ	۲۴
	قریش کی ایک عورت کا ہوازن کو پناہ دینا	۲۵
	چوتھی جنگِ خُبار کا پانچواں معرکہ	۲۶
	عربوں کا قریش کی طرف دیکھنا	۲۷
	غیر مکتوب دستور	۲۸
	پہلی عربی پارلیمنٹ	۲۹
	ہوازن کا خطرہ کو محسوس کرتا وہ جنگ کے لئے فوج جمع کرنا	۳۰
	ہوازن کی عداوتِ اسلام	۳۱
	ہوازن کا کہہ کر چڑھائی کے لئے تیار ہونا	۳۲
	فاکھ بن عوف کو ہوازن کا سالار مقرر کرنا	۳۳
	روایت میں واقعہ کی اسلوب	۳۴
	ظہور اسلام کے بعد ہوازن اور قریش کے تعلقات	۳۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۶	ہوازن کے مشہور سالار کا تیاری کا طریق	
۳۷	ہوازن کی فوج میں پہلی پھوٹ	
۳۸	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاسوس، دیارِ ہوازن میں	
۳۹	ہوازن کی جنگی حالت کے متعلق بیان	
۴۰	ہوازن کا مکہ کی طرف مارچ	
۴۱	ہوازن نے مکہ کا بڑا مرکز — دادی اوطاس	
۴۲	درید بن الصمہ — ہوازن کی فوج میں	
۴۳	مطلق العنان سالار عامر نے، درید بن الصمہ کے تجربے سے فائدہ نہ اٹھایا۔	
۴۴	درید بن الصمہ کا فوج کو واپس جانے اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہ کرنے کی دعوت دینا۔	
۴۵	ہوازن کے سالار کا خوگرش کی دھمکی دینا۔	
۴۶	مکہ سے نبوی حبشہ کا مارچ کرنا	
۴۷	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین سے عادیہ ہتھیار لینا	
۴۸	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ سے مال خرمن لینا	
۴۹	مکہ سے حبشین کی طرف حبشہ نبوی کے مارچ کرنے کی تاریخ	
۵۰	مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب	
۵۱	حنین کی طرف مارچ کرنے والی نبوی فوج کی تعداد	
۵۲	خود پسندی کے عواقب کا ضرر	
۵۳	فوج کے کمزور ہونا کرنے کی بات	

- ۵۳ جاہلیت کا بقیہ اثر — ذات انوار کا مطالعہ
- ۵۵ حنین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش
- ۵۶ حبش نبوی کے متعلق، ہوازن فی جاسوسوں کے بیانات
- ۵۷ نبوی اشیل جنس، ہوازن فی فوج میں
- ۵۸ معرکہ کی شب، حفاظت کا ردائیاں
- ۵۹ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو کیسے تیار کیا
- ۶۰ حنین کے مسالاروں کے اسرار کا نقشہ
- ۶۱ حبش نبوی کے ہراول سوار
- ۶۲ ہوازن کے مسالار نے، حنین میں اپنی فوج کو کیسے مرتب کیا
- ۶۳ اپنے سپاہیوں کا مورال بلند کرنا
- ۶۴ فوج کے پیچھے ہوازن کی عورتوں، بچوں اور اموال کو اکٹھا کرنا
- ۶۵ تلواروں کا سونٹنا اور شیاہوں کا توڑنا
- ۶۶ گھات لگا کر حملہ کرنے والی فوج کو مقرر کرنا
- ۶۷ حملہ میں پہل کرنا اور چانک حملہ کرنے کے منصوبے پر عمل کرنا
- ۶۸ دھوکہ دے کر خوفزدہ کرنا
- ۶۹ ایک صحابی، ہوازن فی فوج کی ضخامت بیان کرتا ہے
- ۷۰ ٹھکان کا معرکہ اور مسلمانوں کی شکست
- ۷۱ مشرکین کے گھاتیوں کا، مسلمانوں کو شکست دینا
- ۷۲ ہوازن فی گھاتیوں کی کامیابی کے اسباب

۴۳	گھاتوں کی کاروائی سے، مسلمانوں کو کیسے شکست ہوئی۔
۴۴	جیشِ اسلامی میں انواہیں اُڑانے والے
۴۵	شکست کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے قفس کرنے کی کوشش
۴۶	شکست کے متعلق مورخین کا بیان
۴۷	گھات (گاہنے والے) درید بن النعمان کے مشورے سے مقرر کئے گئے تھے
۴۸	شکست کے وقت سالارِ رسولی کا ثبات
۴۹	رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکست خوردوں کو روکنے کی کوشش کرنا
۵۰	عظیم آزمائش
۵۱	حضرت عباس کی آواز اور شکست خوردوں کی واپسی
۵۲	اوسر بن شدید جنگ
۵۳	سفر کے متعلق واقعہ کا بیان
۵۴	شکست سے وقت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے اصحاب
۵۵	رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے
۵۶	ایک سو آدمیوں کے حالات
۵۷	حنین کے روزِ حضور کی دعا
۵۸	فوجین کے درمیان شدید جنگ
۵۹	قبیلہ ہوازن کے سالار کی جانبازی

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	حنین کے روز آسمانی معجزہ	۸۹
	معجزہ پر سہیلی کا تبصرہ	۹۰
	معجزہ حنین میں مسلمان عورت کا کردار	۹۱
	ایک عورت کا شکست خوردہ مسلمانوں کے قتل کا مطالبہ کرنا	۹۲
	فوج سے بھاگنے والوں کے متعلق حکم	۹۳
	ان مسلمانوں کی گفتگو جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا تھا	۹۴
	ہوازن کو کیسے شکست ہوئی	۹۵
	گھڑ سواروں کے سالار حضرت خالد بن ولید کا زخمی ہونا	۹۶
	ثقیف اور ان کے سالار کا قتل	۹۷
	ہوازن کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب	۹۸
	سحر شہسوار درید بن حصہ کا قتل	۹۹
	ہوازن کے سالار عام کا انجام	۱۰۰
	شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں اور بچوں کے قتل سے روکنا	۱۰۱
	ہوازن کی ستاد ماتی یا کٹوں کا صفایا	۱۰۲
	حبش اسلام میں خود کشی کرنے والا شخص	۱۰۳
	عظیم غنائم	۱۰۴
	ظالمت سے واپسی تک غنائم کا ستور کرنا	۱۰۵
	محاصرہ طائف	۱۰۶
	قبائل ہوازن کا انجام	۱۰۷
	ثقیف کی تاریخ	۱۰۸

صفحہ	موضوعات	تقریباً
	نہود اسلام کے وقت ثقیف کی حالت	۱۰۵
	ثقیف کے قارع کے لئے تحقیقیں لانا	۱۱۰
	محاصرہ طائف سے قبل حربی کاروائیاں	۱۱۱
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف کی طرف مایح	۱۱۳
	طائف کی طرف جانے والی فوج کے ہر آدمی کے سلاخ — حضرت خالد	۱۱۳
	محاصرہ طائف کا آغاز	۱۱۴
	یزید بن اسود کے قاتل کا قتل	۱۱۵
	قلعہ طائف میں مسلمانوں کے داخل ہونے کی کوشش	۱۱۶
	طائف کے قلعوں کے ارد گرد کو کھر دیکھنا	۱۱۷
	قلعہ ثقیف پر فداہیں کے حمل کی ناکامی	۱۱۸
	ثقیف کے بعض جوانوں کا قلعہ سے باہر نکلنا اور اسلام قبول کرنا	۱۱۹
	طائف میں غطفان کے سردار کی بڑی کاروائیاں	۱۲۰
	حضرت فہد بن ولید کا میاں زرت طلب کرنا	۱۲۱
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثقیف کے باغات کو تلف کرنے کا حکم دینا اور پھر اس سے ٹکنا	۱۲۲
	طائف سے محاصرہ اٹھانا	۱۲۳
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کے جاری رکھنا یا توڑنے کے بارے میں مابین سے مشورہ	۱۲۴
	حضرت عمر بن الخطاب اور ابو بکر کے درمیان لوگ جھونک	۱۲۵
	طائف کا محاصرہ توڑنے پر عیش نبوی کی برا فروختی	۱۲۶

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	حذیفہ بن یمانؓ کا ثقیف پر فخر کرنا اور حضرت عمرؓ بن الخطابؓ کا آسے ڈالنا۔	۱۲۷
	ثقیف کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	۱۲۸
	محاصروہ طائف کے شہدار	۱۲۹
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ واپسی کے لئے کونسا راستہ اختیار کیا	۱۳۰
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موتہ	۱۳۱
	سراقہ بن جشم کا اثر انگیز واقعہ	۱۳۲
	کیا ثقیف نے حبشہ رسول کی واپسی کے بعد اس کی بونشوا کی اطاعت کی۔	۱۳۳
	غنائم اور قیدی و انحرانہ میں	۱۳۴
	انحرانہ میں قیدیوں کی رہائش گاہوں کی تعمیر	۱۳۵
	اعراب کا قیدیوں اور غنائم کی تقسیم کے متعلق اصرار	۱۳۶
	امانت ——— اللہ مسلمان سپاہی کا بلند کردار	۱۳۷
	فوج میں حنین کی غنائم کی تقسیم	۱۳۸
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤلفہ القلوب کو بے شمار عطیات دینا	۱۳۹
	ابن مؤلفہ القلوب کے نام، جنہیں غنائم سے حصہ دیا گیا۔	۱۴۰
	ظہمت کا پہلا سوالی ——— ابو سفیان	۱۴۱
	درویش حکیم بن حزام	۱۴۲
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عباس بن مرداس کی ناراضگی۔	۱۴۳

صفحہ	عنوانات	نمبر
	تقسیم خناتم کے دوران بعض منافقین کی باتیں	۱۳۲
	خناتم کے بارے میں انصار کی ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی	۱۳۵
	تزوج کے سردار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم انصار کی نافرمانی کی اطلاع دینا	۱۳۶
	انصار کا خناتم کے بارے میں حضور علیہ السلام سے غصہ ہونا اور آپ کا ان سے مناقشہ کرتا	۱۳۷
	خواہر رسول — قیدیوں میں	۱۳۸
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوازن کے قیدیوں کو آزاد کرنا ہوازنی وفد — دربار رسول میں	۱۳۹
	ہوازن کے بادشاہ ، مالک بن عوف کا قبول اسلام	۱۴۰
	مالک بن عوف کی معافی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان	۱۴۱
	سالار مشرکین کا سالار مسلمین بننا	۱۴۲
	اسلام کیسے قلب مابیت کرتا ہے	۱۴۳
	صفوان بن امیہ کا قبول اسلام	۱۴۴
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ واپسی	۱۴۵
	مکہ کا نوجوان ، طاقتور اور صالح امیر	۱۴۶
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی تاریخ	۱۴۷
	تعیین کا اسلام لانا	۱۴۸

صفحہ	موضوعات	پرچہ
	ثقیف کا اپنے سردار کو اس کے مسلمان ہونے کے بعد قتل کرنا	۱۶۰
	تمام ثقیف کا اسلام میں داخل ہونا	۱۶۱
	ثقیف نے اسلام لے لکھنے کے بعد جو کمزور شرائط پیش کیں	۱۶۲
	امیر ثقیف	۱۶۳
	مکبر لات کی تباہی اور کچھ پریشائیاں	۱۶۴
	لات کی تاریخ اور وہ کون تھا	۱۶۵
	حضرت سفیہ نے ثقیف کے لوگوں کو کیسے ہنسایا	۱۶۶
	ثقیف امدان کے بہت لات کے متعلق حادی کا قول بیان	۱۶۷
	معرکہ حنین میں فریقین کے مقتولین	۱۶۸
	مسلمان مقتولین کی تعداد پر تبصرہ	۱۶۹
	بدر، اُحد، اور حنین کے درمیان	۱۷۰
	حنین سے حاصل ہونے والے اسباب	۱۷۱
	آغاز میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب	۱۷۲
	شکست کے بعد، مسلمانوں کی فتح کے اسباب	۱۷۳
	فتح کے بعد، ہوازن کی تباہ کن شکست کے اسباب	۱۷۴
	ہوازن کے درمیان پھوٹ	۱۷۵
	طائف کے محاصرہ میں مسلمانوں کی ناکامی کے اسباب	۱۷۶
	جزیرہ عرب میں بہت پرستی کا خاتمہ	۱۷۷



مقدمہ

از قلم حبیب الرحمن، استاذ فہم العنقہ، اور مدیر ادارہ اہل حاکمیت نوری، لاہور

یہ کتاب (اسلام کے فیصلہ کن معرکوں) کے سلسلہ کی نویں کتاب ہے جسے استاد محمد راحمد باشمیل کئی سالوں سے پیہم جاری رکھ رہے ہیں، اور یہ کتاب (مؤلف کے معروف اسلوب کے مطابق) شاندار تعلیمات اور دقیق قیمتی تحلیل و تفسیر پر مشتمل ہے اور ہر وہ شخص جو اپنی تاریخ اسلامی کے عزیز احوال کے کشفات کا خواہاں ہے اُسے ان کا مطالعہ کرنا چاہیے اور مؤلف کے اس قیمتی تاریخی سلسلہ کی بقیہ کتابوں کی تعلیمات و تحلیل و تفسیر کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے۔ . . . اور غسر وہ شخصیں ہیں جو دوسرا دوسرے اور لٹا کر لٹائی جاتی ہیں انہیں مؤلف نے اپنی اس کتاب میں اپنے تحلیل و تفسیر کے ذریعہ نفاذ شائد اور طریق سے پیش کیا ہے۔

معرکہ حنین — عسکری نقطہ نظر سے — سب سے بڑا اور اہم معرکہ ہے جس میں مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت شمولیت اختیار کی، اس میں بہت پہلے دشمن کی جانب سے بنی ہزار اور مسلمانوں کی جانب سے بارہ ہزار جانیاؤں نے شرکت کی، اگرچہ فریقین تمام عہدہ نویں غیر معزز اور کمزور تھے۔ اسی طرح معرکہ حنین آخری معرکہ ہے جس میں مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت شمولیت اختیار کی، نیز اس معرکہ میں مسلمانوں کی فیصلہ کن فتح، جزیرہ عرب میں ہٹ پرستی

کے تابوت میں آخری کین ثابت ہوئی، کیونکہ (جو) زن کی زبردست قوت کے ساتھ
 کے بعد، کوئی طاقت مسلمانوں کے مقابلے کی قدرت نہ رکھتی تھی، یہی وجہ ہے کہ عرب
 خنین کے بعد مسلمانوں کو جزیرہ میں اسلام کے ستونوں کو مضبوط کرنے کے لئے زیادہ
 فوج بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑی اور جن کے بعد بت پرستوں کے لئے صرف چھوٹی
 چھوٹی پاکٹیں باقی رہ گئی تھیں جن میں سے ہر ایک پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنے اصحاب کا ایک چھوٹا سا دستہ بھیجا جس نے ان کی مدد و دست کاغذ کر دیا
 و تبوک کے مشہور محرک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن مسزہ جانا زدن
 کی نفس نفیس تیادت کی اس کا مقصد صرف ان روہیوں کو خوفزدہ کرتا تھا جو
 کے متعلق آپ کو غلط فہمی تھی کہ وہ جزیرہ عرب پر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں
 برادریم استاد محمد احمد شکیل اس قبیلی تاریخی سلسلہ (اسلام کے فیضان عرب کے)
 کے جاری رکھنے کے لئے جو کوشش برصغیر کا دار ہے ہیں وہ ایک نئی قدر کوشش ہے
 میں فی قدر دانی اور جو صد افرائی کا حق اسے ملنا چاہیے۔ بلاشبہ وہ نفس اس
 کتاب اور اس سلسلہ کی بقیہ کتب کی ورق گردانی کرے گا وہ روایت کی کوشش
 کی انتہا کو پاس کرے گا جو تاریخ کے خزانوں میں پٹی پٹا کراد کر رہا ہے جسے ہم سے
 نوجوانوں کو نر برداشت نگاہی سے برضا چاہیے تاکہ وہ عزت و مجد اور شرف و
 شہادت کے راستوں میں ان کی راہنما ہو۔

پس تاریخ اسلام (اور خصوصاً محمد نبوی کی تاریخ) حیرت زاہد اور میں ملد
 لداکاری، شرافت، دلیری کی مثالوں سے ہماری بڑی ہے، یہ وہ مثالیں ہیں
 جن کے راستوں سے مسلمان تاریخ کے وسیع ترین دروازے میں داخل ہو سکے ہیں۔
 اور ہم مسلمان اور خصوصاً عرب (بالخصوص) ہماری تاریخ کے اس نازک وقت میں
 ان مثالوں اور اپنے بزرگ مسلمات کے حیرت زاہد ناموں کو اپنانے کے لئے اس قدر

مہر تاج میں تاکہ وہ ہمارے لئے اچھے اور سود مند نمونہ ہوں اور ہمیں ان تائبہ کن درآمدی نمونوں کی علامت کی پھسلنوں سے گذر لیا جائے جنہوں نے ہمیں دشمن کے ٹوٹی ہوئے اہلکو سے بھی زیادہ نقصان دیا ہے۔

بزرگ استاد محمد احمد باشمیل نے اس کتاب سے سلسلہ کی اپنی بقیہ کتابیں اپنے تاریخی تفصیلی و تجزیہ میں جو طریق اختیار کیا ہے آج اسے کم لوگ ہی اختیار کرتے ہیں۔

ہمیں قابل شک بات یہ ہے کہ اس نئے سلسلہ میں بڑی باریک بینی سے تفصیل و تجزیہ کیا ہے اور قاری کو بڑی فکر مندی کے ساتھ ان عظیم تاریخی مصادر کی طرف سے لیا ہے جن پر مولف ہمیشہ ذکر کرتے رہتا ہے اور ہر بات میں موقع پر قاری کی ان کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور قاری کے دل میں یہ اعتقاد پیدا کرتا ہے کہ جب وہ استاد باشمیل کی ان فراموش کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کو پڑھتا ہے تو وہ عظیم اسلامی تاریخ کے ماخذوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ نہ کہ ان سطحی تصنیفوں کا جن کا اثر مطالعوں کے ختم ہونے پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔

پس (اور یہ ایک سچی بات ہے) اسلام کے فیصلہ کن تاریخی سوکوں کا سلسلہ جسے جاری رکھنے میں سوائے بڑی کوشش کی چند دعب نبوی کے باہر میں ایک ہم عصری تاریخی ماخذ ہے اور جسے ساجد بن اس کو شش کو نظامہ نماز سے دیکھتے ہیں جو مولف تاریخی واقعات کے ترتیب دینے میں غرض کر رہا ہے اور اسلئے جسے انداز میں ان کتاب کو دیکھنے کے ساتھ فکر اور فکری تعلق بیان کر رہا ہے جس سے دلچسپی رکھنے والے آدمی کے لئے کسی حد تک کسی نوعیت کا یا عہد نبوی کے کسی سیاسی واقعہ یا اہم قانونی واقعے کی معرفت آسان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے اس سلسلہ میں موجود پاتا ہے اور یہ وہ ہے جس میں یونیورسٹیوں اور مدارس میں ملنے والی تعلیم حاصل کرنے والوں کی بڑی خدمت پائی جاتی ہے۔

یہ وہ کتاب اور اس سلسلہ کی مولف کی تمام کتب یہ شاید سمجھی گئیں ہیں کہ مولف اپنے تفصیلی و تجزیہ میں معرکہ یا غزوہ کے مقام پر ہی اکتفا نہیں کرتا جسے اس نے

کتاب کا بڑا عنوان بنایا ہوا ہے (جیسے کہ یہ غزوہ حنین ہے) بلکہ وہ اس دوران میں بڑے استقلال اور باریک بینی کے ساتھ قاری کیلئے فوجی، سیاسی اور ہم قانونی واقعات کا دلچسپ جائزہ پیش کرتا ہے جو بڑے محرکہ سے قبل رونما ہوئے ہیں۔

پس اس سلسلہ کی نوکتابوں میں اتمام سرایا اور دو کے جنگی دستوں اور سیاسی واقعات اور دیگر اہم واقعات کا جو بڑے محرکہ کے درمیان اور اس محرکہ کے دوران جو اٹھ کتاب کا عنوان ہوتا ہے رونما ہوتے رہتے ہیں تفصیلی ذکر بیان جاتا ہے جیسے غزوہ بدر اور غزوہ احد کے درمیان ہونے والے واقعات اور سرایا اور دستوں کا تذکرہ اور مؤلف نے اس سلسلہ کی نوکتابوں میں یہی طریق اختیار کیا ہے۔

اس صورت میں یہ قیمتی سلسلہ اس لائق ہے کہ اسے عمدہ بی کی تاریخ کی عظیم کتاب قرار دیا جائے، خصوصاً جب اس کی کتاب غزوہ تبوک مکمل ہو جائے جس کی تالیف میں مؤلف مشغول ہے۔ اس کے بعد میں استاد محمد احمد باثمین کی اس عظیم کوشش کا تذکرہ سے شکر گزار ہوں جو وہ اس سلسلہ کے شائع کرنے اور تاریخ اسلام کی خدمت کی خاطر بڑے استقلال و تدبیر کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں، میں اپنے مسلم بھائیوں کو — اور خاص طور پر ان میں سے طالب علموں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی درخشندہ اسلامی تاریخ کے خزانوں کا اہتمام کریں جن میں وہ اپنی پیاس کی سیاہی کا سامان پائیں گے اور وہ اس سلسلہ میں یا اس عظیم آسانی اور مفصل کتاب میں ان کے لئے راستہ کو روشن کر دیں گے جس کی تکمیل میں مؤلف نے بڑا سفر کیا ہے اور میں صمیم طلب سے بڑا رُکاوٹ کے لئے حتی المقدور دعوہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم محنت پر پورے بڑا ثواب عطا فرمائے۔

وہابی طلاعات

(براہیم الحنفی)

کلمۃ المؤلف

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بسم اللہ الرحمن الرحیم و بسم اللہ الرحمن الرحیم
و بسم اللہ الرحمن الرحیم و بسم اللہ الرحمن الرحیم و بسم اللہ الرحمن الرحیم
قارئین کرام! غزوہ حنین، اسلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ
میں نہیں کتا ب ہے جن کی اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ ہم سے کام لے رہا ہے، ہم اللہ
سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی مدد اور توفیق سے ہمیں سرفراز فرمائے اور ہمیں ان
لوگوں میں شامل کرے جو قول و فعل میں اس سے غلط ہوئے ہیں اللہ عز و جل آخرت
میں ہمیں قول ثابت سے ثابت قدم رکھے اور ہمارا خاتمہ بخیر کرے اور اپنی ملاقات
کے روز کو ہمارا بہترین بنائے، بلاشبہ وہ سچ و عجیب ہے۔

ہم اس کتاب اور اس سلسلہ کی دیگر کتب کے قارئین سے تمسید رکھتے ہیں کہ وہ
اس سلسلہ کی کتب کی کسی قزو کوداشت سے بھی مطلع کریں تاکہ ہم جلد اس کی اصلاح
رہیں کیونکہ تمام کلام ناد خطا کریں اور ہمارا مقصد صرف تبلیغ اسلام کی خدمت
کرنے ہے۔

(۲)

بلاشبہ معرکہ حنین میں دروس و عبرتوں کا عطا پائے جاتے ہیں جن میں ہم سبق سیکھ
کہ فتح حاصل کرنے کے لئے صرف عسکری قوت کافی نہیں ہوتی اور عسکری مادی قوت پر
غور کی حد تک اعتماد نہ کرنا ہی ہمیشہ مصائب کا منبع رہا ہے عسکری قوت پر غور کرنا دشمن
کو حقیر سمجھنے تک نہ چاہتا ہے اور دشمن کو حقیر سمجھنے سے قریب خود وہ فوج کے عناصر کے

درمیان لاپرواہی پھین جاتی ہے، یہ بات ایسے دشمن کے لئے اسکی کثرت اور اچھے اسلحہ کے برعکس اس کی تباہی کا زیادہ موقع فراہم کرتی ہے۔

(۳)

اور معرکہ حنین میں اللہ تعالیٰ نئے مسلمانوں کو اپنی قوت پر ناز کرنے کے باعث ادب سکھایا اور معرکہ کے پہلے مرحلہ میں ان پر خوفناک شکست واروڑ دی اس سے کہ انھیں معلوم ہو کہ قوت درجہ میں اتنی فتح کا نہیں ہتھیار اور بر بیان واقعی تو ایسے بہتر دشمنوں کی قوت اور اس کی حقیقت کی طرف قرآن کریم نے ان افغانوں میں اشارہ کیا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ رُؤُوسَهُمْ بِغِظَتِكَ ۚ وَمَنْ يُغِظْكَ اللَّهُ فَلَا تَنْفَعُ عَنْكَ إِتْرَافُهُ ۚ

وَمَا ظَنَّتْ عَلَيْهِمْ كُفْرًا ۚ وَمَنْ يُكْذِبْ اللَّهَ فَلَا يَكُونُ لَهُ مَوْلًى يَنْصُرُهُ ۚ

اور حنین کے درجہ تباہی کثرت نے نہیں مبتلائے غرور ہو کر دیکھ کر کہ نہ

کچھ کام آتی اور میں اپنی فریق کے باوجود تم پر غلبہ بھی بھر تم ہشت کے ہی پھر گئے،

و مسلمانوں کی تاریخ — اپنے دشمنہ اعدا میں — ان خواہد و دل سے بھر پور ہے کہ مسلمانوں نے اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کے باوجود جوشا خدا کا دئے سرخو دم دیئے اس کا بلا سبب نکالتے تعالیٰ پر ایمان لیا اور اعتقاد، قول اور مایہ کا اسلام کی تباہ کرنا تھا۔

پس ہماری وہ اقوام، جو عرت و سیادت کی خواہاں ہیں ان پر واجب ہے کہ وہ اسلام کے ساتھ قوت اور فعلی تمسک میں ہمارے اسلاف کے ایوان کے نقش قدم پر چلیں مگر نہ جو شخص سب مانوں میں سے اسلام کے بغیر عزت کا خواہاں ہو گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و مسو آکر بیگا۔ چہ ائمہ سے کمال گویں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دوبا۔ صحیح راستہ پر لے آئے تاکہ وہ اپنی ضائع شدہ عرت و مجد کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔

مؤلف نے

بندہ ملکات سعودی عرب

۱۹۵۱ء ۲۵۱۰

۲۶ - ۲۷

فصلِ اول

فتح مکہ اور غزوہ مخنیف کے درمیان ہونے والے مختصر واقعات

مکہ پر مسلمانوں کے مکمل تسلط کے بعد جو محبت پرستی کا سبب سے اہم اور بڑا گڑھ تھا، یہ بات نمایاں ہو گئی کہ بیت پرستی کا ستارہ (نہ صرف حجاز بلکہ تمام جزیرہ عرب میں) جلدی سے ڈوب رہا ہے اور تمام جزیرہ میں محبت پرستی کے خاتمہ کا معاملہ ہی فقط وقت کا مسئلہ ہے۔

کیونکہ کہ (عسکری، سیاسی، معنوی اور روحی لحاظ سے) غیلاست و فواجشات کے اختلافات کے باوجود بیت پرستوں کی تنکاہوں کی آماجگاہ تھا اور ریزہ کے مشرق میں محبت پرستی کے خاتمہ کے بعد، اور خیبر میں یہودی وجود کے خاتمہ کے بعد جو (بشری، سیاسی اور مالی نقطہ نگاہ سے) وجود اسلامی کو خوفزدہ کرنے والا سب سے بڑا خطرہ تھا۔۔۔ اس واقعہ کے اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں ہونے کے بعد کوئی ایسی قوت باقی نہ رہی جس سے مسلمان خوفزدہ ہوں اور اس کا دقیق جائزہ لیں اور دو عظیم قوتوں (قریش مکہ اور ہوازن) جو حجاز میں حدود حرم سے لیکر مشرق اور شمال میں نجد کی اطراف تک کے زوردار علاقے تک پھیلے ہوئے تھے) کے سوا، ان کی نظر میں اسلام کا بڑا وزن تھا۔

قریش بڑے دشمن تھے جو بڑے منظم اور اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ خطرناک مداوت رکھتے تھے، ہجرت کے آٹھویں سال ماہ رمضان میں

توحیدی فوجوں کے قبضہ میں ان کے دارالخلافہ مکہ کے آجائے کے باعث ان کی خیریت ٹوٹ گئی تھی اعدان کا خطرہ دور ہو چکا تھا اور قبائل ہوازن کے سوا جو زیر دست جنگی قوت اور خوفناک تعداد کے حامل تھے مسلمانوں کے لئے اور کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا اور ان قبائل کو بیسٹ ہزار جاہلڑوں سے زیادہ جانتا اسکے کر لینے کی استطاعت حاصل تھی اور مکہ کی حریت و روائی کے وقت عملاً انھوں نے یہی کچھ کیا پس مسلمانوں نے دو واس (وادی حنین) میں ان سے ٹھبھڑکی اور فریقین کے درمیان یہ فیصلہ کن تاریخی سرکہ ہوا جو اس کتاب میں ہماری عظیم تحقیق کا موضوع ہے۔

ہوازن سے قبل مکہ کے ارد گرد مقادست کی پاکشیں اقریش کے

ردال کے باوجود رجسٹ پرستی کی بڑی جزو تھی بلکہ مکہ کے ارد گرد (ہوازن کے سوا) عرب بٹ پرستوں کی مقادست کی کچھ پاکشیں باقی رہ گئی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل ہوازن کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ کرنے سے قبل انکی مقادست کو ختم کرنے اور انھیں توحید کے اقتدار کے آگے سرنگوں کرنے کے لئے غور و فکر کیا پس مسلمانوں کے لئے معاملہ کے دو براہ ہو جانے اور مکہ کو براہ کا مل تسلط ہو جانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے اپنی خوج کی کئی یونٹوں کو بلا کر میں بٹ پرستی کے ہر قسم کے آثار کو مٹانے کے لئے روانہ فرمایا پس ان یونٹوں کے مکہ مکرمہ کے جنوب اور جنوب شرقی میں واقع علاقوں میں باقی ماندہ مسلمان کو تباہ کرنے کی ذمہ داری ملے لی۔

اور اسلامی خوج کی یونٹوں نے مناتہ اور عزی بٹ کو تباہ کر دیا اور یہ دونوں تاریخی جوں میں سب سے بڑے بٹ تھے جن کی عربوں کے (ان بڑی

عظمت تھی اور دین دونوں کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے، نیز ان پانچوں نے ان دونوں کے علاوہ دیگر بتوں کو بھی تباہ کر دیا جو بت پرستی کے عظیم مظہر تھے۔
مکہ مکرمہ سے قبل، اسلامی فوج نے مکہ سے جو جنگی کاروائیاں کیں وہ پانچ عسکری کاروائیاں ہیں جو یہ ہیں۔

(۱)

سرتہ المثلث | یہ ایک گشتی جنگی پارٹی تھی، جسے مکہ سے سعد بن زید شہلی المثلث میں منانہ بُت کے تباہ کرنے کے لئے بھیجا گیا، پس اس نے بُت کو تباہ کرنے کی ذمہ داری لی، واقعہ نے اپنے مغازی میں اس کا ذکر کیا ہے مگر بُت کے تباہ کرنے کی تفصیل کی کیفیت کو بیان نہیں کیا اور نہ اس کے پرستاروں کے موقف کو بیان کیا ہے کہ انھوں نے کوئی مقاومت کی بات نہ کی، واقعہ نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ ہے :

”اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید شہلی کو المثلث میں منانہ کی طرف بھیجا تو اس نے اسے تباہ کر دیا اور منانہ ان قدیم ترین بتوں میں سے تھا جن کی عرب پرستش کرتے تھے اور یہ بڑی اور دیگر تمام اصنام سے قدیم ترین تھا“

اور کبھی اپنی کتاب الاصنام میں بیان کرتا ہے کہ
”منانہ عربوں کا قدیم ترین بُت ہے اور عرب عہد منانہ اور

المثلث د پہلے حوت کے ضلع اور دوسرے کی فتح مع الکسر کے ساتھ) کبھی اپنی کتاب الاصنام میں بیان کرتا ہے کہ المثلث مکہ اور مدینہ کے درمیان قدیم میں شامل سمندر پر ایک جگہ ہے

نزد مناة تام رکھتے تھے اور یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان قدیم مقام پر المشلل کی جانب ساحل سمندر پر نصب تھا اور تمام عرب اس کی تعظیم کرتے اور اس کے ارد گرد قربانیاں کرتے تھے اور اس اور خزرج اور مدینہ اور مکہ میں آٹھ فاصلے اور قرب و جوار کے لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے لئے قربانیاں دیتے تھے اور اسے تعظیم کی خاطر نئے بھیجتے تھے۔

اور سعد کی اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے باقیماندہ دین پر قائم تھی اور ربیعہ اور مضر بھی آپ کے بقیہ دین پر قائم تھے اور اس اور خزرج سے ہٹ کر مناة کی تعظیم کرنے والا کوئی نہ تھا۔
کلیبی بیان کرتا ہے کہ :

”اوس اور خزرج اور اہل یثرب اور دیگر عربوں میں سے جو ان کے طریق کے پیروکار تھے وہ حج کرتے اور لوگوں کے ساتھ تمام قیام میں ٹھہرتے اور اپنے سروں کو نہ منڈاتے پس جب وہ چلتے تو مناة کے پاس آتے اور اس کے پاس اپنا سر منڈاتے اور قیام کرتے اور وہ اس کے بغیر اپنے حج کو مکمل نہ سمجھتے۔“

پس اوس اور خزرج کے مناة کو عظمت دینے کی وجہ سے عبد العزیٰ بن ودیعہ مزیٰ یا اس کے سوا کوئی اور عرب کتا ہے میں نے آل خزرج کے اُترنے کی جگہ کے نزدیک مناة کی جی قسم کھائی ہے۔

اور جاہلیت میں عرب، اس اور خزرج سب کو خزرج ہی کہتے تھے، اسی وجہ سے وہ کہتا ہے کہ (آل خزرج کے اُترنے کی جگہ کے نزدیک) اور اس مناة کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔ فرماتا ہے :

وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ الْفَارِغِيُّ ۖ أُوْرِيَهُ مِزْلًا وَأُورِيَهُ خِرَاحًا كَمَا بَعَثَ اللَّهُ
 اورد علی امام قادسی کی مخالفت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ سناة ثبت
 کے توڑنے کی ذمہ داری لینے والے حضرت علی بن ابی طالب تھے وہ کہتا ہے کہ
 "تمام عرب اور قریش سناة کی تعظیم کرتے تھے اور ابھی وہ اسی
 دُجر پر قائم تھے کہ ہجرت کے آنے میں سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 مدینہ سے چلے اور یہ وہ سال ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح
 عطا فرمائی تھی پس جب آپ مدینہ سے چار یا پانچ راتیں چلے تو
 آپ نے حضرت علی کو اس کی طرف روانہ کیا اور آپ نے اسے تباہ
 کر دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور اسے حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور آپ نے جو چیزیں ہیں ان
 میں درتواریں بھی تھیں جنہیں شاہ عسان عاص بن امی شمر نے
 اسے تحفہ دیا تھا ان میں سے ایک کا نام مخدوم اور دوسری کا رسوب
 تھا اور یہ عاص کی وہ تلواریں تھیں جن کا ذکر مفسر نے اپنے شعر
 میں کیا ہے

مظاہر سربالہ حدید صلیہا عقیلا سیوونہ مخدوم و رسوب
 پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں تلواریں حضرت علی کو عنایت
 فرمادیں کہتے ہیں کہ حضرت علی کی ذوالفقار ان میں سے ایک تھی اور یہ بھی کسا
 جاتا ہے کہ حضرت علی نے ان دونوں تلواروں کو فلس میں دیا تھا جو طی کا ثبت تھا،
 حضرت نبی کریم نے آپ کو بھیجا تو آپ نے اُسے تباہ کر دیا

پیشگی جنگی بار، فائز

عزنی کو تباہ کرنے والا دستہ ۲۵ رمضان ۳۱ھ : سواروں پر مشتمل تھی

جن کی قیادت حضرت خالد بن ولیدؓ لے کر جنہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

عزنی کے تباہ کرنے پر مامور کیا تھا اور یہ قریش کے نزدیک سب سے بڑا ہتھیار تھا،

اور اس کا سبب مغازی و سیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید اپنے سواروں

کے ساتھ عزنی کی طرف گئے (جو وادی نخلہ کے پہاڑ کی چوٹی کی ایک نگرہ کی نسبت

تھا جسے آجکل وادی بانہ کہتے ہیں) اور اُسے تباہ کر دیا۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ :

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز، جبکہ رمضان کی دس ایتھیں

باقی تھیں مکہ تشریف لائے اور آپ نے ہر جانب سلا بکھیے اور

انہیں حکم دیا کہ جو شخص اسلام پر قائم نہیں اس پر حملہ کریں پس ہشام

بن العاص معلم کی طرف چلا گیا اور آپ نے خالد بن سعید بن العاص

کو عرب سے قبل تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا : —————

اور آپ نے خالد بن ولید کو عزنی کے تباہ کرنے کے لئے بھیجا، بن اسحاق

کا بیان ہے کہ عزنی، نخلہ میں تھا اور یہ ایک گھر تھا اور قریش میں سے یہ قبیلہ

اور کنانہ اور حضر سب اس کی تعظیم کرتے تھے، اور اس کے دربان اور حاجب بنی ثعلبہ

سے ہوئے تھے جو بنی سلیم سے تھے۔

سے ”عین“ کی پیش اور ”ر“ کی زبر کے ساتھ، عجات کے سامنے ایک وادی ہے جو عرفات

اور مزدلفہ کے درمیان ہے۔ سہ شیبان دش کی زبر کے ساتھ کو نام مقد و عرب

قبائل پر بولا جاتا ہے اور یہاں پر بنی شیبان کا ذکر ہے وہ سلیم کا ایک بطن ہے اور وہ بنی ہاشم

کے حلیف ہیں یہ سلیم کے حالات ہماری کتاب فتح مکہ میں دیئے

پس جب اس کے سہیلی دربان نے متناکہ خالد بن ولید کی طرف آ رہا ہے تو وہ کہا
پہاڑ پر چڑھ گیا جس کے بارے میں وہ کہتا ہے :

”اے عزیٰ، خالد پر ایسا زبردست حملہ کر جس سے اس کے ایسا زخم
لگے جس سے موت واقع نہ ہو اور اور اڑھنی کو پھینک کر آستین چڑھا
اے عزیٰ اگر تو نے خالد کو قتل نہ کیا تو تو مجاہد گناہ کے ساتھ واپس
آئے گا یا تیری مدد کی جائے گی :

پس جب خالد اس کے پاس پہنچے تو آپ نے اسے توڑ پھوڑ دیا اور پھر
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آ گئے۔

اور ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ

حضرت خالد نے جب عزیٰ کو توڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں واپس آئے تو آپ نے اُن سے دریافت کیا، آپ نے اُسے توڑا ہے؟ آپ نے
جواب دیا، ہاں یا رسول اللہ! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نے کوئی
چیز دیکھی ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا، نہیں، آپ نے فرمایا، واپس جاؤ تم نے اُسے
نہیں توڑا، اس کی طرف جا کر اُسے توڑو۔ حضرت خالد غصہ کی حالت میں واپس
گئے اور جب اس کے پاس پہنچے تو آپ نے اپنی نکو اور مروت لی اور ایک
برسنہ سیاہ قام عورت کھٹے سر آپ کے پاس آئی اور دربان اُسے آواز میں
دینے لگا، حضرت خالد کا بیان ہے کہ میری کمر میں لرزہ پیدا ہو گیا اور وہ
چلائے لگا،

اے عزیٰ! شدت سے حملہ کر اور خالد کے متعلق جھوٹ نہ بولی، اور

اور عزیٰ پھینک جسے اور آستین چڑھالے اور اے عزیٰ اگر تو نے خصالہ کو قتل نہ کیا تو تو عاجل گناہ کے ساتھ واپس کوٹے گا یا مدد دیا جائے گا۔
پس حضرت خلدہ تلوار لے کر اس کے پاس گئے اور آپ کہہ رہے تھے اے عزیٰ! میں تیرا نکال دیتا ہوں اور تیری پاکیزگی بیان نہیں کرتا، میں نے اللہ کو تیری اہانت کرتے پایا ہے۔

پس آپ نے تلوار مار کر اُسے دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر آپ نے واپس ہکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا، ہاں! یہ عزیٰ تھا اور وہ تیرے علاقے میں ہمیشہ کے لئے عبادت سے باہر ہو چکا ہے۔ پھر خصالہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں عزت دی اور ہمیں ہلاکت سے بچایا، میں اپنے باپ کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ عزیٰ کے پاس سمولی عطیہ لایا کرتا تھا یعنی تلواریں اور وہ انھیں عزیٰ کی خاطر بیچ کر لے کر لے جاتا تھا اور میں اس کے پاس ٹھہر کر لے جاتا تھا، پھر شاداں و فرحان ہمارے پاس آ جاتا تھا، میں نے اپنے باپ کی موت کی کیفیت کو دیکھا اور یہ وہ رائے ہے جس کے کنارے پر وہ زندگی بسر کرتا تھا اس نے کیسے فریب کھایا حتیٰ کہ وہ ایک بچہ کے لئے قربانی کرنے لگا جو گھٹنے دیکھنے اور نفع و ضرر پہنچانے سے عاری تھا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے وہ جس کے لئے ہدایت کو آسان کر دیتا ہے وہ اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے اور جس کے لئے وہ ضلالت کو آسان کر دیتا ہے وہ اس میں زحمت بسر کرتا ہے اور عزیٰ کی تباہی ۲۵ رمضان سنہ ہجری کو ہوئی۔

اور اس کا دربان بنی سلیم کا اقلع بن نصر شیبانی تھا، پس جب اس کی

وفات کا وقت قریب آیا تو وہ غمگین ہو کر اس کے پاس گیا تو ابو لہب نے اسے کہا کیا وجہ ہے کہ میں تجھے غمگین دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد عزریٰ ضائع ہو جائے گا۔ ابو لہب نے کہا، غم نہ کر، میں تیرے بعد اس کی نگرانی کروں گا اور وہ ہر لمحے واسطے سے کھنکھاکے اگر عزریٰ غالب آ گیا تو میں نے اس کی نگرانی کر کے اس پر احسان کیا ہے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزریٰ پر غالب آ گئے۔ اور مجھے وہ غالب ہوتا نظر نہیں آتا۔ تو وہ سمجھے بھٹکے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، (تبت یٰ ابا لہب، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ بات ثلاث کے بارے میں بھی سنی تھی)۔

عزریٰ کی تاریخ | جزیرہ عرب میں ہجرت پرستی کی ابتدا اور اصنام کی

کرت ہے کہ منات، ثبت، عزریٰ سے بھی تسلیم ترین ہے اور عزریٰ کو قریش اور دیگر عربوں نے زناات اور منات کے بعد، اللہ کے سوا سجدہ کیا تھا اور کعبی نے اپنی کتاب الاصنام میں بیان کیا ہے کہ عزریٰ، ذات اور منات سے جدید تر ہے اور اس نے اپنے اس قول سے تعلیل کی ہے کہ میں نے عربوں کو سنا ہے کہ وہ عزریٰ سے قبل ان دونوں کا نام لیتے تھا اور میں نے شیم بن مرکد دیکھا کہ اس نے اپنے بیٹے کا نام (زید منات) بن شیم بن مرین اذ بن طابخہ اور عبد منات بن اذ رکھا اور ذات کے نام پر، خطیب بن عکابہ نے اپنے بیٹے کا نام تیم اللات رکھا۔ اور تیم اللات بن رفیدہ بن ثمر۔۔۔۔ اور زید اللات بن رفیدہ بن ثمر بن ویرہ بن مرین اذ بن طابخہ۔۔۔ اور تیم اللات بن النمر بن قاسطہ اور عبد العزریٰ بن

کعبہ بن سعد بن زید بن مناة بن قسیم رکھا۔ پس عزیٰ پہلے دونوں جنوں سے
جدید تر ہے

عربوں میں عزیٰ نام اختیار کرنے والا پہلا شخص | اور عبد العزیٰ بن
قدیم ترین نام رکھنے والا آدمی تھا اور عزیٰ بناتے والے کا نام ظالم بن سعد
تھا، جو نخل شامیہ کی وادی حراض میں عمیر کے بالمقابل، مکر سے عسراق کی
جانب مسجد کی دائیں طرف واقع ہے اور یہ ذات غوث سے اوپر بہتان کی
جانب نویں پر ہے۔ پس اس نے اس ہر ایک مکان بنادیا اور وہ اس میں
آواز مٹا کرتے تھے اور عرب اور قریش و عبد العزیٰ کی طرف منسوب ہوتے
تھے اور یہ قریش کے نزدیک سب سے بڑا ثبوت تھا اور وہ اس کی زیارت
کرتے، ہدیے دیتے، اور اس کے پاس قربانیاں کرتے تھے، اور قریش
کعبہ کا طواف کرتے اور کہتے تھے

وَمَا نَدْعُكَ إِلَّا بِسَمِيِّكَ وَالْعَرَبُ جَعَلَتْ

وَمَنَاةُ الشَّالِثَةُ الْآخِرُونَ وَأَتَتْ شَفَاعَتَهُ لِقَائِهِ

اور وہ کہا کرتے تھے . . . یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں (امتران باتوں سے
پاک ہے) اور یہ اس کے پاس سفارش کرتی ہیں پس جب اللہ تعالیٰ نے
اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو اس پر یہ آیات نازل فرمائی۔

أَفْرَأَيْكُمْ أَتْلَامَكُمْ وَالْعَرَبُ وَمَنَاةُ الشَّالِثَةُ الْآخِرُونَ الْكُفْرُ الَّذِي كُفِرَ
وَلَهُ الْإِسْمُ عَلَى تِلْكَ الْأَوْنِ قِسْمَةٌ ضَمِيحَةٌ أَوْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءُ سَمِيَّةٌ وَجَاءَ

انتم وانا نكفر ما انزل الله بها من سلطان

اور قریش نے وادی حراض میں عزریٰ کے لئے ایک گھائی مخصوص کی تھی جیسے مقام کہتے تھے اور وہ اسے حرم کعبہ کے مشابہ قرار دیتے تھے۔ اور یہ ابو جندب ہذلی ثم الفردی کا ایک محبوبہ عورت کے بارے میں قول ہے اس نے بیان کیا ہے کہ اس عورت نے اس کے لئے عزریٰ کی قسم کھائی تھی۔

اور اس نے اس شذخ کی منغلہ قسم کھائی جس نے مقام کی مشائخ کو گرم کر دیا اور اگر تو نے میرے کپڑے نہ بھیجے تو چنے دوسرے احسانات کو روک کر ہمارے زندگی کلام کے ساتھ ہے۔ اس پر اُمّ حویث کی جدائی مشاق گزرائی ہے پس وہ بات کا مکمل ارادہ کرتا ہے۔

اور درہم بن زید اسی اس کے بارے میں کہتا ہے:

بجے مبارک عزریٰ کے ٹھہری قسم جو سرفہ سے ورے رہتا ہے۔

اور اس کے لئے ایک قربان گاہ تھی جس میں وہ اُس کی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے تھے، اُسے غضب کہا جاتا تھا۔ اور ہذلی ایک آدمی کی بھوکرتے ہوئے کہتا ہے جس نے اسمار نامی ایک خوبصورت عورت سے مشادی کرنی تھی کہ اسماء کا چڑے کے رنگ کے قبیلے سے نکاح ہوا ہے جسے بنی غنم کے ایک آدمی نے اسے تحفہ دیا تھا اور جب وہ اسے عزریٰ کے غضب کی طرف لئے جاتا تھا تو اُس نے اس کی آنکھ میں سیل دیکھی تو تقسیم میں نقصان اٹھایا۔
وہ اپنی قربانیوں کا گوشت ان لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے جو اس کے پاس حاضر ہوتے تھے اور اس کے پاس رہتے تھے۔ نیکہ فرزہ، عامر

بن طفیل سے کہتا ہے،

اے سال اگر ہمارے نیرے اور متی سے غضب تک رخص کئے
وہی عورتیں تھہ ہر قدرت پاتیں تو تجھے جوار مقام پر ٹھوس
چمکد از نیرے کی چوٹ گنتی یا تو بغیر جانے کے ٹھہرا ہوتا۔

اد قیس بن مسعود بن عبید بن غاظر بن ہشیم بن سلول خزاعی (جسے کسانہ
میں سے بنی حذافہ کی ایک عورت نے جنم دیا تھا) جسے قیس بن حذافہ خزاعی کہتے ہیں
اس کے متعلق کہتا ہے،

”ہم نے بیت اللہ میں پہلی قسم کھائی وگرنہ غضب میں ہتھ چل پڑتے۔“
اور قریش اسے خاص عظمت دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ زید بن عمر بن قیس
کہتا ہے، اور وہ جاہلیت میں خدا پرست ہو گیا تھا اور اس نے عربی اور گچھنا
کی پرستش کو چھوڑ دیا تھا۔

میں نے لات اور عربی سب کو چھوڑ دیا ہے اور ہمدرد اور صابر آدمی
ایسے ہی کیا کرتا ہے پس میں عربی اور اس کی دونوں بیٹیوں کی تاجدار بن گیا
اور نہ ہی بنی غنم کے ہونے کی زیارت کرتا ہوں اور نہ ہیہل کی زیارت کرتا ہوں،
اور جب میری عقل چھوٹی تھی تو وہ زمانے میں ہمارا رب تھا۔

اور بنو شیبان بن جابر بن مرہ بن عیس ابن رفاعہ بن الحارث بن غلبہ
بن سلیم بن منصور جو بنی سلیم میں سے تھے عربی کے دربان تھے اور ان میں سے
اس کا آخری دربان و بیہ بن حری اسلمی تھا اور ابو خراش ہذلی اسکے متعلق کہتا ہے
”اور وہ اسکے پاس آیا تھا اور اس نے اُسے دو شاندار جوئے پہنائے تھے۔“

دریہ نے میرے جوتوں کے پھٹ جانے کے بعد مجھے جوئے پہنائے اور وہ
بہت اچھا دوست ہے۔ وہ دونوں بوڑھے سیلوں کی میٹھی کے مقابلے کی جگہ سے

بتائے گئے ہیں اور ان دونوں کا ملاپ بہت خوبصورت ہے۔ پس وہ سمانوں کا کیا ہی اچھا شبستان ہے جن کے کچاڑوں کو نندار ٹھنڈی ہوا لگتی ہے اور وہ ان کی بھوک کے ساتھ موٹی و دھنیوں کے تازے سے جنگ کرتا ہے جنہیں نیکی و خوفزدہ کوئی ہے۔

پس عزریٰ کی مسلسل یہی حالت رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بموت فرمایا تو آپ نے اس کے اور دیگر اقسام کے تعارض بیان کئے اور لوگوں کو ان کی عبادت سے منع کیا اور اس بارے میں قسم آن بھی مانی ہو، پس قریش کو یہ بات گرن گزری اور ابراہیم (یعنی سعید بن ابی اسید بن عبد شمس بن عبد مناف) اور اسی بیماری سے مر گیا اور ابولسب اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے روئے پایا تو کہنے لگا اے ابو جیوہ تجھے کوئی بات ملتی ہے کہ کیا تو موت کے خوف سے روتا ہے اس سے تو کوئی چارہ نہیں، اس نے جواب دیا نہیں، بلکہ میں اس بات سے خائف ہوں کہ میرے بعد عزریٰ کی پرستش نہیں ہوگی، ابولسب نے کہا، خدا کی قسم تیری زندگی میں اس کی پرستش تیری وجہ سے نہیں ہوئی اور نہ تیری موت کے بعد اس کی پرستش متروک ہوگی، ابراہیم کہنے لگا اب تجھے حلیم ہوا کہ میرا بھی کوئی جانشین ہے اور میں اس کی عیادت میں اس کے مشہو وطن سے کھڑا رہنے کو شجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ سب فتح کا سال آیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زائد بن ولید کو بلایا اور فرمایا کہ نحر کے شیب میں ایک درخت کے پاس جا کر اسے کاٹ دیجئے، آپ گئے تو آپ نے دبیہ کو پکڑ کر قتل کر دیا اور یہ اس کا دربان تھا اور ابو خراش ہذلی دبیہ کا مرثیہ کہتے ہوئے بیان کرتا ہے۔

”اے دبیہ کو کیا ہوا ہے کہ میں اُسے شراہیوں کے درمیان نہیں دیکھتا“

وہ نہ آیا ہے اور نہ اس نے چکر لگایا ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو
صبح صبح انہیں شیزی بنی المظت میں وبال لب پہا لے پلاتا۔
وہ بہت مہمان نواز ہے جس کا پالہ عظیم القدر ہے اور شری
کے وقت وہ ٹوٹے ہوئے گھاٹ کے حوض کی طرح ہوتا ہے،
اسنام خالی ہو گیا ہے اور درندوں اور کڑوں میں ہوا کے
گزر نے کے سوا اس کا کوئی انہیں نہیں رہا۔

مورخین کا بیان ہے کہ سعید بن العاص ابو اسید مکہ میں عمامہ باندھا
کرتا تھا اور جب وہ عمامہ باندھتا تو کوئی شخص اس کے عمامہ کے رنگ
کا عمامہ نہ باندھتا تھا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ عربی ایک شیطان تھی جو وادی نخل
میں تین بار آتی تھی اور قریش مکہ اور مکہ میں مقیم عرب، جن میں سے عسزنی کی
طرح کسی بُت کی تعظیم نہ کرتے تھے اور قریش نے اسے دیگر بتوں کے سوا،
زیارت اور ہدیہ کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا، نیز ثقیف نے لات کو اسی طرح
مخصوص کر لیا تھا جیسے قریش نے عسزنی کو مخصوص کیا تھا اور ایسے دو خرچ
نے متافہ کو مخصوص کر لیا تھا جیسے دیگر لوگوں نے دوسرے بتوں کو مخصوص
کیا ہوا تھا مگر سب کے سب عربی کی تعظیم کرتے تھے۔

اور وہ ان پانچ بتوں کے بارے میں جنہیں عمرو بن لُحی لایا تھا اور جن
کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے

وَلَا تَعْبُدُوا دُولًا سِوَا عَادَ وَلَا يُخُوشَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا

وہ رائے نہیں رکھتے تھے جو اس کے بارے میں کرتے تھے اور نہ ہی
اس کے قریب قریب کوئی رائے رکھتے تھے۔

(۳)

یہ ایک گمشدہ جنگی پارٹی تھی جو دو تئو
جا نوازوں پر مشتمل تھی جنہیں حضرت

سید علیہ السلام آخر ماہ رمضان شریف

کے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہشام بن العاص کی قیادت میں ان لوگوں سے جنگ
لڑنے کے لئے روانہ فرمایا جو مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں واقع طبرستان کے علاقے میں تھے
یہ اور طائف کے درمیان اور طائف سے یہیل آدمی کیلئے دو راتوں کے فاصلے
واقع ہے۔

اور علیہ السلام حج مکہ کے لئے اہل یمن کا یہاں سے کہ اس میں حضرت سجاد علیہ السلام
سجده اور مزدنی کتا ہے کہ یہ طائف کا ایک پہاڑ ہے جو دو راتوں کے فاصلے پر
واقع ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ ایک وادی ہے جس کے متعلق ابو جریج شاعر
کتا ہے،

”پس کوئی نگران نہ سویا حصہ قبیلے سے کوئی داستان گو پشایاں تک
کہ وہ بجے علیہ السلام سے آگے نہ گئی۔“

اور میرے سامنے جو حصہ موجود ہے اس میں حج بجے علیہ السلام سے کوئی ایسا قبیلہ نظر
نہیں آیا جس نے اس فرج و دست کا قصد کیا ہو جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہشام بن العاص کی قیادت میں روانہ فرمایا تھا۔۔۔۔۔ اس طرح ہمیں یہ بھی نہیں ہر سکا
کہ یہ اس غزوہ میں جنگ ہوئی یا نہیں۔

ہمیں جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ وادی کا قول ہے کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جانب سراپا کیجئے اور انہیں حکم دیا کہ

وہ ہر اس شخص پر حملہ کریں جو اسلام نہیں لایا۔ پس ہشام بن
العاص دوسو جوانوں کے ساتھ عیلام کی جانب گیا۔

لیکن مزید بات یہ ہے کہ ہشام بن العاص کا یہ دستہ، ہوازن کے
ایک قبیلہ کی طرف بھیجا گیا تھا کیونکہ طائف کے ارد گرد واقع علاقہ میں تمام
قبائل ہوازن سے تعلق رکھتے ہیں یا ثقیف کے حلیف ہیں اور وہ بھی ہوازن
کا ایک بطن ہیں۔

(۴)

دستہ عرینہ، آخر ماہ رمضان ۶۰۰ھ | عرینہ، وہ مشہور وادی ہے
جو آج کل عرنا کے علاقے میں ہے

ہے اور اس میں شامل نہیں ہے اور اسی وادی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے — عرفات کی طرف جاتے ہوئے راستے میں — اپنا وہ مشہور خطبہ دیا
جو حجۃ الوداع کے خطبہ کے نام سے مشہور ہے اور ظہور اسلام کے وقت عرینہ
کے باشندے ہذیل کا ایک بطن تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت
رکھتے تھے اور انہوں نے ہجرت کے چوتھے سال عرینہ میں ایک فوج کشی کی جس سے
وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں جنگ کرنا چاہتے تھے۔

مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک فدائی
عبداللہ بن ابیہ الحنفی کو بھیجا جس نے عرینہ میں فوج کے ساتھ خالد بن سفیان
ہذلی کو قتل کر دیا اور حبیب بن کعبہ کے ساتھ اس کے قتل کے بعد جنگ کا منصوبہ بیکار
ہو گیا تو ہذیل کی جنگ نا کام ہو گئی

اور جس فوج نے ہجرت کے آٹھویں سال فتح کے بعد، مکہ سے عرنہ کی طرف
 مارچ کیا وہ بنی سوہانہ زون پر مشتمل تھی جن کی قیادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خالد بن سعید بن العاص کو عرنہ سے بتوں کے وجود کے خاتمہ کے لئے عطا
 فرمائی مگر حجازی علم کے مطابق کسی شخص نے اس فوجی دستے کی کاروائیوں کی تکمیل
 کا ذکر نہیں کیا جس کی قیادت خالد بن سعید بن العاص نے عرنہ تک کی تھی۔۔۔۔
 اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اُسے ہذیل قبیلہ کی طرف بھیجا یا
 لیا تھا جس کے بہت سے آدمی فتح مکہ کے بعد بیت پرستی پر قائم رہ گئے تھے جن کا
 وطن عرنہ تھا جس کی طرف دستہ کو بھیجا یا گیا تھا۔

(۵)

فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین
 سے قبل جو اہم فوجی واقعہ

غزوہ بنی جذیمہ آخر ماہ رمضان ۶۰۰ھ

دور نما ہوا۔ وہ جنگ ہے جس میں حضرت خالد بن ولید نے بنی جذیمہ پر حملہ کیا
 اور اس میں ایک غلطی کے باعث جو بدبینی پر مبنی نہ تھی انھیں حضرت رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ملازمت سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ آپ نے بنی جذیمہ کے کچھ آدمیوں
 کو جو مسلمان تھے اس وطن کی بنا پر قتل کر دیا تھا کہ وہ ابھی تک مشرک ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے گروپ
 کے سالار حضرت خالد بن ولید کو جس نے سکر پر جنوب سے چڑھائی کرنی تھی دیا
 بنی جذیمہ کی طرف جانے کا حکم کیا، آپ نے انھیں داعی الی الاسلام بنا کر حکم

بنی جذیمہ کہنا نہ کا وطن ہیں اور وہ بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناف بن کنانہ ہیں جو انھی صفا
 میں مکہ کو تھے (تلم تباکل العرب جلد ۱ ص ۱۸)

جانباز بنا کر نہیں بھیجا تھا۔

موجودین نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کے لئے ساڑھے تین سو بجاہین انصار اور بیسیلہ کے آدمیوں پر، لئے قیادت باندھا اور انھیں مکہ سے بنی جذیمہ کی طرف مکہ کی قرنی میں بھیجا، اور حضرت خالد (دانا عسکری سالار کی طرح) جلد فیصلہ کرنے اور انھیں جلد نافذ کرنے میں مشغول تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے اجتہاد کرتے ہوئے بعض رُسور میں جلد بازی سے کام لیا اور ایسے اعمال کے مرتکب ہوئے جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ ہیزاری کیا اور ان کی وجہ سے حضرت خالد سے ناراض ہوئے۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ انھوں نے اپنے اجتہاد سے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ بنی جذیمہ کے کچھ قیدیوں کو جن کے متعلق واضح ہو چکا تھا کہ وہ مشرک نہیں بلکہ مسلمان ہیں قتل کر دیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے تحقیق کرنے کے بعد ان کے لئے استغناء کیا۔ پھر بنی جذیمہ کے عقیدتین کی دیات دیں کیونکہ وہ مسلمان تھے اس لئے کہ ان کا قتل، ذمہ دار ساز حضرت خالد بن ولید کی اجتہادی غلطی کے باعث ہوا تھا۔ واقعہ ہی بیان کرتا ہے کہ

”جب حضرت خالد بن ولید غزوی کے تباہ کرنے کے بعد مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ نے انھیں بنی جذیمہ کی طرف داعی الی الاسلام بنا کر بھیجا تھا، جانباز بنا کر نہیں بھیجا تھا پس وہ بنی ہذیمہ، انصار اور بنی سلیم کے مسلمانوں

کے ساتھ روانہ ہوئے جن کی تعداد ساڑھے تین سو تھی۔ پس آپ
 مکہ کی ترافی میں اُن کے پاس پہنچ گئے اور بنی جذیمہ سے کہنا
 عمیا کہ یہ خالد بن ولید ہیں اور ان کے ساتھ مسلمان بھی ہیں
 انہوں نے کہا اور ہم بھی مسلمان لوگ ہیں ہم غمنازیں پڑھتے اور
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور ہم نے ساجد بنائی
 ہیں اور ان میں اذانیں دیتے ہیں۔ پس حضرت خالد انکے پاس
 گئے اور کہا: سلام قبول کرو، انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں
 آپ نے کہا، تم ہتھیار بند کیوں ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا
 اور ایک عرب قوم کے درمیان عداوت پائی جاتی ہے۔ ہم
 ڈر گئے کہ کہیں تم وہی نہ ہو۔ پس ہم نے ہتھیار لے لئے تاکہ ہم
 دین اسلام کے مخالفین کو اپنے آپ سے دُور بنادیں، آپ نے
 کہا، پھر ہتھیار اتار دو، اور ان میں سے محمد نام ایک سیدی
 نے اُنہیں کہا، اے بنی جذیمہ! قسم بخدا یہ خالد ہے اور محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی سے اقرار اسلام سے بڑھ کر اور کچھ
 نہیں چاہتے اور ہم اسلام کے اقراری ہیں اور خالد ہم سے
 وہ نہیں چاہتا جو مسلمانوں سے چاہا جاتا ہے اور وہ پہلی ہتھیاروں
 کے ساتھ تیر کرنا چاہتا ہے اور قید کے بعد تلوار استعمال کرنا
 چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا ہم تجھے اللہ کو یاد دلاتے ہیں تو ہمیں
 تکلیف دینا چاہتا ہے مگر آپ نے اپنی تلوار پھینکنے کے بخار
 کر دیا یہاں تک کہ سب نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے اپنی
 تلوار پھینک دی اور انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اور لوگ اسلام

قبول کر چکے ہیں اور محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کر لیا ہے اور ہم خالد سے نہیں ڈرتے، اس نے کہا قسم بخدا کہ وہ تم کو ان قیدیوں کی وجہ سے نہیں تم جانتے ہو پکڑیں گے تو لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے پھر خالد نے انھیں کہا، اپنے آپ کو بلیغ قیدی کے حوالے کرو، تو جہد نے کہا اے لوگو! وہ مسلمانوں کو قیدی بنا کر کب چاہتا ہے وہ جو چاہتا ہے وہ چاہتا ہے، تم نے میری بیعت کی ہے اور میرا حکم نہیں مانا اور خدا کی قسم وہ تم کو دسے پس لوگ قیدی بن گئے تو آپ نے بعض لوگوں کو کچھ لوگوں کی مشکیں کسے کا حکم دیا، اور جب ان کی مشکیں کس دی گئیں تو آپ نے مسلمانوں کے ہر آدمی کو ایک پاد آدمی دے دیئے اور انھوں نے بندھنوں میں رات گزار دی اور جب نماز کا وقت آتا تو وہ مسلمانوں سے بات کرتے اور نماز پڑھتے پھر پانچ ویسے جاتے پس جب صبح ہوئی اور مسلمان ان کے درمیان غلط فہمی ہو گئے تو ایک آدمی نے کہا ہم ان کو قید کر کے کیا کریں گے ہم انکو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائیں گے اور ایک آدمی نے کہا، ہم دیکھیں گے کہ کیا یہ سنتے یا اطاعت کرتے ہیں اور ہم ان کا جائزہ لیں گے اور لوگ انہی دو باتوں پر قائم تھے، حمزہ کے وقت حضرت خالد بن ولید نے آواز دی کہ جس کے پاس کوئی قیدی ہے وہ تم کو اس کا کام تمام کر دے پس بنو سلیم نے ان تمام آدمیوں کو قتل کر دیا جو ان کے قبضے میں تھے اور ہاجرین اور انصار نے اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

اور سلا، خالد بن ولید اور انصار کے ایک سردار ابو اسید الساعدی کے درمیان اس وقت مقابلہ بازی شروع ہو گئی جب انصار اور مسیح بن نضیر نے اپنے اپنے قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے رہا کر دیا اور حضرت خالد بن ولید نے ان کو رہا کر دیا اور ان کے لئے دعا کی اور ان کو قتل کرنے والے نہیں، خالد نے کہا، تمہیں کس نے بتایا ہے کہ وہ مسلمان ہیں ابو اسید نے کہا، ہم ان کے اقرار اسلام کو سن رہے ہیں اور یہ مساجد ان کے میدان میں ہیں۔

خالد جب اپنے اس فعل کے بعد دیارِ ہند میرے سے واپس لوٹے تو کیا صحابہ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان نے انہیں ملامت کی اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس کے جواب سے وعظا مطلق کرتے رہے مگر حضرت عمر نے انہیں بتایا کہ انہوں نے اپنی کاروائی میں غلطی کی ہے تو خالد نے غلطی کا اعتراف کیا اور حضرت عمر سے استدعا کی کہ وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ سے میرے لئے استغفار کی درخواست کریں۔

حضرت عمر نے حضرت خالد سے اس معاملے میں مناقشہ کرتے ہوئے کہا خالد تیرا نرانا ہونے ہی ہند میرے سے اس بات پر گرفت کی ہے جو باہلیت میں تھی، کیا اسلام نے اپنے سے پہلے کی چالانہ باتوں کو مٹا نہیں دیا؟ حضرت خالد نے کہا اے ابو حفص! میں نے ان پر حق کے ساتھ گرفت کی ہے، میں نے مشرک قوم پر حملہ کیا اور وہ قوت پکڑ گئے اور جب وہ قوت پکڑ گئے تو مجھے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا پس میں نے انہیں قید کر لیا پھر انہیں تلوار پر دھریا حضرت عمر نے کہا، عبداللہ بن عمر سے کس آدمی نے سیکھا ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم میں اُسے نیک آدمی سمجھتا ہوں۔ آپ نے کہا مجھ اس نے وہ بات بتائی ہے جو تمہاری بات سے مختلف ہے اور وہ اس فوج میں تمہارے ساتھ تھا، حضرت

خالد نے کہا: میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بعد اس کے حضور قبول کرتا ہوں،
راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر خاموش ہو گئے اور فرمایا رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کھپاس جائز و وہ تمہارے لئے استغفار کریں گے۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خالد
کے فعل کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے یہاں تک کہ آپ
کی جھلی کی سفیدی نظر آنے لگی آپ فرما رہے تھے،
”ہے اللہ خالد نے جو فعل کیا ہے میں تیرے حضور اس سے برکت
کا امداد کرتا ہوں۔“

اور جب خالد آئے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض تھے پھر آپ نے اعلان
کئے کے بعد اور تحقیقات سے حضرت خالد کے فعل کی غلطی ثابت ہو جانے کے
بعد فیصلہ کیا کہ نبی جذیرہ کے ابن مقتولین کی دیات دی جائیں جنہیں حضرت
خالد نے غلطی سے قتل کر دیا تھا پس آپ نے حضرت علی کو بلا کر انھیں مال دیا اور
فرمایا، بنو جذیرہ کے پاس جاؤ اور جاہلیت کے جانے کو اپنے دونوں ہاتھوں
کے نیچے رکھو اور خالد نے جو کیا ہے اس کی ذیت انھیں دو۔

پس حضرت علی اس مال کو لے کر ان کے پاس پہنچے اور ان کے مقتولین
کی دیات دینے لگے مگر آپ جو مال لے کر گئے تھے وہ کافی نہ ہوا تو آپ نے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی جذیرہ کے حقوق کو پورا کرنے کے لئے مزید
مال منگوایا۔ اور آپ نے ابو رافع کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں مال کے مطالبے کے لئے بھیجا تو آپ نے اس کے مطالبے کو قبول اور کیا اور مطلوبہ

مال رافع کے سپرد کر دیا جسے وہ لئے کر حضرت علی کے پاس دیا اپنی جذبیہ میں
واپس آئے، پس حضرت خالد نے جو کچھ کیا تھا آپ نے اس کی دیت دی مٹی
کو آپ نے کتے کے پانی پینے والے برتن کی بھی دیت دی، یہاں تک کہ انکا کوئی
مطالبہ باقی نہ رہا۔ وہ حضرت علی کے پاس کچھ مال بیچ گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بغیب
مال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تمہارے لئے اس چیز کے بدلہ میں ہے
جسے وہ جانتے ہیں اور نہ تم جانتے ہو۔ پس آپ نے انھیں وہ مال دیدیا اور پھر
واپس آکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال جس سے آپ نے بنی جزمیہ
کی دیات اور معاوضات دیئے تھے قرض لیا تھا کیونکہ فتح مکہ کے وقت مسلمانوں
کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ مورخین کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
مال مکہ کے تین بڑے تاجروں، حویطب بن عبد العزیٰ، صفوان بن امیہ اور
عبد اللہ بن ابی رجبہ سے قرض لیا تھا۔

بنی جزمیہ کے قتل کے بارے میں حضرت خالد کے موقف کی حقیقت

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت خالد نے بنی جزمیہ کے جن لوگوں کو قتل کیا
ان کے قتل کرنے میں آپ سے غلطی سرزد ہوئی اور اگر ان کا قتل کرنا اور ان کے
اموال لینا خطا نہ ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیات اور معاوضات
ادارہ کرتے۔ اسی طرح اس امر میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حضرت خالد

کی کارروائی جو بنی جذیمہ کے کچھ لوگوں کے قتل پر منتهی ہوئی وہ (جسادی غلطی سے ہوئی تھی) آپ نے انھیں عذر اور مسلمان چھوڑ دیے قتل نہیں کیا تھا بلکہ معاملے میں استبداد پیدا ہو گیا تھا۔ پس ان کا قتل اس لحاظ سے ہو کر آپ نے ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ نیز ان کے متعلق یہ گمان کیا گیا کہ وہ غیہ مسلم ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے۔ جن کی تائید اس امر سے ہوئی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جذیمہ کے مقتولین کی دبات ادا کیں۔ اور اگر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ حضرت خالد نے انھیں (مسلمان بنیں کرتے ہوئے) قتل کیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں قصاص کا حکم نافذ کرتے، لیکن غلطی جہاد میں ہوئی، جو قضیہ میں موجود تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی دیت دینے والا تھا کیا جنہیں بنی جذیمہ میں سے حضرت خالد نے قتل کیا تھا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد سے ناراض ہونے اور کچھ عرصہ ان سے اعراض کرنے کے بعد ان سے راضی ہو گئے، بلکہ بعض روایات میں صریحاً بیان ہے کہ حضرت خالد نے بنی جذیمہ کے لوگوں کے طاقت پکڑنے اور آپ سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہو جانے کے بعد قتل کیا تھا والاںکہ آپ نے انھیں کالی مہلات عطا کی تھی جس کی اوتھانا ز عشاء تک تھی۔

واقعہ بیان کرتا ہے کہ :

مجھے سیف بن یحیٰ بن عتبہ نے، عثمان بن محمد اخصی سے اور اس نے عبدالملک بن عبدالرحمن بن الحارث سے بتایا، وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بنی کنانہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا، ہاں اگر وہ اذان سننے یا اسلام کو معلوم کرے تو ان پر حملہ نہ کرے پس وہ نکلے اور بنی جذیمہ تک پہنچ گئے تو انہوں نے سخت حفاظتی انتظام

کرنے اور جنگ کی اور ہتھیار پہن لئے، پس آپ نے انھیں نماز عصر مغرب اور عشاء تک سہلے دی اور اذان کی آواز نہ سنی، پھر آپ نے ان پر حملہ کر دیا، پس جو قتل ہونے لگے وہ قتل ہو گئے اور جو قید ہونے لگے وہ قید ہو گئے اس کے بعد انھوں نے دعویٰ اسلام کیا، بلکہ میں کہتا ہوں کہ جو بات بنی حذیمہ کے قضیہ میں انھیں کی تاکید کرتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خالد نے بدعتی کے بغیر ان کے قتل کرنے میں غلطی کی ہے جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۵ ص ۱۲۱ میں زہری کی روایت سے بیان ہوا ہے جو سالم نے اپنے باپ سے کہی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بنی حذیمہ کی طرف بھیجا تو آپ نے انھیں دعوت اسلام دی تو انھوں نے اچھی طرح اپنے اسلام کی بات نہ کی بلکہ وہ صبا، صبا، صبا کہنے لگے یعنی ہم صابی ہو گئے پس حضرت خالد ان میں سے لوگوں کو قتل کرنے اور قیدی بنانے لگے اور آپ نے ہم میں سے ہر آدمی کو اس کا قیدی دیا، اور ایک روز آپ نے حکم دیا کہ ہم میں سے ہر آدمی، اپنے قیدی کو قتل کرے میں نے کہا، قسم بخدا میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی میرے ساتھیوں میں سے کوئی آدمی اپنے قیدی کو قتل کرے گا، یہاں تک کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا دیا اور فرمایا: اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے براہ کلام اٹھا کر کرتا ہوں“

اور حضرت خالد کو معذور قرار دینے والا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت خالد کو ملازمت کی گئی تو آپ نے کہا کہ میں نے اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک مجھے عبداللہ بن عذافہ نے اس کا حکم نہیں دیا اس نے کہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے ان کے اسلام سے رکنے کی وجہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔

ادسیرت کی مکتب میں بیان ہوا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی اطلاع ملی جو حضرت خالد کے ہاتھوں بنی جذیمہ میں ہوا تھا تو آپ نے اس آدمی سے جو قویٰ سے خبر لے کر آیا تھا دریافت فرمایا، کیا خالد پر کسی آدمی نے عیب لگایا تھا؟ اس نے جواب دیا، ہاں! ایک سفید رو میانہ قد آدمی نے آپ پر عیب لگایا تھا، تو خالد نے اسے سختی سے جھڑکا تو وہ خاموش ہو گیا اور ایک اور طلحہ مضطرب آدمی نے آپ پر عیب لگایا تو آپ نے اسے بھی جواب دیا اور ان دونوں میں سخت کلامی ہو گئی تو حضرت عمر بن الخطاب نے کہا،

یا رسول اللہ! پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ تھا اور دوسرا سالم بن ابی حذیفہ تھا۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناراضگی کے بعد حضرت خالد سے رخصتی ہونا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عمار بن یاسر جیسے سابق الاسلام

لوگوں کے درمیان اپنی خدمت کے ساتھ حضرت خالد کے مہلک کے بارے میں نوک جھونک شروع ہو گئی اور گفتگو میں حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمن سے سخت کلامی کی احد حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے وہ حدیث بیان فرمائی جو مشہور و معروف ہے کہ

۱۰۔ سے خانہ اسیر کے صحابہ کو میرے لئے چھوڑ دو، جو بے انسان کی ناک نہ تھی جو جاسے تو وہ مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور اگر اُحدہ سونے کا ہوتا اور تو اسے ایک ایک قیراط کر کے راہِ خدا میں خرچ کرتا تو بعد الرحمن کی ایک صبح یا شام کو بھی حاصل نہ کر سکتا۔ . . . اور حضرت علامہ ابنِ یاسر کے متعلق فرمایا:

”اے خالد! خاموش رہ، اب القیطان سے مقابلہ نہ کر، جو اس سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرے گا اور جو اس سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا اور جو اس سے بے وقوف قرار دے گا اللہ تعالیٰ اسے بے وقوف قرار دے گا۔“

اور یہ کہ زمین نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے اپنی فروغداشت پر سعادت کی امداد سے درگزر کرنے کا مطالبہ کیا اور حضرت عثمان، حضرت خالد کو لے کر حضرت عبدالرحمن بن عوف کو پاس گئے اور ان سے سعادت کی ضمانت لے لی کہ وہ ان سے راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ سے ابو محمد میرے لئے بخشش طلب کرتے

وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی (ناراضگی کے بعد) حضرت

خالد سے راضی ہو گئے اور بار بار آپ کی تعریف کی اور ابو الاحوص نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
 ”خالد بن ولید اللہ کا کیا ہی اچھا بندہ، اللہ بھائی ہے اور دشمنان
 خدا میں سے ایک دشمن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین
 پر شونما ہے۔“

اس طرح جب حضرت علی بن ابی طالبؓ کے مقتولین کی دیات کی راضی کے
 بعد وہیں تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد سے راضی ہو گئے
 اور ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت خالد ہمیشہ ہی آپ کے بلند مرتبہ صحابہ
 میں مشافہ رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔
 اور حضرت خالد کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جو مقام تھا اُس پر
 اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ آپؐ نے جب حنین کی طرف
 اپنی کیا تو حضرت خالد کو ہراول دستہ کا سالار مقرر کیا اور آپؐ نے (بیکہ وہ
 آپؐ کی ہراول فوج کے سالار تھے) ان کے ساتھ اس فیصلہ کن معرکہ میں شرکت فرمائی
 واقعہ بیان کرتا ہے کہ

”حضرت خالد وفات تک مقدم رہے اور اسکے بعد آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بیکہ وہ ہراول فوج کے سالار تھے
 حنین اور تبوک کی طرف چلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں
 اکیڈر اور دو مائے الجندل کی طرف بھیجا، پس آپؐ نے جن لوگوں کو
 قید کرنا تھا قید کیا پھر ان سے مصالحت کرنی اور رسول کریم صلی اللہ

علیہ السلام نے آپ کو عمارت بن کعب کے پاس بحران کی طرف امیر احمد داعی الی الفتح بنا کر بھیجا اور آپ حبشۃ الوداع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈا دیا تو آپ کو اپنی پیشانی کے بال عطا فرمائے جو آپ کی ٹوپی کے آگے لگے رہتے تھے اور جس کس کے ساتھ بھی آپ نے جنگ کی، اللہ تعالیٰ نے اسے شکست دی اور یرموک کے روز آپ نے جنگ کی تو آپ کی ٹوپی گر پڑی تو آپ کو اوزار دینے لگے ٹوپی، ٹوٹی، اس کے بعد آپ سے کہا گیا: یہ بوسنیہاں! عجیب بات ہے کہ ان کے ٹھکانے میں بھی آپ کی ٹوپی طلب کر رہے تھے تو آپ نے جواب دیا: میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے بال تھے اور میں نے اسے پس کر جس کے ساتھ بھی جنگ کی وہ بھاگ گیا:

اور جس روز حضرت خالد بن ولید وفات ہوئی اس وقت بھی آپ مجاہد بن جہلؓ تھے اور آپ کی قبر، جملہ میں ہے۔ واقف ہی بیان کرتا ہے کہ مجھے آپ کو غصہ دینے والے نے بتایا اور وہ آپ کی موت کے وقت موجود تھا اور اس نے آپ کے پڑوس کے بچے دیکھا، خیزبہ، تلوار اور تیرکی چڑا کے درمیان کوئی صحت مند جنگ نہ تھی، اور حضرت عمر بن الخطابؓ جن کے اور حضرت خالد کے درمیان کوئی ایسی بات نہ تھی وہ آپ کا تذکرہ کرتے تو آپ کے لئے رحمت طلب کرتے اور آپ نے جو کچھ ان کے بارے میں کہا تھا اس پر پشیمان ہوتے اور فرماتے: وہ الہی شمشیروں میں سے ایک شمشیر تھے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں لغت میں ٹرے تو

آپ کے ساتھ ایک آدمی تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
 یہ کون ہے؟ اس آدمی نے کہا، فلاں ہوں، آپ نے فرمایا، فلاں اللہ کا
 بہت بڑا بندہ ہے۔ پھر ایک اور آدمی آیا تو آپ نے فرمایا، کون آدمی ہے؟
 اُس نے جواب دیا، فلاں، آپ نے فرمایا، فلاں اللہ کا بہت بڑا بندہ ہے۔ پھر
 خالد بن ولید نمودار ہوئے تو آپ نے فرمایا، یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا خالد بن
 ولید، تو آپ نے فرمایا، خالد بن ولید اللہ کا بہت اچھا بندہ ہے۔

فصل دوم

- ہوازن کون ہیں؟
 - مسلمانوں کے مکہ پر غالب آجانے کے بعد، ہوازن کا خطرہ کو محسوس کرنا
 - ہوازن کا، مسلمانوں کو مکہ سے نکالنے کے متعلق سوچنا
 - ہوازن کا، مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے سین ہزار جان نوازوں کو جمع کرنا
 - ہوازن کا، مالک بن حوٹ نصری کو اپنا بادشاہ اور اپنی فوجوں کا سالار مقرر کرنا
 - ہوازن کے سالار کا حوٹوں، بچوں اور اموال کو فوج کے ساتھ لے جانے کا حکم دینا
 - وید بن الصمۃ الکلابی بن حوٹ کی جنگی حکمت عملی پر تنقید کرنا
 - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انشیلی جنس، ہوازن کی چھانوٹیوں میں
 - ہوازن کی فوج کا سکھ کی طرف مارچ کرنا
 - مسلمانوں سے قبیل، ہوازن کا وادی حنین میں پڑنا کرنا
- محرک معین کی تفصیل میں داخل ہونے سے قبل
- ہوازن کون ہیں؟** مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تاریخین کرام کو ہوازن کے

نسب اور تارخ کی ایک جھلک دکھا دی جاے۔

میزخین اور اصحاب معانم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جزیرہ عرب میں ہوازن سب سے بڑا اور خطرناک قبیلہ تھا یہ مصری عدنانی قبیلہ ہے اور قیس عیلان کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اس کے ہم بطون میں سے سمجھا جاتا ہے۔

اور یہ ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ ابن قیس بن عیلان بن مضر بن نزاہ بن معد بن عدنان کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ہوازن کے میماہ بارہ میں اور ان بارہوں میں سے اہم ترین بارہ قبیلہ طائف اور اسکے ارد گرد کے باشندے) کعب، کعب بن جلال، بنو عامر بن صعصعہ، بنو جشم (اردو بن عصبہ کا قبیلہ) اور بنو نصر (کعب بن عدنان کی قوم) ہیں۔ ہوازن میں بڑے قبائل کو جو سب کے سب بحرین ہوازن کے ہیں، جمع رکھتا ہے جو یہ ہیں۔ بنو سعد بن بکر، بنو معاویہ بن بکر اور بنو مہنہ ابن بکر۔

اور ہوازن، ثوریت و قحاد کے لحاظ سے نجد کے مشہور قبائل غطفان سے مشابہ ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد مقامات پر شہر دارمانی کی اور انزاب کے مہمل، قریش کے ساتھ بل کر مدینہ کا محاصرہ کیا، ہوازن کے مواہن کے متعلق یہ بات ہے کہ وہ جزیرہ عرب میں دور دراز مسافتوں میں فروکش میں حتیٰ کہ وہ اپنے بطون و عشائر کی کثرت کے باعث نجد و حجاز کی رہائش گاہوں میں اشتراک رکھتے ہیں اور ان کی ستانوں مکہ کے قریب دی حنین سے فیکر نجد غربی کے جنوب میں جو یمن کے قریب ہے ڈوئہ تک چلی گئی ہیں پس ہوازن ایک نجدی اور حجازی قبیلہ ہے۔

ہوازن، جاہلیت میں بھی ایک جنگجو اور سخت قبیلہ تھا اور اس نے اپنے نمک پڑوسی قبائل سے بہت سی جنگیں کی تھیں اور آپس میں بھی ان کی

بعض جنگیں ہوئیں جیسا کہ اسلام سے قبل جاہلی زندگی کی عام روش میں تھی، مثلاً ثقیف کو ہوازن کا اہم بازو سمجھا جاتا تھا کیونکہ وہ ہوازن کے تین بڑے قبیلوں میں سے ایک کی نسل سے تھا اور جاہلیت میں اس ثقیف اور ہوازن کے بقعہ قبائل کے درمیان ایک تاریخی معرکہ ہوا تھا جسے معرکہ افسان کہتے ہیں اور اس معرکہ کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ بہت سے مقتولین کے اجسام کو میدان میں چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ بدبودار ہو گئے اور ثقیف اور ہوازن کے درمیان یہ معرکہ طائف کے قریب ہوا تھا۔

اسی طرح جاہلیت میں ہوازن نے کنانہ سے جنگ کی اور اس پر فتح پائی اور کنانہ ایک عظیم قبیلہ ہے جو حجاز میں قریش، سلیم، خزاعہ اور ہوازن کے درمیان گھومنے والے محور پر واقع ہے اور کنانہ، قریش کا حلیف تھا اور ہوازن اور کنانہ کے درمیان جس روز معرکہ کرائی ہوئی اُسے زیوم شمنظہ کہتے ہیں۔

اسی طرح جاہلیت میں ہوازن نے بواکارت بن کعب سے جنگ کی جو نجران اور اس کے ارد گرد آباد ہونے والے قحطانی قبائل میں سب سے بڑا قبیلہ ہے۔

اور شاید ہوازن کی جاہلی جنگوں میں سب سے مشہور جنگیں حروب فجار ہیں اور یہ سب جنگیں

ایک جانب سے ہوازن کے درمیان اور دوسری جانب سے کنانہ اور قریش کے ان جنگوں کو حروب فجار اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں نے حریت کے معینوں میں ایک دوسرے سے محاربہ کیا اور اس میں بدکاری کی اس لئے لوگوں نے ان جنگوں کا نام فجار رکھا۔ فجار بھی مہاجرت سے جیسے قتال اور مقاتلہ۔

کے درمیان تھیں اور یہ چار جنگیں تھیں جو سب کی سب حرمت دانہ سمیٹا
ہیں ہوئیں جبکہ عرب عکاظ کی منڈی میں جمع ہوتے ہیں اور ان جنگوں میں
سب سے زیادہ سخت اور خطرناک جنگ فجار کی چوتھی جنگ تھی جو کئی سالوں
تک چاروں عربی قبیلوں میں قریش کے شیوخ و سادات کی خونخوار تعداد قتل
ہو گئی (اب ہم اختصار کے ساتھ فجار کی چاروں جنگوں کا حال بیان کرتے ہیں۔

جنگ فجار اول | اس جنگ کا باعث یہ تھا کہ غفار اور مہر بنی سمانہ
کا ایک آدمی جہہ بدر بن سحر کہتے تھے، عکاظ کی
منڈی میں آیا، وہ بڑا شکرہ تھا اور وہ لوگوں کو پھیلنے اور چیلنج کرنے لگا اور
اس نے ایک نشست گاہ بنائی اور اس میں ٹانگیں پھیلا کر آواز دینے لگا،
کہ میں عرب کا سب سے معزز آدمی ہوں اور جس شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ مجھ
سے معزز ہے تو وہ میری کھوپڑی پر تلوار مارے، پس ہوازن میں سے بنی
نصر کا ایک آدمی احمر بن مازن بن اوس، اس کے پاس سے گزرا تو اس نے
اُسے چیلنج کیا اور اُسے تلوار مار کر اس کی ٹانگ کاٹ دی، قریب تھا کہ قریشین
کے درمیان ہمہ گیر جنگ برپا ہو جاتی مگر دانشمندیوں نے مولے کو منع دینے
کر دیا اور وہ آپس میں راضی ہو گئے۔

جنگ فجار دوم | اس جنگ کا باعث یہ تھا کہ قریش اور کنانہ کے کچھ
نوجوانوں نے عکاظ کی منڈی میں، ہوازن کے بنی حاکم
بن معصرہ کی ایک عورت سے چھیڑ خالی کر کے اس کی توہین کی جس کی وجہ سے
ہوازن غضب ناک ہو گئے اور قریش کے درمیان جنگ ٹھن گئی لیکن قریش
کا سردار حرب بن اسد بن عبد شمس بن عبد مناف اس جنگ کے روکنے میں
کامیاب ہو گیا اور اس نے قریش کے نام سے اس حرکت پر جو قریشی نوجوانوں سے

عامری عورت کے ہار سے میں سرزد ہوئی تھی محذرت کی اور پھر اس نے ہواؤں کے مقتولین کی دیات دیں اور قریش اور کنانہ کے مقتولین کا خیال نہ کیا۔ پس ہواؤں راضی ہو گئے۔

جنگِ فوجی رسول | اس جنگ کا باعث یہ تھا کہ ہواؤں میں سے جی جشم کے ایک آدمی کا، کنانہ کے ایک آدمی کے ذمہ بکھڑا کر دیا وہ غویل عرصہ تک اس سے ٹان ٹول کر رہا پس جب اس نے اُسے دیکھا کہ وہ لوگوں نے حفاظت کی نہ تھی میں اس کی تشہیر کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اس طرح کہ اس نے ایک بندہ بکڑ اور پھر قبائل کے ارد گرد گھومتے ہوئے آواز دینے لگا کہ کون شخص مجھے اس بندہ کی طرح اس مانی کے عوض جو کنانہ کے فلاح آدمی کے ذمہ ہے فروخت کرے گا۔ پس جب کنانہ کے متعلق اس کا اعلان کرنا اور اسے دیکھ کر نالیا ہو گیا تو کنانہ کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا جس نے بندہ کو تموار مار کر ہلاک کر دیا پس فریقین نے جنگ کا آواز دیا لگایا مگر فریقین کے کچھ دانشمندان کے درمیان حائل ہو گئے اور کہنے لگے کیا تم ایک بندہ کے بارے میں اپنے خون بہاؤ گے۔ پھر قریش کے مشہور شریف سردار عبد العزیز بن جہلان نے اسکا فیصلہ کر دیا اور ہواؤں کا ہواؤں کنانی کے ذمہ تھا اس کا حصہ میں کر اسے ادا کر دیا اور یہ الجھن اپنے انجام کو پہنچ گئی۔

جنگِ فجار چہارم | اور یہ فجار کی چاروں جنگوں سے زیادہ خطرناک تھی کیونکہ اس کی وجہ سے ایک جانب ہواؤں اور دوسری جانب قریش اور کنانہ کے درمیان پانچ تباہ کن جنگیں ہوئیں جن میں ہندوؤں کی خوفناک تعداد قتل ہو گئی اور جب فریقین کو تباہی کا احساس ہوا تب یہ جنگیں بیکیں اور انہوں نے آپس میں ٹکرات کئے جو مصالحت پر منتہی ہوئے۔ ان

جنگوں اور مشہور حربِ نجاہ کے وقوع کا باعث یہ تھا اور ان کے آغاز اور حضرت بنِ کریم علیہ السلام کی نشت کے درمیان چھبیس سال کا عرصہ تھا کہ کنازہ میں سے جی ضمہ بن بکر کا ایک آدمی بہت شراب نوش اور بدکار تھا جس کا نام البراض بن قیس بن رافع تھا اس کی قوم نے اس سے چھوڑ دیا تھا اور اس کی بد سیرتی کی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی تو اس نے مکہ میں قریش کی پناہ لی اور حرب بن اُمیہ بن عبد شمس کا حلیف بن گیا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا، لیکن البراض عیاش تھا وہ اپنی پہلی زوجہ پر پٹ آیا اور شراب سے مدہوش ہو گیا اور مکہ میں بد اخلاقی کی، پس حرب بن اُمیہ نے اس سے علیحدگی اختیار کرنے اور اس کے معاہدے سے اٹھارہ رات کوٹنے کا امداد کیا، لیکن البراض نے اس شرط پر کہ وہ مکہ کو چھوڑ جائے گا حرب بن اُمیہ سے یہ خواہش کی کہ وہ ایسا نہ کرے اور اپنے معاہدے پر قائم رہے اور علیحدہ وہ مکہ سے باہر چلا گیا اور عرق میں حیرہ کے بادشاہ نعمان بن منذر سے ملا اور حرب بن اُمیہ کے معاہدے پر قائم رہنے ہوئے اس کے ہاں قیام پذیر ہو گیا۔

عکاظ کی منڈی ہی اصل سبب تھی | عکاظ کی منڈی نہ صرف ہزیرہ بلکہ تمام مشرقی ادنیٰ میں مشہور ترین منڈی تھی اور یہ منڈی ہر سال یکم ذوالقعدہ کو شروع ہوتی تھی اور لوگ اس میں مسلسل خرید و فروخت اور مقابلہ و مفاخر کرتے رہتے تھے یہاں تکسراج کا موسم آجاتا تھا اور عکاظ نخلہ کے درمیان (بینہ اور طائف کی وادی) واقع ہے اور اصل میں دیارِ ہوازن میں ہے۔

اور نعمان بن منذر عکاظہ کی منڈی کے موقع سے خاندہ اُٹھاتا تھا اور وہ ہر سال اس منڈی میں فروخت کے لئے مال و متاع کے قافلے بھیجتا تھا تاکہ ان کی قیمت سے بلاد عرب کے دیگر مسلمانوں کو خسر نہ پہنچے جو عکاظہ کی منڈی میں آتے تھے۔

اور اس سال جس میں حرب بن جبار برپا ہوئی، نعمان بادشاہ نے اونٹوں کے ایک بہت بڑے قافلے پر مختلف قسم کے سامان کے بھاری بوجھ لادے اور فیصلہ کیا کہ وہ انھیں دستور کے مطابق عکاظہ کی منڈی میں بھیجے گا اور اس نے تلاش کیا کہ بلاد عرب میں اسے کون پناہ دے گا تاکہ وہ قافلہ عکاظہ سے چھوڑ دے، البراض نے کہا میں اسے پناہ دوں گا، نعمان نے اُسے کہا (اور وہ جانتا تھا کہ یہ عیاش آدمی ہے اور پھر قیس میں سے بھی نہیں ہے) میں ایسے آدمی کو چاہتا ہوں جو اسے اپنی نجد سے پناہ دے تو عروہ الرحاب بن حنظلہ بن جعفر بن کلاب (جو ہوازن میں سے تھا) نے کہا تو بڑائی سے محفوظ ہے میں اُسے پناہ دوں گا اور البراض نے (جو کنانہ میں سے تھا) اُسے کہا کیا تو اسے کنانہ سے پناہ دے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں سب مخلوق سے اُسے پناہ دوں گا اور اس نے البراض بن قیس کو تعزیریں کرتے ہوئے کہا کیا آزاد تھا اُسے پناہ دے گا؟ اور عروہ الرحاب ہوازن کی نجدی قبیلہ بنو حامر بن مہصہ میں سے تھا۔ پس نعمان بادشاہ نے عروہ کی پناہ کو قبول کر لیا اور عروہ نعمان بادشاہ کے قافلہ کو لے گیا اور اس کے ساتھ جزیرہ عرب کی حدود سے گزر گیا اور البراض بن قیس اس کے پیچھے لگا ہوا تھا اور عروہ کو بھی یہ بات معلوم تھی مگر وہ اس سے خوفزدہ نہ تھا، اور جب عروہ نے قافلے کے ساتھ بلاد نجد کے اکثر حصہ کو طے کر لیا اور وہ عطفان کے علاقے

جس یمن مقام پر جو خیبر کے قریب ہے ایک درخت کے سایہ تلے سو گیا تو
البراض نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ماہ حرام میں عروہ پر حملہ کر کے اُسے
قتل کر دیا پھر اس نے قحطہ پر قبضہ کر لیا اور نعمان بادشاہ کے جو اسراں داخل
یار لہ سے ہوئے تھے انہیں مکہ لے گیا۔

اور جس وقت البراض بن قیس کنانی نے غزوۃ الرجال ہوازنی کو قتل کیا اُس
وقت عکاظ کی سٹی لگی ہوئی تھی اور یہ ماہ حرام کا واقعہ ہے اور ذوالفقعدہ
مہینہ ہے جس میں تمام عرب ایک دوسرے سے مامون ہوتے ہیں خواہ ان کے
درمیان کس قدر قتل عام ہو چکا ہو اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں البراض کنانی
تھا اور قریش کا حلیف تھا اور عکاظ کی سٹی میں جو ہوازن کے علاقے میں تھی،
قریش اور کنانہ دونوں موجود تھے پس البراض کو اپنے فعل کے ارتکاب کے بعد
خوف ہوا کہ یہ خیبر ہوازن کو پہنچ جائے گی اور وہ اپنے جوانوں کے ساتھ جنگ
کرے گا اور عروہ، قریش اور کنانہ کا عظیم آدمی تھا، پس البراض نے ایک آدمی
کو کرایہ پر لیا اور اُسے بہت سے اونٹ دینے کے بعد اس بات کا تکلف کیا
کہ وہ اس کے حلیف حرب بن اسید بن عبد شمس، عبد اللہ بن جراح اور مغیرہ
کے دونوں بیٹوں ہشام اور ولید کو یہ اطلاع پہنچا دے کہ اس نے غزوۃ الرجال کو
قتل کر دیا ہے اور وہ تیس عیال کو اطلاع پہنچنے سے قبل بقیہ قریش اور کنانہ
کے ساتھ عکاظ سے واپس چلے جائیں تاکہ وہ اس کے بدلے میں قریش کے عظیم
آدمی کو قتل نہ کر دیں اور کرائے پر حاصل کئے ہوئے آدمی نے البراض سے کہا
کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مقتول تو ہی ہو، اس نے جواب دیا، ہوازن اس بات پر
رضامند نہ ہو گئے کہ اپنے سردار کے بدلے میں ایک عیال اور غنی خمر کے دھوکے
ہوئے آدمی کو قتل کریں۔

اور قبل اس کے کہ یہ بڑی اور نئی خبر ہواؤں تک پہنچے — اسی وقت یہ خبر قریش اور کنانہ کو پہنچ گئی اور انھوں نے اسے پوشیدہ رکھا تاکہ ہواؤں کا لحاظ میں ہی ان پر حملہ نہ کر دیں، پس انھوں نے چپکے سے وہاں سے واپسی کا فیصلہ کر لیا اور جب ماہ حرام کا وقت آنا اور لوگ ایک دوسرے سے مطمئن ہوتے تو تمام عرب اپنے ہتھیار بطور امانت عبد اللہ بن جدعان قرشی کو دے دیتے تاکہ وہ اپنی منڈیوں اور حج سے غائب ہو جائیں پھر وہ انھیں ہتھیار واپس کر دیتا اور ہر سال ان کا یہی دستور تھا۔

اور عبد اللہ بن جدعان، قریش
 چوتھی جنگ فجار کا پہلا معرکہ کے بلند مرتبہ بلکہ تمام عرب کے

عالی قدر آدمیوں میں سے تھا اور وہ سردار، عقلمند، دانا اور بڑا مالدار تھا، پس حرب بن امیہ جو البرصی قاتل کا حلیف تھا اس کے پاس آیا اور اس سے اس سے تقاضا کیا کہ ہواؤں نے اس کے پاس بطور امانت جو ہتھیار رکھے ہوئے وہ انھیں واپس نہ کرے تاکہ جب قریش، کنانہ اور ہواؤں کے درمیان جنگ ہو تو وہ آسانی کے ساتھ ہواؤں پر غلبہ پالیں، پس عبد اللہ بن جدعان نے براغزوختہ ہو کر حرب بن امیہ سے کہا، کیا تو مجھے خیانت کرنے کا مشورہ دیتا ہے خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ ان ہتھیاروں میں سے ایک ہی تلوار باقی رہ گئی ہے جس سے مجھے مانا جائے گا اور ایک ہی نیزہ باقی رہ گیا ہے جس سے مجھے پوٹ لگائی جائے گی تب بھی میرا ان میں سے کسی ہتھیار کو نہ روکتا، پھر ابن جدعان کے منادوں نے عکاظ میں اعلان کیا کہ جس کسی کا کوئی ہتھیار میرے پاس ہے وہ آکر لے لے، تو تمام لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار لے لئے اور قریش اور کنانہ چپکے سے عکاظ سے کھسک گئے اور ان کے چلے جانے کے بعد جبکہ وہ ابھی حرم کے باہر

رستہ ہی میں تھے عبداللہ بن جہعان اور حرب بن امیہ اور قریش کے بقیہ سرداں نے ہوازن کو حجاز سے ان کے اچانک چلے جانے کی اطلاع دیدی اور وہ مسلح جھڑپ درمندی میں مٹانے کے بارہا جانے سے ڈرتے تھے کیونکہ اس میں عام عرب موجود ہوتے ہیں اور ہوازن کو دکن کے سختی حصہ میں اطلاع ہی کہ البراحی نے عردہ کو قتل کر دیا ہے۔ پس ہوازن نے سرورہ ابو البراہ نے عکاظ میں کب مجھے حرب اور ابن جہعان نے دھوکہ دیا ہے اور وہ عکاظ میں آئے ہوئے ہوازنوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر جلدی سے قریش کے تعاقب میں آیا اور انھوں نے وادی نخلہ میں انھیں جاکڑا پس انھوں نے آپس میں قتال کیا اور قریش نے رفتہ رفتہ پیچھے ہٹنے لگے اور لڑتے لڑتے حرم میں داخل ہو گئے اور رات بچھاگئی اور ہوازن بھی حرم میں جنگ جاری رکھنے کے خوف سے ان کا پیچھا کرنے سے ترک لگے لیکن انھوں نے آٹھ سال عکاظ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا۔

چوتھی جنگ فجار کا دوسرا معرکہ | فریقین نے دوسرے معرکے کے لئے تیاری کی اور یہی

پہلا دن تھا کہ یہ جنگ باہ حرام میں ہوئی اور قریش اور کنانہ جمع ہو گئے اور اسی طرح کہ یہ اور کلاب کے سوا ہوازن کے سب قبائل اکٹھے ہو گئے اور ہوازن نے عکاظ کی کیر کی طرف ہجرت کی اور قریش اور کنانہ بھی آگئے اور فریقین کے درمیان خونریز جنگ ہوئی اور جنگ کے پہلے مرحلہ میں قریش اور کنانہ کو فتح ہوئی مگر ہوازن نے بہادری اور استقلال کے ساتھ جنگ کی اور قریش کو ہر دستہ تسلیم ہوا اور پس پانچ دن ان کی مدد کی مگر بالآخر شکست ان کی قسمت میں تھی اور وہ رخصت ہونے کی جانب چلے گئے۔

چوتھی جنگ فجار کا تیسرا معرکہ | ایک سال گزرنے کے بعد فریقین

کی اعبلا، مقام پر مڈ بھیڑ ہوئی اور انھوں نے باہم زبردست جنگ کی اور اس معرکہ میں کنانہ اور قریش کے مقابلہ میں فتح ہوا زن کی حلیف تھی اور اسس ہارے جس ہوا زن کا ایک مشاعرہ تھا ہے

”جب قریش اور بنو کنانہ کے قبیلے کو بھڑکایا گیا تو تجھے اس بات کی اطلاع نہیں ملی جو انھوں نے کہی تھی ہم نے ایک حشر و زبردست لشکر کے ساتھ ان کو اچانک چلایا اور ہم ان کے صفوں میں شیروں کی طرح دباڑنے لگے اور ہم غلی بنزول مکہ کو گئے کو ان میں سہارا کرتے تھے اور ہمارے نیزوں سے آواز آتی تھی اور قریش اور کنانہ شکست کھانے کے بعد واپس آ گئے۔“

اور قریش اعبلا کی شکست چوتھی جنگ فجار کا چوتھا معرکہ | سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں

نے ائمہ معرکہ کے لئے زبردست تیاری کی یہاں تک کہ صرف عبداللہ بن جحشا نے اپنے خاص مل سے ایک ہزار اونٹوں پر کنانہ کے ایک ہزار جانناز تیار کئے اور قریش کو خدشہ ہوا کہ یوم اعبلا کی طرح ہوا زن ان پر غالب آجائیں گے، پس اس نے کنانہ کے آدمیوں کو موت پر آمادہ کیا اور ایک سال گزرے، پھر قریش نے از سر نو ماہ حرام میں عکاظ میں مڈ بھیڑ کی اور اس روز قریش نے بڑی ثابت قدمی دکھائی حتیٰ کہ تین بجائیوں، حرب، سفیان اور ابو سفیان نے جو اسید بن عبد شمس کے بیٹے تھے اپنے آپ کو بیڑیاں ڈال دیں اور کہا کہ ہم مرے بیڑا بنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے۔

اور خونخاک تباہ کنی جنگ ہوئی اور قریش نے زبردست استقلال کا مظاہرہ کیا اور بنی کنانہ کا دکھ وہ قتل عام ہوا اور انھوں نے شکست کھانے کی

مٹھان لی لیکن قریش نے زبردست مداخلت کی اور ہنوکنا نہ (بھاگنے کے فیصلے کے بعد) شرمندہ ہوئے اور ٹوٹ گئے اور معرکہ ازسرنو شدت سے بھڑک اٹھا، اور قریش اور کنانہ نے ہوازن پر زبردست حملہ کیا اور ہوازن کے بعض قبائل شکست کھانے لگے اور سوائے بنی نصر کے سب شکست کھا گئے پس انھوں نے استقامت دکھائی اور ان کے سوا اسامہ بن ابی اسید نے اپنے آپ کو باندھ لیا تاکہ ہوازن پشیمای ہوں اور اس نے بار بار پکارا اے اہل ہوازن ! مگر شکست بہت بڑی تھی چہ جائیکہ اس میں کوئی سیح کی آواز مٹتا۔

قریش کی ایک عورت کا ہوازن کو پناہ دینا اور قریش اللہ کنانہ ہوازن کو قتل کرنے

اور قیدی بنانے لگے اور عمرو بن سعود کے والد مسعود بن معتب ثقفی نے اپنی قریشی بیوی مہیرہ بنت عبد شمس بن عبد مناف کے لئے عکاظ میں ایک خیمہ لگایا ہوا تھا اور اس نے اسے کہا، تیری قوم قریش کا جو آدمی اس میں داخل ہو گا وہ اس میں ہو گا پس وہ خیمے میں تو سیح کرنے لگی تاکہ جھگڑوگوں کی تعداد اس میں آسکتی ہے آجائے اس کے خاندان مسعود نے اسے کہا، میرا خیمہ مجھ سے تنہا ورنہ کہے میں صرف اس آدمی کی زندگی کا ضمان ہوں گا جو خیمے کے خاندان ہو گا پس اس کی بات نے اسے ناراض کر دیا اور اس نے اس سے ٹھٹھا کرتے ہوئے کہا،

”قسم بخدا میں خیال کرتی تھی کہ تو پسند کرے گا کہ میں اسکی وصیت

میں اضافہ کروں“

پس جب ہوازن کو شکست ہوئی تو ہوازن کے آدمی قتل سے بچنے کے لئے اس کے خیمے میں داخل ہو گئے تو اس نے اپنے بھتیجے حرب بن امیہ کو بلایا،

تو اس نے کہا، اے بھوپتی! جو شخص میرے خیمے کی طتاب کو پکڑے گا یا اس کے ارد گرد چکر لگائے گا وہ بھی اس میں ہوگا پس اس نے ہوا زن اور قیس میں یہ اعلان کر دیا یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے۔ اور جو شخص کوئی نجات کی راہ نہ پاتا وہ اس کے خیمے کے ارد گرد چکر لگانے لگتا پس اسی مقام پر کہا گیا "مدار قیس" (یہ وہ قیس حیلان ہے جس سے ہوا زن ہیں اور اس سے ضرب المثل بن گئی جس سے قیس ختم ہو گیا) اور جب قیس حیلان شکست کھا گیا تو سعد بن معتب بھاگنے ہوئے اپنی بیوی و بچہ بہت جلد شمس کے پاس گیا اور اس نے اپنی نانک اس کے پیچھے پر رکھ دی اور کہنے لگا، میرا اللہ اور تیری وجہ سے ہوں اس نے کہا، ہرگز نہیں، تو نے خیال کیا تھا کہ تو میرے گھر کو میری قوم کے قیدیوں سے بھر دے گا، بیشک جا تو بھی اس میں ہے۔

پھر فریقین کے درمیان پانچواں چوتھی جنگ **نجد کا پانچواں محرکہ** |

ماہ حرام میں ہوا، اس محرکہ کو یوم الحسہ یہ کہتے ہیں اور یہ عکاظہ کی جانب سیاہ پتھریلی زمین ہے اور یہ محرکہ بھی اسی طرح شدید تھا اور فریقین کی صفوں میں سخت قتلام ہوا، مگر کنانہ اور قریش نے شکست کھائی اور اس محرکہ میں قریش اور کنانہ کے بہت زیادہ آدمی قتل ہوئے لیکن فریقین کے عقلمندوں نے اس امر کو محسوس کر لیا کہ جب تک دونوں فریق کنانہ ہو جائیں یہ جنگیں ہرگز ختم نہیں ہوں گی پس انہوں نے مذاکرات کے لئے صحابہ وقت کے لئے مصفا کر لی اور عملاً فریقین کے لیڈروں نے مذاکرات کئے اور صلح پر متفق ہو گئے اور یہ ایسے ہوا کہ فریقین کے مقتولین کو شمار کیا جائے پھر جس فریق کے زیادہ آدمی قتل ہوئے ہوں اسے زائدہ مقتولین کی دیات دی جائیں پس وہ اس امر

پر متفق ہو گئے تاکہ صلح کا میاب ہو جائے اور ہمیشہ کے لئے جنگ کا خاتمہ ہو جائے اور متحارب فریقین میں سے ہر ایک نے زائد مقتولین کی دیہات کی دہشت گردی تک ضمانتیں پیش کیں۔

پس قریش کی جانب سے حرب بن امیہ نے اپنے بیٹے بوسفیان کو گروی رکھا اور ہوازن کی طرف سے الحارث بن کلدہ ثقفی نے اپنے بیٹے نصر کو گروی رکھا اور کنانہ کی طرف سے سفیان بن عوف نے اپنے بیٹے حارث کو گروی رکھا یہاں تک کہ فریقین کے مقتولین کا شمار ہو گیا اور زائد مقتولین کی دیہات دیدی گئیں جو میرزا مقتول تھے، ہوازن کا خیال تھا کہ وہ قریش اور کنانہ میں سے ہیں اور کنانہ کا خیال تھا کہ وہ ہوازن میں سے ہیں اس صلح کے ذریعہ وہ خونخوار جنگیں ختم ہو گئیں جن میں فریقین نے حرمت والے مہینوں میں شمولیت کی جن کے متعلق عرب ہزاروں سالوں سے متفق ہیں کہ خواہ کس قدر بھی حجاز موجود ہوں ان میں خونریزی کرنا حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جنگ کا نام (حرب فجار) رکھا گیا ہے۔ ان سرکوب میں قریش کی جو نمایاں شخصیات قتل ہوئیں وہ یہ ہیں:

ابوسفیان بن حرب کا چچا، ابوسفیان بن امیہ بن عبد شمس وزیرِ پانچواں کا باپ، عوام بن خویلد اور اس کا بھائی حزام بن خویلد، حبیب بن ابی اسحق العبشمی اور مسعر بن حبیب البھمی اور ابوسفیان بن حرب کا باپ حرب بن امیہ رُحمی ہوا اور ہوازن میں سے (العصہ) ابودریہ بن العصہ جو مشہور شاعر اور شہسوار تھا قتل ہوا۔

مؤرخین یہی کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حرب و بقیہ میں شامل ہوئے نحو اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے کم تھی اور آپ اپنے چچا اور چچوں کو جنگ میں تیر لکڑا لے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے ابورہہ کو نیزہ بازی

کی جگہ پر نیزہ مارا اور اس دن کی حاضری کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، مجھے وہاں حاضر ہونے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی انہوں نے میری قوم پر ظلم کیا، انہوں نے ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اپنے ساتھی البراض کو ہمارے سپرد کر دیں مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ ہوا ان اور قریش کے درمیان ہوئے والی حرب نبی کا خلاصہ ہے۔

عربوں کا قریش کی طرف دیکھنا اور بت پرست عرب قریش کی جانب

دیکھنا ایسی نظر سے دیکھنا ہے جیسے ہم نے دیکھا ہے۔ یہ وہ کعبہ کے قدام تھے اور دیگر عربوں کو چھوڑ کر حرم کی ٹھکانی اور حاجیوں کو پانی پینے اور سمان لہذازی کے لئے مخصوص تھے پس وہ دینی نقطہ نگاہ سے تمام بت پرست عرب قبائل کے روحانی باپ تھے۔

یہ تو تھا ایک پہلو، دوسرے پہلو سے بت پرست عرب قریش کی جانب اس نگاہ سے بھی دیکھ رہے تھے کہ صرف وہی وحدت، تعاون اور اتحاد کا ایک نمونہ تھے کیونکہ عربوں کے ذمہ میان ہی ایک ایسی قوم تھی جو (اپنے متحد و متحدین کے برعکس) سیاسی وحدت، مضبوط اجتماعی روابط اور قلم و شمشیر کی وحدت میں منسلک تھی اور یہ سب کچھ ایک نظم اور محکم منظم اجتماع و قیادت کے ماتحت ہوا تھا جو اس کی گہری سیاسی بصیرت، دور اندیشی اور حاضر و باطنی میں بہرہ وافر رکھنے پر دلالت کرتا ہے جبکہ بعید دیگر عرب قبائل سب کے سب ایسی تنظیموں میں زندہ گی بسر کر رہے تھے جن پر اتار کی حکمران تھی اور اتار کی کے

سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔

غیر مکتوب دستور | اور قریش اس بیگانہ حالت میں زندہ گی بسر کرنے میں دلچسپی عربوں میں مستاز تھے کیونکہ ان میں قدیم اصولوں کے مطابق اتحاد و اتفاق اور تنظیم پائی جاتی تھی، ان اصولوں پر قریش قبائلی قصی بن کلاب کے زمانہ سے متفق چلے آ رہے تھے جو ان کو متحد کرنے والا اور ان کی وحدت کی بنیادیں رکھنے والا تھا۔

اور قریشی سوسائٹی پر جو اصل حکومت کر رہے تھے اور وہ صدیقیوں سے ان کے زیر سایہ متحد چلے آ رہے تھے وہ ان کے نزدیک غیر مکتوب دستور داکٹی دستور کے مشابہ تھے، اس لحاظ سے قریشی غیر مکتوب دستور چاہنے میں برطانیہ سے سبقت لے گئے ہیں اور وہ اس کا احترام کرتے ہیں اور میں صدیقیوں سے زیادہ عرصہ ہوا ان اس کی مدد سے تجاوز نہیں کرتے۔

درجہ اہمیت میں تمام عربوں کے درمیان کسی قبیلے کے خانہ انوں پر کوئی ایسا مجبور نہیں پایا جاتا جو قریش کی طرح اتحاد و اتفاق اور تنظیم کر سکا ہو جو قبائلی ماحول کے برعکس جو ان کی زندہ گی کی چھاپ تھی مضبوط اور متحد اور ایک فطرت حکومت کے مشابہ ہو۔

پہلی عرب پارلیمنٹ | تمام امت پرست عرب قبائل کے درمیان قریش واحد قبیلہ تھے جن کی مجلس شوریٰ تھی

جن میں مختلف قبائل کے نمائندے تھے اور اس میں یہ غاکو سے اہم امویہ کے بارے میں جن میں بحث و تمحیص اور شور سے کی ضرورت ہوتی تھی آئیں میں ایک دوسرے سے مشورے کرتے تھے اور اس میں ضروری فیصلے کرتے تھے، اور وہ تو ازل و ابد تھا جس کی بنیاد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حق دار سے

قصی بن کلاب نے رکھی تھی اسلئے قریشی سوسائٹی کی فطرت قبائلی انارک کی نہ تھی جیسا کہ دیگر عربوں کا حال تھا بلکہ قریش اپنی پارلیمنٹ (دارالندوہ) کے واسطے سے اپنے اسود کا مکت پرست ماحول میں کنٹرول کرتے تھے اور یہی سوسائٹی میں نظام پر پوری طرح حاوی تھے اور جب کبھی بعض قریشی جہات یا بعض قریشیوں اور دیگر قبائل کے درمیان کوئی الجھن پیدا ہو جاتی تو قریش کے لیڈر داخلی بحران کو حل کرتے۔ اور وہ اس بات کی اجازت نہ دیتے کہ کوئی جھگڑا (خواہ وہ کتنا ہی شدید ہو) جنگ کی حد تک پہنچ جائے جیسا کہ دیگر بت پرست عرب قبائل کا عمومی حال تھا کہ ان کے درمیان ایک تاق اور گھوڑے کی داسے سخت تباہ کن جنگ چھڑ جاتی تھی جیسا کہ داحس اور الغیراء کی دونوں جنگوں میں ہوا جو عبس اور ذبیان کے درمیان ہوئیں۔

اور اس تمدنی حقیقت پر (اگر یہ نام دوست ہو تو) اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ جب قریشی قبائل کے درمیان کسی قبیلے کے بارے میں شدید اختلاف ہو جاتا تو اسے حق دیا جاتا کہ وہ جاہلیت میں تعمیر کعبہ کے وقت حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھے اور جب اختلاف کی شدت ایک تباہ کن خانہ جنگی کے کنارے پہنچ جاتی تو شخاہم لیڈروں میں سے دانشمند لیڈر کسی حکیمانہ حل کے بارے میں گفتگو کرتے جو غالب عقل و تمدنی پر دلالت کرتا اور وہ یہ کہ قریش میں سے جو شخص باب بنی شیبہ میں سب سے پہلے داخل ہوگا وہ حجر اسود کے عظیم جھگڑے کے بارے میں حکم ہوگا اور اسماعیلی وحی کے آنے سے قبل سب سے پہلے داخل ہونے والے محمد بن عبداللہ شامی تھے۔ پس زعمائے قریش خوش ہو گئے اور ان کے دل مطمئن ہو گئے کیونکہ ان کے درمیان وہ شخص حکم تھا جس کی محبت اور احترام کے بارے میں تمام قریش

مستفق تھے اور وہ اسے امین کہتے تھے، پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف کو حل کر دیا اور عظیم نزاع کا ایسی تدبیر سے فیصلہ کر دیا جو بے مثال دور اندیشی اور عقلمندی پر دلالت کرتی ہے اور وہ اس عہد جگہ کہ آپ نے ایک کپڑا لائے اور اس میں حجرِ اسود کو رکھنے کا حکم دیا پھر ہر قبیلہ کے آدمی سے کہا کہ وہ کپڑے کی ایک طرف کو پکڑے پس تمام نے حجرِ اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اس طرح تمام قریشِ حبشہ اسود کے اٹھانے میں کسر یک ہو گئے اور اس حکیمانہ تدبیر سے اس خانہ جنگی کا خاتمہ ہو گیا جو قریش کو فنا ہونے سے خوشزدہ کر رہی تھی۔

اور قریش نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کیا۔۔۔ جیسے وہ دعوتِ توحید دینے سے قبل امین کہا کرتے تھے اور انہوں نے آپ کے حکیمانہ تعصوف کی تعریف کی جس نے انہیں تباہ کن خانہ جنگی کے کنارے سے دور کر دیا قریب تھا کہ وہ اس میں جا پڑتے اور ان کا مقام ان کے درمیان مزید بلند ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا، پس انہوں نے آپ سے مدافعت کی اور جنگ کی اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا جیسا کہ مشہور معلوم ہے۔ اسی طرح قریشی سومانٹوں کے اتحاد اور نصیحت پرست عرب قبائل سے مدد کی سیدان میں مستقیم ہونے پر اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ انھوں نے ایک مجلس صلح الفضول قائم کی تھی جس کی دفعات کے مطابق ساداتِ قریش نے عہد کیا تھا کہ مکہ میں جو مظلوم ہوگا وہ اُسے خانہ سے سکا حق لے کر دیں گے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ اس عہد سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ نے رسولِ مبعوث ہونے کے بعد فرمایا، اگر آج بھی مجھے اس قسم کے عہد کی طرف دعوت دی

جائے تو میں غزوہ اسے قبول کروں گا۔

ادھر کوئی بیعناز قہم بات نہیں کہ دیگر بت ہدایت عرب، قسریہ کی طرف دیکھیں اور وہ ایک دم طاقت تھے جو بت ہدایت کے نام سے دعوت توحید کے سامنے ڈٹ جائے اور اسے طاقت دینے والی اسلامی فوج کے درپے ہو جائے کی قدرت رکھتے تھے، نیز وہ اپنے اتحاد و اتفاق جس تنظیم اور زبردست فوجی ڈسپلن کے باعث لاخلاف اس جنگ کو روکنے کی طاقت رکھتے تھے جو صلح حدیبیہ کے توڑنے کے بعد انھیں درپیش تھی اور یہ صلح قریش اور ان مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی جنہیں صلح کے دن سے قریش دیکھ رہے تھے مگر ایک صاحب ہستی قوم کی طرح نہیں دیکھتے تھے بلکہ وہ انھیں رہزنیوں کی ایک پارٹی کی طرح دیکھتے تھے حالانکہ اس کے برعکس وہ اعتقاد سلوک کے لحاظ سے اس آیت کے مستحق تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ وَإِنۢ نَّهۡدِیْکُمۡ لِّلْاٰیٰتِیۡنَ﴾ اور آج جبکہ ان مسلمانوں کے دس ہزار جانباڑوں نے مقدس دار الخلافہ کو ڈھانپ لیا تھا پھر بھی سادات کہ اسی غلط نظریہ پر قائم رہے۔ . . . اس غلط نظریے کو قریش کے سردار اور ان کی فوج کے سالار ابوسفیان بن حرب نے سہی کریم علیہ اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پڑاؤ میں جو کہ میں داخل ہونے سے قبل مکہ کے قریب کیا گیا تھا گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا :

”اے محمد! آپ کیسے لوگوں کو جو معروف اور غیر معروف ہیں

اپنے خاندان اور اصل کے پاس لائے ہیں؟“

یہی وجہ ہے کہ جب قریش نے آنحضرت ﷺ کی مسلح فوج کی اطاعت اختیار کرنی تو بہت پرستوں کو سخت خوف لاحق ہو گیا اور اس کے بعد مکہ اسلامی حکومت کے ماتحت آ گیا۔

اور عربوں میں سے جو لوگ بہت بدستور ہندو فاجر تھے۔ اور ان کی اکثریت حجاز اور نجد عربی کے اطراف کے باشندوں کی تھی۔ انہوں نے مکہ پر مسلمانوں کے غلبہ اور بہت پرست قریش کی سیاسی اور عسکری ہستی کے خاتمہ پر غور و فکر کیا کیونکہ یہ سترہ عرب میں علی الاطلاق اہم اور سب سے بڑا واقعہ تھا۔

ہوازن کا خطرہ کو محسوس کرنا اور جنگ کیلئے فوج جمع کرنا اور ان

پرستوں نے (بہاؤ اللہ) محسوس کیا کہ قریش کے مسلمانوں کی طاقت کمزور ہو چکی ہے اور مکہ کے نبوی مسلح افواج کے قبضہ میں آنے اور بہت پرستی کے وجود کے خاتمہ پر عربوں میں اسلامی وجود کے پیدا ہو جانے کا ان کے مستقبل پر افسانہ خراب کرنے کا وہ ان کا بہت بدستور وجود۔ اصل قریش کے شکست کھانے کے بعد۔ آئے صیوں کی زد میں تھا اس لئے وہ بڑی گھبراہٹ اور شدید خوف کے ساتھ اپنے انجام کے متعلق سوچنے لگے اور ان کے لئے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرتے بغیر کوئی چارہ نہ تھا

(۱) دین توحید یعنی دین اسلام میں داخل ہو جائیں۔

(۲) یا اپنی بہت بدستور ہستی کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کے ساتھ

مسلح تصادم کریں۔

اور بہت بدستور قبائل میں سے سب سے پہلے یہ کچھ اور بہت قبائلی ہوازن

کو آئی، اور یہ متعدد طاقتور اور ممتاز جنگی قوت کے حامل قبائل کی نمائندگی کرتے تھے اور ان قبائل میں بنو ہلال، ثقیف، جشم، بنو سعد، بنو مالک، بنو کلاب، بنو عامر، بنو نصر اور بنو الکریاب اور ان کے تین بڑے قبائل جن میں ہوازن کے سارے تین قبیلے آجاتے ہیں شامل تھے۔ اور وہ سب کے سب بکر بن ہوازن بن منصور بن عكرمة بن خصفة بن قيس بن عيلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان کے قبائل ہیں اور وہ تین بڑے قبائل یہ ہیں۔ بنو سعد بن بکر، بنو حجاز بن بکر اور بنو منبہ بن بکر۔

اور یہ بیشمار لوگ ہیں اور جزیرہ عرب کے وسط میں دور واز علاقوں میں فروکش ہیں اور ان کی منازل وادی حنین سے لیکر جو مکہ سے بیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے بلاد نجد تک امتد ہیں جن میں ان کے قبائل کا بہت بڑا حصہ فروکش ہے ان میں سے کچھ حجاز اور یمن کے قریب ہیں، پس ہوازن اپنے اصل کے لحاظ سے عدنانی مضر بنی قبائل ہیں اور جغرافیائی لحاظ سے حجازی سمجھے جاتے ہیں۔

کرنہ کے بعد ہوازن، بہت پرست غرب قبائل کی نسبت، اس اچانک آنے والے خطرہ کے مقام سے قریب تر تھے جو بہت پرستی کوزوال سے ڈر رہا تھا اور وہ اس حبش نبوی میں متحمل تھا جو مکہ مکرمہ پر تسلط پانے کے بعد ہوازن کے دیار کے بہت قریب ہی گیا تھا۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہوازن ان دو عظیم طاقتور دشمنوں میں سے ایک

ہوازن کی عداوت اسلام

تھا جو اسلام کی عداوت بر قائم تھے، اور اس کے ساتھ حالات جنگ میں تھے اور وہ ہوازن اور قریش تھے، قریش کا سیاسی، عسکری اور بہت پرستار دینی وجود، دار الخلافہ مکہ کے ۲۰ رمضان ۶۱۰ھ کو نبوی اتواج کے قبضہ

میں آنے سے ختم ہو چکا تھا۔ اور ہوازن میں اکیلا ہی رہ گیا تھا۔ یہ وہ عظیم قوت تھی جس پر حبش نبوی سے سامنا کرنا لازم تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہوازن ایک عظیم قوت تھے اور اپنی اسلام دشمنی سے اسکی عسکری قوت کا خاتمہ چاہتے تھے تاکہ وہ اپنی بنیادوں سے گر پڑے، اس لئے وہ مسلمانوں سے مقابلے کے لئے بڑی مدت سے تیاری کر رہے تھے جو فتح مکہ سے بھی قبل تک پہنچتی ہے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ حبش نبوی کے ہراول نبیلی جنس وستوں نے (جبکہ وہ مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا) ایک جاسوس کو گرفتار کیا جو حبش نبوی کی حرکات کو دیکھ رہا تھا، اس جاسوس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انٹروگیشن کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ ہوازن کے لئے جاسوس کر رہا تھا اور انہوں نے اسے مسلمانوں اور ان کی فوجی طاقت اور جس جانب مابین کر رہے ہیں کے متعلق ضروری معلومات لانے کے لئے بھیجا تھا۔

پس ہوازن اس وقت مسلمانوں کے ساتھ تصادم کے لئے تیاری کر رہے تھے حتیٰ کہ مکہ پر ان کے تسلط سے قبل بھی وہ تیاری کر رہے تھے اور یہ بات مسلمانوں کی حرکات کی گرائی کے لئے ان کے جاسوس سمجھنے سے واضح ہے۔

اور اس وجہ سے کہ **ہوازن کا مکہ پر چڑھائی کیلئے تیار ہونا** مکہ کا مقدس

دار الخلافہ اسلامی فوج کے قبضہ میں آچکا تھا ہوازن مسلمانوں کے ساتھ ٹھیکہ معرکہ میں تصادم پر اصرار میں پڑ گئے اور بہت پرست ہوازن کے سرداروں کو یقین ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا جنگی مقابلہ لازماً قریب ہی ہوگا

لہٰذا اس جاسوس کے قصہ کی تفصیل ہم اسے اس سلسلہ کی آٹھویں کتاب فتح مکہ میں دیکھیں۔

اور ہزاروں مسلمانوں کے مقدمین و راہنما تھے پر قابض ہو گئے تھے قبل ہی مسلمانوں سے صلح جنگی سزا بیکر نہ کئے گئے تیار تھے، علاوہ انہیں مکہ کے مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گئے ہوازیوں کے دلوں کو غصے سے بھر دیا جیسے مسلمانوں کی نوجوانی بھی شامل تھا جو ان کے دنیا کی حد و دے کے قریب ہی پڑاؤ کئے گئے تھے سخی پس انھوں نے اپنی جنگی استعداد میں اعتماد کر دیا اور جو یہ کہیم بیان کر چکے ہیں کہ وہ بہت سے قبائل و اہلکوں تھے جو ہندو نہرو کے وسط میں دور دراز علاقوں میں رہائش پذیر تھے جن کے درمیان بلند پہاڑ اور بارانی وادیں تھیں جو سب کی سب جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے دفاع کے مناسب حال تھیں۔

اور اگر ہوازی ان اپنے بنا دیں قلعہ بند ہو جاتے اور حبش اسلامی کے پہنچنے کا انتظار کرتے اور اپنی اراضی اور دیار کے درمیان اس سے جنگ کرتے تو یہ ہوازی کے لئے وہ بہتر ہوتا اور حبش اسلامی کے لئے زیادہ دشواری ہوتی یہ نعرہ فوجی تیاری کے نقطہ نگاہ سے ہوازی کے لئے صحیح نظر یہ تھا کہ اس نعرہ پر کنی تغیر اس اسلامی حبش کی ہم کو بہت مشکل بنا دیتی جو ہزار عرب میں بہت پرستی کے خاتمے کا محفل تھا اس لئے کہ اسلام کے چوتھے سے حبش کے لئے یہ آسان بات نہ تھی بلکہ بہت مشکل تھی کہ وہ ہوازی قبائل کے لاکھوں سخت جنگجو جوانوں سے بلند پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارانی وادیوں کے اہلکوں اور ان کے علاقے کے اندر مضبوط قلعوں میں جنگ کرے۔

یہ فوجی نقطہ نگاہ سے ایک بے غبار حقیقت ہے پس اسلامی فوج، رہبر سے زیادہ نہیں تھی، جبکہ ہوازی قبائل کے جنگجو چالیس ہزار سے کم نہ تھے، اور اپنے مضبوط بنیاد میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور مسلمانوں پر واجب تھا کہ وہ ان جنگجو جوانوں کی عظیم تعداد سے مقابلہ کریں جو عربوں کے درمیان ممتاز جنگی

قوت سے ممتاز تھے اور ان سے جنگ کرنا مسلمانوں کے لئے بڑا مشکل تھا، اور جب وہ ہوازن کے ساتھ جنگ کرتے پر مجبور ہونگے تو وہ انھیں بہت ہنگامہ پڑے گا، خصوصاً جب ہم ان کے بلاد کی مضبوطی اور ان میں ان کے شدت کے ساتھ قلع بند ہونے کو نگاہ خود سے دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

اور آئندہ ہم اس کتاب میں دیکھیں گے (انشاء اللہ) کہ کس طرح ثقیف نے حبشہ نبوی کا دوس کے خنیں کے فیصلہ کن معرکے میں غالب آنیکے بعد مقابلہ کیا اور وہ ہوازن کے ایک قبیلہ پر بھی غلبہ نہ پاسکا اور وہ قبیضہ تھے اور طاقت میں جہاں انہوں نے اپنے مضبوط مقامات میں پناہ لی ہوئی تھی داخل ہونے کی سکت بھی نہ پاسکا پس اس نے ان کا محاصرہ چھوڑ دیا اور انکو ملیج کے بغیر مدینہ واپس آگیا اور انھوں نے اسلام کی اطاعت نہ کی اور جب انھوں نے دیکھا کہ علاقے میں ان کے سوا اور کوئی دائرۂ اسلام سے باہر نہیں رہا تو سہنہ میں وہ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو گئے۔

علاء دہانیں ہوازن
کی یہ قسمتی اور مسلمانوں

مالک بن عوف کو ہوازن کا سالار مقرر کرنا

کی خوش قسمتی سے ہوازن کے درمیان ایک شجاع، جسری اور بہت ذہیری والا جوان نمودار ہوا جو موت سے خوف نہ کھاتا تھا اور اس کی شجاعت، تہمت و طیش تک پہنچی ہوئی تھی جس نے ہوازن کو تباہ کن شکست کا نشانہ بنا دیا، جیسے جیسی بڑی شکست عرب کے کسی قبیلے کو نہ ہوئی تھی جیسے اگر اسکی تفصیل میں بیان ہوگا انشاء اللہ،

یہ نوجوان مالک بن عوف نصری تھا جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن کا ایک آدمی تھا، اس نے ہوازن کے تمام قبائل کی قیادت حاصل کر لی

چونکہ وہ شجاعت و مفاہت میں ممتاز تھا اسلئے ہوازن نے اسے اپنا بادشاہ مقرر کر لیا، اور جب مکہ کے مسلمانوں کے قبضہ میں آ جانے کے بعد، موقع نازک صورت اختیار کر گیا تو انہوں نے اسے اپنی افواج کا سالار اعلیٰ مقرر کر لیا، اور مالک بن عوف — اپنی ممتاز حیأت، مفاہت، شجاعت، شہر اور دیر کے باعث جس کا عربی قبیلے ولاد لعاوہ ہوتا ہے، ہوازن کے قبائل کو — جن کی کثرت نے اس کی بات کو قبول کیا — مسلمانوں کے حملہ کے وقت اپنے بلاد کے دفع کے لئے نہیں بلکہ وہ ان قبائل کے شعور کو، اور ہزاروں جوانوں کو سک پر مل کر نے اور وہاں سے بروز رخت مسلمانوں کو باہر تھکانے کے لئے تیار کرنے لگا۔ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹ پر بیان کرتا ہے کہ ہم سے حمید نے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ یہاں مسلمہ نے ابن اسحاق سے بتایا، وہ کہتا ہے کہ جب ہوازن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ نے مکہ میں جو انھیں فتح دی انکے متعلق مٹا تو مالک بن عوف نصری نے انھیں جمع کیا اور تمام تعینت ہوازن کے ساتھ اسکے پاس اکٹھے ہو گئے اور نصر اور شہم بھی سب اکٹھے ہو گئے اور سعد بن ابی وقاص بھی ہلال کے کچھ آدمی بھی جو تھوڑے ہی تھے اکٹھے ہو گئے اور قبس بن عیز بن میں سے صرف بیس لوگ آئے اور ہوازن میں سے کعب اور کلاب بھی نہ آئے، اور نہ ان میں سے کوئی امور آدمی آیا اور بنی ہشیم میں وزیر بن العاص پر بزرگ تھا مگر میں اس کی رائے سے برکت حاصل کرنے اور اس کی جستجی و تحقیق کے سوا اور کوئی بات نہ پائی جاتی تھی اور وہ بڑا تجربہ کار بزرگ تھا، اور تحقیق کے دوسرے اہل علاقہ میں تھے قارب بن ابی سودا بن مسعود اور ابی مالک میں سے ذوالخیر اسمعیل بن الحارث اور اسکا بھائی حمز بن حارث بنی ہلال میں سے تھے اور مالک بن عوف نصری پر سب لوگوں کا اتفاق تھا۔

اور واقعہ اپنی کتاب الفارسی

جلد ۳ حصہ ۱۸۸۵/۸۸۶ء پر بیان

روایت میں واقعہ کا اسلوب

کہتا ہے کہ ہم سے ابو عبد اللہ محمد بن شعاع اشلمی نے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ مجھے واقعہ نے بتایا وہ کہتا ہے کہ ہمیں محمد بن عبد اللہ، عبد اللہ بن جعفر، ابن ابی سہر، محمد بن صالح، ابو معشر، ابن ابی حبیبہ، محمد بن یحییٰ بن سہل، عبد الصمد بن محمد السعدی، معاذ بن محمد، بکیر بن سہار اور یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی قتادہ نے بتایا اور سب نے ہم کو ایک طائفہ کے متعلق بتایا اور ان کے علاوہ بھی لوگوں نے بیان کیا انہم سے ان لوگوں نے بھی بیان کیا جن کا میں نے نام نہیں لیا اور وہ قابل اعتماد لوگ تھے اور سب نے ہم کو اس حدیث کے ایک طائفہ سے خبر دی اور بعض اسے دوسروں کی نسبت زیادہ یاد رکھنے والے ہوئے ہیں، اور جو کچھ انہوں نے مجھ سے بیان کیا میں نے اسے اکٹھا کر لیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو اشراوت ہوازن ایک دوسرے کے پاس گئے اور ثقیف بھی ایک دوسرے کے پاس گئے انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور بغاوت کی اور برسرِ کمانہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے جنگ کرتے والوں سے واسطہ نہیں پڑا، پس محمد بوکر اس کی طرف جاد قبل اس کے کہ وہ تمہارے پاس آئے، پس ہوازن نے اتفاق کر لیا اور مالک بن عوف نے انہیں اکٹھا کر لیا۔ اس وقت اسکی ٹہر تیس سال تھی۔ اور وہ ان میں موٹھوں والا سردار تھا وہ اپنے سال میں تصرّت کرتا اور اسکی عمر پندرہ سونی تھی پس سب ہوازن اکٹھے ہو گئے اور ان دونوں ثقیف کے دوسروں کے ساتھ قاریب بن الاسود بن مسعود احلاف میں سے تھا اور اسی نے احلاف کی قیادت کی تھی اور بنی مالک میں ذوالخمار سبع

بنی الحارث تھا۔ اور کہتے ہیں، احمر بن حارث تھا اور اسی نے ثقیف کا دوست بنکر ان کی قیادت کی تھی پس اس نے سب کو ہوازن میں جمع کر دیا اور انھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے پر اتفاق کر لیا اور اسے ثقیف کو اس جانب جلدی کرتے پایا تو انھوں نے کہا ہم نے اس کی طرف جانیکا ارادہ کر لیا ہے اور ہم اپنی طرف اس کے آنے کو ناپسند کرتے ہیں اور اگر اسکے باوجود وہ ہماری طرف آئے تو وہ ایک مضبوط قلعے پاسے گا جس کے در سے ہم جنگ کر سکیں گے اور بہت سی خوراک پائے گا یہ اس کا کہ ہم اسے پانچس گے یا وہ ٹوٹ جائے گا لیکن ہم یہ نہیں چاہتے اور ہم تمہارے ساتھ چلیں گے اور ہم ایک ہاتھ ہو جائیں گے پس وہ ان کے ساتھ چل پڑے، غیلان بن سلمہ ثقفی نے اپنے دس بیٹوں سے کہا، میں ایک طاووس کا خولکا چوں جو کئی امور پر مشتمل ہے اور تم میں ہر کوئی اس میں اپنے ٹھکانے پر سوار ہو کر حاضر ہو تو اسکے دس بیٹے گھوڑوں پر سوار ہو کر حاضر ہوئے اور جب انھوں نے اس کا اس میں شکست کھائی تو بھاگ گئے اور طاقت کے قلعے میں داخل ہو کر اسے بند کر دیا، کنانہ بن عہد یاسیل نے کہا،

اے گردہ ثقیف! تم اپنے قلعوں سے نکلتے ہو اور ایسے آدمی کی طرف جاتے ہو جس کے متعلق تمہیں معلوم نہیں کہ تم اس پر غالب آؤ گے یا وہ تم پر غالب آئے گا، پس اپنے قلعے کی شکستگی کی مرمت کا حکم دیا اور انھیں معلوم نہیں کہ شاید انھیں اس کی ضرورت پڑ جائے پس انھوں نے اس کی مرمت کا اور ڈر دیدیا اور انھوں نے اس کی مرمت کے لئے ایک آدمی کو پیچھے چھوڑا اور چلے گئے اور وہاں بنی ہلال کے لئے کچھ لوگ حاضر ہوئے جو زیادہ نہ تھے اور نہ ہی ہوازن میں سے کعب اور کلاب وہاں حاضر ہوئے۔

فضائلِ سوم

- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے حنین کی طرف تپاچ کرنا
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ سے مالی قرضہ اور عطیہ ہتھیار لینا
- خود پسندی اور فریب کے عیوب
- جاہلیت کا آخر، ذلت القاط سے مطالبہ کرنا
- نبوی ہٹاؤ میں، ہوا توں کے جاسوس
- اپنی فوج کے تیلد کو نے میں ہوا توں کے سلام کا طریقہ
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو کیسے تیار کیا
- تپاچ کے مدد میں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے قتل کرنے کی سازش

ظہورِ اسلام کے بعد ہوازن اور قریش کے تعلقات

قریش اور ہوازن کے

درمیان اچھے تعلقات نہ تھے بلکہ ان کے تعلقات کی کیفیت تمباہلی جنگ سے زیادہ مشابہت رکھتی تھی اور یہ حالت خرب بچار کے زمانے سے تھی اور قریش اور ہوازن کے درمیان محبت کے تعلقات نہیں پائے جاتے تھے بلکہ بائیکاٹ اور ناک ٹھات کی کیفیت تھی اس لئے جب مکہ کے ساتھ نبوی جنگ کی علامت اُٹھنے پر چمکنے لگیں تو ہوازن اور قریش کے درمیان کسی قسم کا کوئی رابطہ اور تعلق موجود نہ تھا۔ لیکن جب مکہ تو حیدری فوج کے قبضے میں آگیا تو ہوازن کے قاصدین نے محسوس کیا کہ اسلامی درجہ کے خطرے کی حرارت ان کے چروں کو مجلس رہی ہے، پس اس کا نوجوان قائد مالک بن عوف مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا اور

اس نے سینے ہزار جانباڑوں کو اکٹھا کیا ، بلاد ہوازن کے دناٹ کے لئے نہیں ، بلکہ مسلمانوں کو مارنے اور حیشی نبوی کو مکہ سے نکالنے اور مکہ پر چڑھائی کرنے کے لئے ، تاکہ وہ نہ صرف دوبارہ بیت پرستی کے اقتدار سے واپس آجائے ۔

نوجوان سالار ملک | **ہوازن کے مشہور سالار کا تیاری کا طریق** | یہ عورت نے ہوازن

کے تیار کرنے میں ایک انوکھا اور مشہور اسلوب اختیار کیا جس اسلوب کو اس سے پہلے جزیرہ میں فیصلہ کن جنگوں میں کسی نے اختیار نہیں کیا تھا جب اس نے ہوازن کے مختلف قبائل سے بیس ہزار جانباڑوں کو اکٹھا کر لیا تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ مکہ پر حملہ کرے گا اور وہ انوکھا اسلوب ہے ہوازن کے سالار نے اختیار کیا یہ تھا کہ اس نے فیصلہ کیا کہ ہوازن کی فوج کا ہر سپاہی اور سالار اپنی عورتوں اور بچوں اور اپنے مملوکہ اونٹوں بکریوں اور سونے اور چاندی کو اپنے ساتھ رکھے گا ۔

اور اس فیصلے کے پس پردہ نوجوان سالار کا مقصد یہ تھا کہ جب مسلمانوں کے ساتھ اس کی فوج کی ٹڈ بھڑ ہو تو وہ اپنی فوج کے جانبازوں کو جنگ میں سزید ثبات عطا کرے اور یہ کہ جنگ کے وقت فوج کے ہر سپاہی کے دل سے سسناہٹوں کے آگے فراہ اختیار کرنے کا خیال نکالے ، اس کی بنیاد اس یقین پر تھی کہ جانباڑ کے لئے یہ بات محال ہوتی ہے کہ وہ میدان سے بھاگ جائے اور اپنی بیوی اور عورتوں اور اپنی تمام مملوکہ اسٹبلر کو چھوڑ دے کہ وہ اس کے دشمن کے قبضہ میں آجائیں ۔

اور یہ وہ طریق تھا جسے نوجوان سالار ملک بن نوث نے موقع کے مطابق سمجھا جبکہ وہ اپنی فوج کو اکٹھا کر رہا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ

فیصلہ کن حرکت کی۔ اپنے منصوبے پر متادبا تھا لیکن وہ بھول گیا بلکہ نہ ان سب سے کہ اسے علم نہیں تھا کہ چونکہ وہ جنگی سیارہ سے واقعیت نہیں رکھتا تھا کہ شکست خوردہ آدمی کو کوئی چیز واپس نہیں لاتی جیسا کہ مشہور جاناں درید بن اسعد الجندی نے یہ بات مالک بن عوف سے کہی۔ جبکہ وہ اسے عورتوں، بچوں اور اموال کو یہاں کی چوٹیوں پر واپس بھیجا دیتے، اور مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں کی پشت پر مقابلہ کرنے کا مشورہ دے رہا تھا۔ — جیسا کہ عنقریب اس کتاب میں بیان ہوگا افشاء اللہ۔

ہوازن کی فوج میں پہلی پھوٹ اگرچہ مالک بن عوف نصری نے ایک بہت بڑی فوج اکٹھی کی

تھی (مکہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے) لیکن ہوازن فوج (پھر بھی بہت پرست ہوازن کی) لشکر کی صفوں کے درمیان ایک خطرناک پھوٹ پیدا ہو گئی اور ان کے دو قبیلوں نے ہوازن کے درمیان بڑا عسکری وزن اٹھا۔ مسلمان عام مالک بن عوف کے نظریہ سے معارضہ کیا جو جنگ کو کمزور کر کے اور مسلمانوں سے جنگ کر کے انھیں وہاں سے بچانے کا قائل تھا، اور ان دونوں قبیلوں کا معارضہ (جیسا کہ معلوم ہوتا ہے) یہ تھا کہ ہوازن کو اپنے دباؤ کو چھوڑنا اور اپنی تمام قوم اور عورتوں، بچوں اور اموال سمیت دیارِ ہوازن سے باہر مسلمانوں کو مقابلیہ کے لئے جانا تدبیر اور نتائج کے اندازہ نہ کرنے کے تمام احادیث کا حلیہ ہے جبکہ ہوازن کو تباہ کن غزوہ پیش آسکتا ہے، کیونکہ کسی بھی جنگ کے عواقب اموال نہیں ہوتے، اور اگر ایسا ہو (اور وہ باطل ہے) ہوازن کو شکست ہو تو وہ بڑی دسواکن اور تباہ کن شکست ہوگی اور ممکن نہیں ہوگا کہ اس کے بعد ہوازن کا وجود قائم رہ سکے کیونکہ

اس کی عورتیں اور بچے اور تمام ملوکہ اموال مسلمانوں کے ہاتھوں میں بطور غنیمت آجائیں گے۔

مگر مالک بن عوف پر جو انی کا اوچھاپن سوار تھا پس اُس نے اپنے نظریہ کی تنقید پر اعتراض کیا اور (طے شدہ منصوبے کے مطابق) مکہ میں مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا۔

اور جب ہوازن کے درمیان معارضہ کی آواز کی شنوائی نہ ہوئی جو دو قبیلوں (کعبہ اور کلاب) اور یہ دونوں بنی عامر ابن صومعہ میں سے تھے ہیں متشکل تھے تو ان دونوں قبیلوں نے ہوازن کی جنگی فوج کے ساتھ شامل ہونے

لے کعبہ ہوازن کا عظیم بطن تھا اور وہ بنو کعب بن ربیعہ بن عامر ابن صومعہ بن معاذ بن بکر بن ہوازن ہیں اور انہیں سے کچھ لوگ اس علاقے میں مقیم تھے جو تہامہ، نہجہ اور ارض شام کے درمیان واقع ہے اور ہم قبائل العرب میں بیان ہے کہ انہیں سے عقیقہ، کسر، حریش اور جعدہ کے قبائل شام میں چلے گئے اور اسلامی حکومت میں انہوں کا خاتمہ ہو گیا اور صرف بنو عقیل باقی رہ گئے اور اسلام کی آمد کے وقت وہ نجد میں تھے اور ان کے گھر فحش اور اسکے اور گرد کے جنگل میں تھے اور یہی عجم یا آشجم میں بیان کیا گیا ہے۔

ابن کلاب، یہ بھی ہوازن کا ایک عظیم بطن ہیں اور ہم قبائل العرب میں بیان ہے کہ وہ کعب بن ربیعہ کے بھائی کلاب بن ربیعہ کے بیٹے ہیں اور ہم قبائل العرب میں ہے کہ ان کے دیار ضریح کی رکھریں تھے اور وہ کلاب کی رکھ ہے اور یہ وہی رکھ، مدینہ نبویہ کی حیات، فحک اور عوانی میں ہے پھر وہ شام منتقل ہو گئے اور جریرہ میں انہیں شہرت حاصل تھی اور وہ بادشاہ بنے اور جاہلیت میں انہوں نے دو مہاجرین کے ایک مہاجر بنایا جسے "دو" کہتے تھے اور وہ نصرانی دین میں داخل ہوئے اور پھر اسلام میں داخل ہوئے

سے انکار کا اعلان کر دیا۔ پس ہوا زنی فوج میں پہلی خطرناک جھوٹ پیدا ہو گئی۔ کیونکہ وہ دونوں قبیلے (کعب اور کلاب) اہم فوجی باڈوں میں شمار ہوتے تھے اور ہوازن کے قبائل کے درمیان بڑی جیٹی قوت اور عددی کمزوری کے خیال کئے جاتے تھے اور اس بات کی گواہی تجربہ کار قوی ماہر (درید بن الصمہ) نے اس وقت دی تھی جب وہ طادی حنین میں سالار عام مالک بن عوف سے اس تباہ کن غلطی کے بارے میں بحث کر رہے ہوئے پہنچا تھا جو اس نے فوج کے ساتھ عورتوں، بچوں اور اموال کے لے جانے کے بارے میں کی تھی درید بن الصمہ نے دریافت کیا (زاد وہ مالک بن عوف کو عورتوں، بچوں اور اموال کو پھاڑوں کی چوٹیوں پر واپس لے جانے کے بارے میں مشورہ دے رہا تھا)۔

کعب اور کلاب نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا، ان میں سے کوئی آدمی فوج میں شامل نہیں، اس نے کہا، خوش قسمتی اور تیزی غالب ہو گئی ہے اگر رفعت و برتری کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب اس سے غائب نہ ہوتے اور میرا خیال ہے کہ تم بھی وہی کچھ کر رہے ہو کعب اور کلاب کی ہمت اور جس شخص نے کلاب کو ہوازن کے ساتھ حنین میں حاضر ہونے سے روکا تھا وہ ابن البراء تھا اور واقدی نے اپنے مخازنی کی جلد ۴ کے صفحہ ۱۶ پر بیان کیا ہے کہ

”ہوازن میں سے کعب اور کلاب وہاں حاضر ہوئے اور کلاب قریب ہی تھے اور ان میں سے ایک آدمی کو پوچھا گیا کہ

کلاب نے ہوازن کو کیوں چھوڑا ہے، اس نے جواب دیا۔
 قسم بخدا اگرچہ وہ قریب ہی ہے لیکن اس ابی البراد نے
 آکر انھیں حاضر ہونے سے روک دیا اور انہوں نے اس
 کی بات مان لی ہے۔ اور کھٹولکا خدا کی قسم اگر وہ مشرق اور
 مغرب کے درمیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے ہو جائیں
 تو وہ ان پر غالب آجائے گا۔

اگرچہ ہوازن نے اکٹھے سے کعب اور کلاب الگ ہو چکے تھے، اور ان
 نے سالار عام مالک بن عوف کے احکام کو نہ مان کر اور اس کی فوج
 میں عدم شمولیت کا اعلان کر کے اس سے شرعی اختیار کی تھی، پھر بھی
 (جنگی نقطہ نظر سے) ہوازن کی فوج ایک زبردست غیر خدا جگہ جنگ توت
 تھی کیونکہ ہوازن کے ہمیشہ ہزار جانیاز اپنے نوجوان قائد مالک بن عوف
 کے پاس جمع تھے جن کے مقابلے میں مسلمانوں کے بارہ ہزار جانیاز تھے۔

تاریخ کی بنیاد کی کتاب میں نورعین کے دستور نظام سے پتہ چلتا ہے
 کہ ہوازن نے کسی بھی جگہ پر مسلمانوں کا سامنا کرنے اور ان سے جنگ
 کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا اور وہ مسلمانوں کے مکہ پر قبضہ کرنے سے
 قہر بھی اس کے لئے تیار کر رہے تھے۔ نیز وہ اس بات کی بھی استعداد
 رکھتے تھے کہ مسلمانوں کو بدترین حالات سے دوچار کر دیں۔ پس انہوں نے
 (راودہ مسلمانوں کے غزوہ جنگ کا منصوبہ تیار کر رہے تھے خواہ وہ کہیں
 بھی ہوں) ان کو تنگست دینے کا اندازہ لگایا اور وہ کسی بھی جگہ پر مسلمانوں
 پر حملہ کر سکتے تھے۔

پس انہوں نے (اس اندازے کے مطابق) — حملے کے

منصور بے کے بعد۔ دفاع کا منصوبہ بنایا۔ اور اس دفاع کے منصوبے کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے نتیجے میں ان کے نصیب میں شکست ہو تو وہ شہرِ دی میں (مثلاً طائف کی طرح) لحد بند ہو جانے کے لئے تیار ہوں۔

اور اس دؤرِ عیٰ منصور بے کی تکمیل کے لئے (اور یہ ایک احتیاطی منصوبہ تھا) انھوں نے تعینت سے (جو ہوازن کا ایک لہن ہیں) اردن کے جرش شہر کی طرف ایک وفد بھیجا جو شام کے اس علاقے کا ایک حصہ تھا جو ان دنوں مسلمانوں کی دشمن رومی شہنشاہیت کے ماتحت تھا اور اس وفد میں لی سربراہی عروہ بن مسعود کر رہا تھا کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ وہ جنگ کے بھاری ہتھیار حاصل کرے جو ان جنگوں کے مناسب حال ہوں جن میں خارجہ ہوتا ہے کیونکہ ان سے قلعوں کے دفاع میں کام لیا جاتا ہے اور دشمن کی جو فوج محاصرہ کئے ہوئی ہے اس کے خلاف حملے کئے جاسکتے ہیں۔

اور جرش (جو اس وقت رومی شہر تھا) میں متبعینوں اور سنگباری کے آلات اور ٹینکوں کے کارخانے تھے اس لئے ہوازن نے اپنے حبشی منصوبے کے ضمن میں یہ فیصلہ بھی کیا کہ اس وفد کو رومی کارخانوں سے یہ بھاری فوجی ہتھیار حاصل کرنے کے لئے جرش بھیجا جائے۔

یہ دہائیات اس زمانے میں دہا بہ اس بچاؤ کرنے والے آئے کو کہتے تھے جس کے پیچھے حملہ کے وقت تیروں سے بچنے کے لئے مہا ہی چھپ جایا کرتے تھے مگر موجود زمانہ میں دہا بہ ٹینک کو کہتے ہیں اس لئے ہیں اس کا ترجمہ ٹینک کہا ہے (مترجم)

یہ منصوبہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہوازن مسلمانوں کے مکہ پہنچنے سے قبل تھی کہ ان کے مدینہ سے مایچ کرنے سے پہلے قبل ان سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا..... اس منصوبے کی نقاب کشافی اس ہوازنی جاسوس نے کی جسے سواروں کے اس دستہ نے گرفتار کیا جو اس جیش نبوی میں جو مدینہ سے مکہ کی جانب مایچ کر رہا تھا اٹھلی جنس کے پیچھے تھا۔

”المقرئذی اپنی کتاب ”استماع الاسماع“ میں بیان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی جانب مایچ کر رہے تھے کہ آپ نے سواروں کا ایک دستہ ہوازن کے طور پر آگے بھیجا، اس ہراول دستے نے ہوازن کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو ہوازن کے سردار اور رسالدار مالک بن حوث کے جاسوسی بیڑے میں کام کرتا تھا تاکہ وہ اس بیڑے کو مسلمانوں کے بارے میں ضروری خبریں دے اور ان کی اس فوج کی حرکات کے متعلق بھی آگاہ کرے جس کی قریش، صلح حدیبیہ کے توڑنے کے بعد توقع رکھتے تھے۔“

اور جب یہ ہوازنی جاسوس قائد ملی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے قبائل ہوازن کی عسکری پوزیشن کی حقیقت کے متعلق اس سے انٹروگسٹ کیا تو اس نے جواب دیا،

”انھوں نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور عربوں کو لے آئے ہیں اور انہوں نے ثقیف کی طرف رخ بھیجا ہے تو انھوں نے ان کی بات قبول کر لی ہے، اور میں نے ثقیف کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انھوں نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور عربوں کو لے آئے ہیں اور انھوں نے ٹینکوں اور سختیوں کے بارے

میں جرش کی طرف وفد بھیجا ہے اور وہ ہوازن کی طرف جا رہے ہیں اور وہ سب اکٹھے ہو جائیں گے۔۔۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم دیا کہ سب ہوازن نے ان کی بات مان لی ہے؟ جاسوس نے کہا، سب نے، بنی ماجر میں سے کعب اور کلاب نے تاخیر کی ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کی جاسوس کی فراہم کردہ معلومات کے بعد فرمایا، میرے خیال میں اس نے مجھ سے سچ بولا ہے، پھر آپ نے اسے حفاظت کے لئے قید کرنے کا حکم دیدیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس دیار ہوازن میں | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم ان کا دائیوں سے آگاہ تھے جو دیار ہوازن میں ہو رہی تھیں، اور آپ کہہ پر غالب آنے کے بعد جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اس سے غافل نہیں تھے۔ آپ کو (جیسا کہ واضح ہے) ہوازن کی قبائل کی اس شدید عداوت کا بھی علم تھا جو وہ اپنے دلوں میں پر مشیدہ کئے ہوئے تھے نیز آپ ان کی اس نیت سے بھی آگاہ تھے جو ان کے دلوں میں اس عزم کو بھی بیدار کر رہی تھی کہ مسلمان جہاں کیسے بھی ہوں ان سے برسرِ پیکار ہوا جائے۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے جاسوسوں نے جن میں آپ نے اپنے آگے بھیجا تھا۔ اور اس وقت آپ فتح مکہ سے قبل، مکہ کی جانب مارچ کر رہے تھے۔ یہ اطلاع دی کہ وہاں بہت بڑی فوج جمع ہے، جسے ہوازن کے خلاف سلجھانے ہوئے ہیں۔۔۔ اور اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن معرکہ ہو۔

مگر دیار ہوازن میں مسلمانوں کے خلاف جو معلومات چل رہی تھیں ان

کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہوری اطلاع نہ تھی کیونکہ آپ کی زمینی جنس کا کوئی آدمی دیارِ ہوازن کی طرف نہیں گیا تھا اور نہ ہی وہاں کے لوگوں سے ملا تھا اور مسلمانوں کے خلاف جو ہتھیار ہوا تھا اُس نے اپنے کانوں اور آنکھوں سے دیکھا اور سنا تھا۔

اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لٹھا اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو دیارِ ہوازن کی طرف بھیجے کا فیصلہ کیا تاکہ جو ہتھیار وہاں مسلمانوں کے خلاف ہو رہا ہے اس کی تمام ضروری اطلاعات آپ کے لئے اکٹھی کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایشیل جنس کے جس آدمی کو اس خطرناک مہم کے لئے منتخب فرمایا وہ بنی سلیم کا ایک آدمی تھا جن کے دیار، ہوازن کے دیار کے پڑوس میں ہیں اور یہ آدمی عبداللہ بن ابی حدردہؓ تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر اس بات کا مکتبہ کیا کہ وہ دیارِ ہوازن کی طرف جائے اور جیسے بدل لے تاکہ ہوازن کا کوئی آدمی اس کی حقیقت کو معلوم نہ کر سکے نیز وہ اسی طرح ان میں پھیل سل جائے اور ان کی ہر ضروری بات کو معلوم کرے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوت کا اندازہ لگالیں نیز یہ کہ وہ کس راستے آنا چاہتے ہیں وغیرہ تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پہلو سے اپنے دشمن کی حقیقت کو سمجھ لیں۔

اور ابن ابی حدردہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کام کیا اور ہوازن کے علاقے میں ان کے ہتھیار کو اوڑھ لیا اور وہاں مختلف بڑی اور چھوٹی کھانوں سے ملا اور قبائل کی قوموں کے اندر چلا گیا اور کئی روز تک

ابو عبداللہ بن ابی حدردہؓ کے حالات ہماری کتاب غزوہ خیبر میں دیکھئے۔

مسئل اپنے حلقے میں ان تمام معلومات کو مدقن کرتا رہا جو ان ہوازنی فوجوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کئے ہوئے تھیں۔

دور جب عبد اللہ بن ابی حدرد نے سمجھا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کافی ضروری معلومات حاصل کر لی ہے تو وہ ہوازن کی ان فوجوں کے درمیان سے ٹھپکے سے نکل آیا جو ہر قبیلہ سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے سالار عام مالک بن عوف نضری کے پڑاؤ میں اس کی دعوت کو قبول کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آئی ہوئی تھیں اور ہوازن (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں) ایک بڑا قبیلہ تھا جس کے بڑے بڑے بطون قبائل تھے جو اپنے دیار میں جو پرہ کی عظیم مساحت میں فروکش تھے جو حجاز اور نجد میں مندرجہ تھی پس یہ حجازی نجدی قبیلہ تھا۔

نبوی اٹھیل جنس کا آدمی (عبد اللہ بن ابی حدرد) ہوازن کی بے شمار فوجوں کے درمیان سے ٹھپکے سے نکل آیا اور اس نے مکہ کی جانب رخ کیا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفع مکہ کے بعد پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔

اور جب اٹھیل جنس کا آدمی ابن

ہوازن کی جنگی حالت کے متعلق بیان

فوج کے سالار اعلیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوازن کی فوج اور جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرتے کے بارگھما تیاریاں کئے ہوئی تھی اس کے متعلق مفصل زبانی بیان دیا اور اس نے ہوازن کی عسکری پوزیشن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بیان دیا اس میں یہ بھی کہا کہ ہوازن نے بیسٹ ہزار فوج جمع کی ہے۔ اور اس میں کچھ مشہہ نسبیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان سے یہ بات اخذ کی کہ ہوازن نے اپنے

ایاد اور پھاڑوں کی چوٹیوں پر انتظار کرنے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ اپنے نوجوان سوار مالک بن عوف کے فریب کو قبول کرتے ہوئے خود مکہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ وادی خنین میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج سمیت نہایت سرعت کے ساتھ مکہ سے نکلے تاکہ جنگجو ہوازن کے ساتھ آپ کی مدد بھیڑ مکہ سے باہر ہو۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پوزیشن کی حیثیت کے پیش نظر) داغہا کے بیان کے مطابق، عید الفطر سے دوسرے دن مکہ سے اپنی فوج کے ساتھ ناپچ لیا جیسا کہ عنقریب اس کتاب میں اسکی تفصیل بیان ہوگی انشاء اللہ، ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ

”جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے متعلق سنا تو عید اللہ بن ابی حدرد کیوان کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں میں شامل ہو کر ان کے ساتھ مقیم رہے تاکہ ان کے متعلق معلومات حاصل کرے اور پھر آپ کے پاس ان کی خبر لے کر آئے، پس ابن ابی حدرد چلا گیا اور ان میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے جو کچھ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جمع کیا تھا اس کے متعلق سنا اور علم حاصل کیا۔ اور اسی نے مالک بن عوف اور ہوازن کی پوزیشن کے متعلق بھی مشن پھر جس نے آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ جب ہوازن نے اپنی تیاری مکمل کر لی اور اس کے بالائی علاقے میں

اس کی سب سے بڑی فوج کا اکٹھ مکمل ہو گیا تو اس کا نوجوانی بادشاہ مالک بن عوف قبل اس کے کہ مسلمان اس کی طرف روانہ ہوں وہ اُسے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے مکہ کی جانب لے کر چل پڑا اور مالک بن عوف نے (اپنے جنگی منصوبے کے مطابق) اپنی فوج میں تمام ہوازن قبائل کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے بیٹوں، عورتوں اور اموال کو بھی لے چلیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک خوفناک منظر تھا، بیٹا ہزار جانباڑوں کے ساتھ کم از کم اندازے کے مطابق ان سے تین لاکھ عورتیں بچے اور بوڑھے بھی تھے، گویا ہوازن نے تقریباً ۸۰ ہزار انسانوں جن کے ساتھ ۲۴ ہزار اونٹن اور لاکھوں بکریوں جن کا شمار زمین ہو سکتا تھا کے ساتھ مکہ کی طرف اڑچ کیا۔

ہوازن کے اکٹھ کا بڑا مرکز — وادی اوطاس | فوج میں شامل ہوازنی قبائل کے اکٹھ کا آخری مرکز وادی اوطاس تھا جو حنین کی ان بڑی رادوں میں سے ایک ہے جو مکہ کے مشرق میں واقع ہیں اور جو الشراخ اور الزبید اور حبان کرا اور جہنی، لک جو مکہ کے جنوب مشرق میں واقع ہیں، کے درمیان وادی حنین میں گرتی ہیں اور جن کے نواح سے قبائل ثقیف (جو ہوازن کا ایک مشہور طبقہ ہیں) مگر اوطاس میں ہوازن کے بادشاہ اور سادات عام مالک بن عوف نصری کے ساتھ مل گئے تھے اور وہی ہند

ہوا زنی فوج کی تعداد پورے کسین ہزار ہوئی تھی
 اندھوا زن کی بڑی فوج نے مشرق سے مارچ کیا اور مالک کی کمان
 میں اوطاس میں پڑاؤ کر لیا اور حجاز کے مشرق میں دیار ہوا زن میں
 بڑے اکٹھ کے مقام سے جو مختلف قبائل گود رہتے تھے ان کی فوجیں
 پے درپے اوطاس میں آنے لگیں۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ

اور لوگ اوطاس میں اکٹھے ہو گئے اور پڑاؤ کیا اور ٹھہرے
 درہر جانب سے ان کے پاس فوجیں آنے لگیں۔

اور درید بن الصمۃ | اور درید بن الصمۃ ابی
 جشم بن بکر بن مسعود

درید بن الصمۃ — ہوا زن کی فوج میں

ابن ہوا زن کا ایک مشہور جانباز اور سادات ہوا زن میں سے ایک
 سردار تھا لیکن معرکہ حنین کے اکٹھ کے وقت اس کی عمر ایک سو اٹھ سال
 تھی اور وہ جنگ کی قدرت نہ رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنا راج تھا جسے جنگ
 کرنا تو گنجا، چل نہ سیکھے کی وجہ سے جو درج یا آدمیوں کے کندھوں پر ٹھاکر
 لایا جاتا تھا۔ مگر عمر رسیدہ ہونے اور بڑھاپے کے باعث جنگ سے عاجز
 ہونے کے باوجود درید (سوائے ساعت کے مفقود ہونے کے) اپنے تمام
 قوائے عقلیہ اور حواس سے بہرہ مند تھا۔

اور قبائلی سہرا سٹی میں جہاں ہمیشہ جنگوں کی آگ شعلہ زن رہتی ہے
 وہ اپنے متواتر ایک سو بیس سالہ جنگی تجربات کے باعث حربی فنون اور
 عسکری سیاست میں اپنی ہوا زنی قوم کا سرچ تھا اور وہ بلاشبہ تجربہ کار
 شہسوار، شاعر اور روشن دماغ مفکر سردار تھا۔

اوپر اوجو دیکھ اُسے جنگ کرنے کی سکت نہ تھی، اس نے اور اس کی قوم نے اس بات کو پسند کیا کہ وہ ہوازن کی جنگجو قوم میں شامل ہو، شاید وہ انکے جنگی تجربات سے مستفید ہوں اور فوج نے اسے پاکی میں اُٹھایا، اور اسے سالار بنایا اور وہ اس اونٹ کو چلاتا تھا جو اُسے اُٹھائے ہوئے تھا یہاں تک کہ فوج نے اوطاس میں پڑاؤ کر لیا۔

اور ہوازن کے بادشاہ
اور فوجوان سالار
مالک بن عوف نصری

**مطلق العنان سالار عام نے درید بن
الصمہ کے تجربے سے فائدہ نہ اُٹھایا**

نے درید بن الصمہ کے جنگی اور فوجی تجربات سے جو اس نے ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک جسے اُس نے معرکوں کے بعد معرکوں میں گزارا تھا یہاں تک کہ بڑھاپے نے اُسے اپارچ کر دیا تھا، مستفید ہونا پسند نہ کیا۔ اور مالک بن عوف اپنی رائے کے بارے میں تجاؤز کرنے کا ذمہ شکر اور خود رائے تھا اور عنفوان شباب میں اُبھرتا ہوا فوجوان تھا اور شجاعت و جرات اور دیری میں ممتاز ہونے کے باوجود، غرور و تکبر اور خود پسندی نے مالک کے لئے نتائج کے بارے میں سوچنے کے متعلق سب رائے بند کر دیئے تھے۔ حالانکہ اس کے متعلق سوچنا پر مقدم تھا اور وہ اپنے غرور کے باعث نیز اس لئے کہ وہ عرب کے بہترین میں ہزار جانباڑوں کی قیادت کر رہا ہے جن کے ساتھ اُن کی عورتیں، بچے اور اموال بھی ہیں اور ان کے آگے صرف پارہ ہزار جانباڑ ہیں جنہیں جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے (جیسا کہ اس نے اپنی قوم میں یہ بات مشہور کی اور انہیں دھوکہ دیا)۔ . . . گویا یوں اس نے مسلمانوں پر

ہوڑوں کی فتح کی ذمہ داری لے لی ۔

اور چپ ہوڑوں نے اس کے سر تاج شاہی رکھا اور وہ اس کی فوجوں کا سالار عام بن گیا تو وہ خود رائے ہو گیا : وہ کیلا ہی منصوبہ بنانے لگا اور پھر مطلق العنان طریقے پر اسے نافذ کرنے میں جلدی کرنے لگا اور اس نے ہواؤں کی تباہی کے سرکردہ لوگوں اور عمر رسیدہ سرداروں سے مشورہ کرنے کے مطلقانہ سہ چاہ جنہیں حوادث نے حویل سالوں میں تجربہ کار بنا دیا تھا بلکہ اس نے ان سب کو چھوڑ دیا اور انفرادی فیصلے کرنے لگا اور پھر سختی سے ان کی تنبیذ کا حکم دینے لگا ، پس ہوڑوں نے اس کی نافرمانی کی کیونکہ انہوں نے اسے اپنی رضامندی سے اپنا بادشاہ اور اپنی فوجوں کا سالار عام مقرر کیا ہوا تھا ۔ ان اپنی کعبہ اور اپنی کلاب نے اس کی نافرمانی کی اور آواز دی ہیں اس کے احکام کی اطاعت سے انکار کر دیا ۔ اور اس کے انفرادی فیصلے کرنے اور استبدادی صورت میں جلدی سے انہیں نافذ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کو ایک تباہ کن شکست کی طرف لے گیا کہ اس سے جیسی شکست سے عربوں کی کسی قوم کو پاؤں نہ پڑا تھا ۔

اور جن لوگوں کو اس نے درخورد اختیار نہ سمجھا تھا ان میں درید بن حصہ بھی تھا جو اپنے شدید بڑھاپے کے باوجود جس نے اسے اہل جنگ کر دیا تھا جنگوں کے حالات اور ان کی تدابیر اور فتح و شکست کے اسباب و وسائل کے بارے میں بڑا وسیع تجربہ رکھتا تھا کیونکہ وہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک جنگوں میں شمولیت کرتا رہا تھا ۔

یہ درید بن حصہ جو بہت بڑا ماہر جنگ تھا ، مالک بن عوف نے اسے درخورد اختیار نہ سمجھا پس اسے اس کے ادنیٰ پر ہونے کے فوج میں لایا گیا

اور وہ اپنے بیرونی کی وجہ سے سمجھ نہیں سکتا تھا کہ ستارہ عام مالک کیا کر رہا ہے اور وہ کس طرح فوج کو تیار کر رہا ہے اور اپنے دیگر متفقہ امور میں کیسے تصرف کر رہا ہے حتیٰ کہ درید بن الصمہ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ستارہ مالک نے فوج کے لئے لازم قرار دیا ہے کہ وہ دادی اولکس کے سوا اپنی عورتوں بچوں اور اموال کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ وہ اکتھ کا بڑا اور آخری مقام تھا اور وہیں ہر جوان کے تمام بھون کی فوج کا اکتھ (کعب اور کلاب کے سوا) مکس ہوا تھا۔

پس اس دادی میں جس میں مالک بن عوف جوان کے ساتھ کئی روز تک پڑاؤ کئے رہا، درید بن الصمہ نے (گراں گواشی کے باوجود) ایک شدید شورشناجی اونٹوں و گدھوں اور بکریوں کی آوازوں سے پیدا ہو رہا تھا، نیز اس نے عورتوں اور بچوں کی آوازوں کو بھی سنا اور یہ ایک ایسی بات تھی، جس کی درید (تجربہ کار عسکری ماہر کی طرح) توقع نہیں کر سکتا تھا کہ ایک ہینار فوج میں جو زندگی اور موت کے معرکہ میں حصہ لینے کے لئے مارچ کر رہی ہے یہ چیزیں بھی شائق ہوں گی اس لئے جب اس نے دادی اولکس میں یہ خوشگوار شور سنا تو اس نے مسحیرت زدہ زبان میں کہا — کیا وجہ ہے کہ میں اونٹوں کے بلانے، گدھوں کے رینگنے، بکریوں کے بھانے، بیلوں کے ڈھانے اور چھوٹے بچوں کے رونے کی آوازیں سن رہا ہوں۔

اور تجربہ کار ماہر — درید بن الصمہ کی پانکی جب زمین پر رکھی گئی تو اس نے اپنے ہاتھ سے زمین کو چھوا اور کہا، تم کس دادی میں ہو؟ انہوں نے کہا، اولکس میں،

اس نے کہا، ہاں گھوڑوں کی جولا نکاح۔ جو نہ ادبھی اور نہ نوکدار تیز

پتھروں والی اور نہ زیادہ مٹی والی نرم ہموار زمین ہے جس میں اونٹوں کے بلبلانے
گدھوں کے رینگنے، بکریوں کے بھیانے، سینوں کے ٹکارسنے اور چھوٹے بچوں
کے رونے کی آوازیں کیوں سن رہا ہوں؟

انہوں نے کہا، مالک ان کے بیٹوں، عورتوں اور اموال کو بانک لایا ہے
اس موقع پر انہیں نے ہوازن کے سخت اور طاقتور ترین اور جنگ میں زیادہ
استقلال رکھنے والے دونوں قبیلوں کے موافق کے تعلق دریافت کیا اور کہا،
اے گردو ہوازن! کیا تمہارے ساتھ بنی کلاب بن ربیعہ میں سے بھی کوئی آدمی ہے
انہوں نے جواب دیا، نہیں۔

پھر اس نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ بنی کعب بن ربیعہ میں سے بھی کوئی آدمی ہے
انہوں نے جواب دیا، نہیں۔

اُس نے کہا کہ اگر یہ کوئی اچھی بات ہوتی تو تم ان سے پہلے اس کی نسبت
سبقت نہ کرتے۔ اور اگر یہ کوئی شہرت اور ثروت کی بات ہوتی تو وہ اس سے
تحلف نہ کرتے تھے۔

اور جب وہ چر کو پہنچا کہ کعب اور کلاب نے حنین میں مسلمانوں کے ساتھ
جنگ میں شرکت کرنے سے تحلف کیا ہے تو اس نے کہا کہ
خوش قسمتی اور شیرازی غائب ہو گئی ہے، اگر دفعہ دہری کا دل ہوتا تو
کعب اور کلاب اس سے غائب نہ ہوتے۔ اور میرا خیال ہے تم بھی وہی کچھ کر رہے
ہو کہ کعب اور کلاب نے کیا ہے۔

پھر اس نے پوچھا، تم میں سے اس میں کون حاضر ہوا ہے؟

انھوں نے کہا، عمرو بن عامر اور عوف بن عامر

اس نے کہا، یہ دونوں بنی عامر کے نوخیز جوان ہیں جو نفع و نقصان

نہیں پہنچا سکتے۔ یعنی حسد بی نقطہ نگاہ سے ان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

دور مدین بصرتہ کا فوج کو واپس جانے اور
جب عمر رسیدہ
تجربہ کار ہر جنگ
دریہ بنی صمد کو

مسلمانوں کیساتھ جنگ کرنے کی دعوت دینا

عورتوں، بچوں اور اموال کو فوج کے ساتھ لانے اور ہوازن کے اہم جنگی بازوں
کعب اور کلاب کے پیچھے رہ جانے کی حقیقت سے آگاہی ہوئی تو اس نے
ہوازن کے سرکردہ حضرات اور قبائل کے شیوخ اور سرکردہ حضرات نے دریہ
اور کلاب کا سامعہ کریں اور مالک کی تافرانی کریں اور مسلمانوں کے ساتھ صلہ
کے قبل اپنے اپنے بلاد کو واپس چلے جائیں اس نے کہا،

اے گروہ ہوازن سیری بات مانو اور واپس چلے جاؤ اور جو کچھ کعب
اور کلاب نے کیا ہے وہی تم کرو۔ مگر ہوازن نے اس کی بات نہ مانی۔

اور جب ہوازنی فوج کے قبائل کے شیوخ اور سرکردہ حضرات نے دریہ
بن الصمد کی پکار کا جواب نہ دیا جو سالار بن عوف کی تافرانی کرنے اور مسلمانوں
سے جنگ کے بغیر واپس جانے کی دعوت دے رہا تھا، کیا تکہ اسے معلوم ہو چکا
تھا کہ مشگرم غویسر اور مغرور مسلمانوں سے جنگ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر
ہوازن نے اسے ایک نئی کوشش کی جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر
ہوازن کو شکست ہو تو وہ عورتوں اور بچے شمار اموال کو اسلامی فوج کے

ہاتھوں میں آنے سے بچا سکے۔

پس اس نے فوجوں میں سالار عام سے بڑھ چکا کہ اُس کی فوج کو عورتوں، بچوں اور اموال کو ساتھ لے کر ہجرت کرنے کا سبب کیا ہے، اس کے بعد اس نے اس کی رائے کو احمقانہ قرار دیا اور اپنی رائے کی اہمیت کو اس کے سامنے واضح کیا، اس کے بعد اس نے اس کے سامنے ایک تجویز پیش کی اور اس سے اتفاق کیا کہ وہ ہوازن کی عزت کو بچانے کے لئے اس کی تنقید کرے جس کے متعلق تبصرہ کارماہر دریدہ کو ذرا بھی شبہ نہ تھا کہ جب سالار عام عورتوں، بچوں اور اموال کو فوج کے ساتھ رکھنے پر اصرار کرے گا تو وہ کچھ دین بھنس جائے گی اور اس تجویز کا خلاصہ یہ تھا کہ سالار عام مالک بن عبود عورتوں، بچوں اور اموال کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر واپس بھجوانے کا حکم دے دے تاکہ معرکہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہو تو وہ مسلمانوں کی قید میں آنے سے بچ جائیں اور مالک، مسلمانوں کو گھوڑوں کی پشتوں پر بٹھے تاکہ شکست کی صورت میں ہوازن کم از کم نقصان اٹھا کر واپس ہوں لیکن مغرور مالک نے اس رائے بھی ٹکڑیا اور ماہر جنگ دریدہ بن الصمہ کے مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اور اصحابِ مغازی و سیر اور اصحابِ حدیث نے بیان کیا ہے کہ جب مالک بن عبود فوج کے ساتھ ان کی عورتوں، بچوں اور اموال کو بھی لے آیا تو دریدہ بن الصمہ کو اس بات نے پریشان کر دیا کیونکہ دریدہ کی نظر میں (ایک ذمہ دار فوجی سالار کی طرح جیسے ذمہ داری کا اندازہ ہوتا ہے) یہ ایک قسم کی خودکشی اور تصور تھا ایسا اقدام وہ شخص نہیں کر سکتا جو سرکوں کے نت رنج کا اندازہ سرکوں سے قہن کرنے والا ہو، یہی وجہ ہے کہ دریدہ بن الصمہ نے ہوازن اور سالار مالک کو پکڑا اور جب مالک آیا تو ان دونوں کے درمیان یہ فیصلہ

گشتگو ہوئی۔

درید — اے مالک! تو ایک کریم آدمی (یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کر رہا ہے اور تو اپنی قوم کا رئیس بھی ہے اور یہ دن اپنے بعد کے زمانے کے لئے ایک حادثہ ہوگا۔ . . . اے مالک! کیا وہ ہے کہ میں اونٹوں کے بلبلا نے، اگدھوں کے ریگے چھوٹے پتوں کے رونے اور کیرپوں کے میانے کی آواز سن رہا ہوں مالک میں لوگوں کے ساتھ ان کے اسوال، بچوں اور عورتوں کو بھی لے آیا ہوں۔

درید — کیوں؟

مالک — میں نے ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل، مال و بچوں اور عورتوں کو رکھنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ وہ ان کی جانب سے جنگ کرے۔ درید — (ذائقہ اور غصے سے) بھیڑوں کے چرواہے کو جنگ سے کیا واسطہ، . . . یعنی مالک کو پھر اس نے اپنے ہاتھ سے تالی بچائی پھر سدھ کینے لگا، کیا شکست خوردہ کو کوئی چیز واپس لاتی ہے؟ اگر جنگ میں تجھے فتح ہوئی تو تجھے تلوار اور نیزے والا آدمی فائدہ دے گا اور اگر تجھے شکست ہوئی تو تو اپنے اہل اور مال کے ہائے میں رسوا ہوگا پھر اس کے بعد اس نے کہا،

اے مالک! تو نے ہوازن کی جماعت کو گھوڑوں کے میسوں کے آگے کرنے کے لئے کچھ نہیں کہا، پس جو کچھ تو کر چکا ہے، کر چکا ہے۔ پس تو میرے اس منصوبے کا انکار نہ کر اور عورتوں، مالوں، بچوں کو ان کے علاقے کے محفوظ مقامات، اودان کی قوم کے معتمد لوگوں کے

پاس پہنچا دے، پھر صباۃ (یعنی مسلمانوں) سے گھوڑوں کی پشتوں پر جنگ کرو، پس اگر تجھے فتح ہوئی تو یہ چیزیں تجھے مل جائیں گی اور تو اپنے اہل ایمان کو محفوظ کرے گا۔

ابن کعبہ (غضب تکبر سے) خود کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا اور جو کچھ میں نے کیا ہے اسے تبدیل بھی نہیں کروں گا، تو بڑھا ہو گیا ہے اور تیرا علم بھی بڑھا ہو گیا ہے اور تیرے بعد وہ آدمی پیدا ہوا ہے جو جنگ کے بارے میں تجھ سے زیادہ بصیرت رکھتا ہے۔

دوسرا — اسے گروہ ہوازن! خدا کی قسم اس دن میں تمہارے لئے کوئی بستی نہیں، یہ نفس تمہاری گزندیاں کہ بارے میں تمہیں دُوس کر نے والا اور تمہارے دشمن کو تم پر قابو دینے والا ہے اور تمہیں چھوڑ کر قلعہ ثقیف میں چلا جائے والا ہے پس واپس چلے جاؤ اور اُسے چھوڑ دو۔

معاذ ہوتا ہے کہ تجربہ کار
ہوازن کے سالار کا خودشی کی دھمکی دینا

اور سالار سے جو دشمنانہ گفتگو کی اس نے فوج کے فسران اور ہوازن کی فوج میں جو قبائل کے سرکردہ حضرات تھے ان پر اثر کیا اور وہ غور و خوض

یہ الصباۃ، صابی کی جیت ہے، اور صابی اُسے کہتے ہیں جو ایک دین سے بدل کر دوسرے دین میں داخل ہو۔۔۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب آپ صابی ہوئے تو اس آدمی کے متعلق کہا جاتا کہ وہ صابی ہو گیا اور غریبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہتے تھے کیونکہ آپ قریش کے دین خدا سلام کی طرف آگئے تھے، پس درہم کی گفتگو میں صباۃ سے مراد مسلمان ہیں۔ دیکھئے سان العرب

بچوں، اور اموال کو پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف دابیں کر رہے تھے۔
 درید بن الصمہ کے مشورے کو اختیار کرنے کی طرف مائل ہونے لگے اسلئے
 زادہ مالک نے بھی محسوس کیا کہ اس کی قوم کے لیڈر کہتے ہیں کہ منطلق اور
 مصواب درید بن الصمہ کے مشوروں میں پوشیدہ ہیں اور موافقت نے
 مالک کو اپنے تصرف میں ایک طرف کر دیا، فوجوان اوچھے سالار نے اپنے
 سامنے خودکشی کی دھمکی دینے کے موا کوئی چارہ نہ پایا اس نے کہا کہ اگر ہوازن
 نے اس کی اطاعت نہ کی اور درید بن الصمہ کے مشورے سے صرف نظر
 نہ کیا تو وہ خودکشی کرے گا۔

اور مالک نے (ہوازن کے سرکردہ لوگوں اور لیڈروں کے سامنے)
 اپنی تلوار سونت لی پھر اُسے اٹاکا اور کہا،

اے گروہ ہوازن، خدا کی قسم تم ضرور میری اطاعت کر دے گے یا میں
 اپنی تلوار برٹیک لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ سیری پشت سے پار ہو جائیگی
 اور مالک نے جنگ کے بارے میں درید کے ذکر اور مشورے کو
 ناپسند کیا، پس لوگوں نے باہم شور مکیا اور پوزیشن کا جائزہ لیا
 اور ایک دوسرے کے پاس گئے اور کھینے لگے خدا کی قسم اگر ہم نے مالک
 کی نافرمانی کی تو وہ فوجوان آدمی ہے اور وہ ضرور خودکشی کرے گا اور ہم
 درید کے ساتھ باقی رہ جائیں گے جو بہت بوڑھا ہے جس میں جنگ کی
 طاقت موجود نہیں، وہ ایک سو ساٹھ سال کا ہے (اور انہوں نے مالک
 کے ساتھ اتفاق کر لیا اور ہوازن نے درید کی مخالفت کی۔

اور جب درید نے دیکھا کہ وہ اس کے مخالف ہو گئے ہیں تو جس
 نے کہا، میں اس دن نہ حاضر ہوا ہوں اور نہ اس سے غائب ہوا ہوں

پھسور گئے اگلا،

کشمش میں اس جنگ میں نو شیر جوان ہوتا اور میں تیز اور دو گام چلتا اور میں دراز منہ گھوڑے کو چلاتا گویا وہ چھری سے بدن کی لکری ہے بعد صد یہ شعسوری اور شجاعت میں مشہور تھا اور ابھی وہ دس سال کا نہیں ہوا تھا کہ وہ بنی ہشتم کا رئیس، سردار اور بہترین نسب والا تھا لیکن عمر نے اس کا کام تمام کر دیا تھا اور وہ کرید بن الصمہ بن بکر بن علقمہ بن جلد بن غزیہ بن ہشتم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھا

اس طرح نو جوان سالار اور ہوازن کا بادشاہ مالک بن عوف ہوا جس کے شیوخ اور سرداروں کو معرکہ میں حصہ لینے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اور بعد میں الصمہ نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ ایکٹاکہ مچ جائے اور اس کے نتائج ہوازن کے لئے خوفناک اور پریشان کن ہونگے کیونکہ مالک بن عوف نصری نے جس طریق سے فوج کشی کی ہے اس میں سب سے زیادہ خطرناک بات عورتوں، بچوں، بکریوں، اونٹوں، گھوڑوں اور ہوازن کی تمام مملوکات کو اکٹھا کر کے فوج کے ساتھ حنین کی طرف لے جانا ہے

مکہ سے نبوی حبش کا مارچ کرنا | ہوازنی فوج مسلسل مکہ کی طرف مارچ کرتی رہی مگر جب اس کے سالار عام مالک بن عوف کو

۱۵ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۸۱، مغازی اوقدہ جلد ۲ ص ۱۶۶، ۱۶۷

اوائے السیرۃ ص ۲۲۶، ۲۲۷، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۵۱

الخص فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ ابن خلدون جلد ۲ ص ۱۱۰، ۱۱۱

لبدا یہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۹۰، ۹۱

اطلاع ملی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی فوج کے ساتھ مکہ سے ہوازن سے مقابلہ کرنے کے لئے چل پڑے تو اُس نے اپنی فوج کے ساتھ وادی حنین میں پڑاؤ کرنے کا فیصلہ کر لیا، اس لئے کہ یہ جگہ وسعت اور عورات کے لحاظ سے ان گھوڑوں کی جولاہی کے زیادہ مناسب تھی جن پر مالک اور ہوازن کے کاندین بھروسہ کرتے تھے اور وہ کئی ہزار تھے اور اُس دور میں گھوڑے سب سے اہم شہرک ہتھیار تھے جن پر جاننا بھروسہ کرنے تھے پس وہ اس زمانے کی بکتر بند کاریوں کے قائم مقام تھے۔

اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ انھوں نے اپنے دیار سے مکہ کی جانب مارچ کر دیا ہے تو آپ نے مکہ میں اپنی فوج کے جمع کرنے میں سرعت سے کام لیا اور قبل اس کے کہ ہوازن اپنی فوج کے ساتھ مکہ پہنچیں آپ اُسے ہوازن کے مقابلے کے لئے جلدی سے لے گئے اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حکیمانہ عسکری سیاست تھی جس کی اتباع کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا تھا، جبکہ مشرکین کے ساتھ جیش نبوی کی ملاقات مکہ سے دُور اور باہر ہونا (کئی لحاظ سے) جیش نبوی کے لئے مکہ کے اندر یا اس سے قریب ہونے سے بہتر تھا۔

اس لئے کہ داخلی طعنہ پر مکہ کی حالت پُر کون نہ تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کو اس پر قبضہ کئے سترہ دن سے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا، اور مکہ بُت پرستی کا قلعہ تھا اور وہاں فریش کے وہ بڑے بڑے سردار رہتے تھے جنہوں نے سلام کو غم نہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہ چھوڑا تھا۔

اور جیش اسلام کے مکہ میں داخل ہونے اور ان کے جیش نبوی کی اُمانت کرنے اور اس کا مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اس بات

کو تسلیم کر گئے ہیں کہ اسلام ایک دین برحق ہے جس کے سامنے تسلیم نہ کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ بلکہ اس کا باعث فوجی لحاظ سے جیش نبوی کے مقابلے کی عدم قدرت اور کمزوری تھا اور اگر قریش کو معلوم ہوتا اور وہ اپنے دس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے مقابلہ کرنے اور ہر غالب آنے اور انہیں ڈور کرنے کی شکست پاتے تو وہ مقابلے کے منصوبہ پر عمل کرنے میں ذرا بھی نہ ہچکچاتے اور وہ ضرور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ڈور کرنے اور ہٹانے کے لئے فوجی مقابلہ کرتے۔۔۔۔۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ جب قریش نے اپنے سردار ابوسفیان کی یہ دھوکائی لگائی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج سے ان کے لئے امان حاصل کرے اور ابھی آپ راستے ہی میں تھے اندمکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے تو قریش نے ابوسفیان سے کہا، اس امان کا شوم یہ ہے کہ تو ہمارے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کر اور آج کہ وہ مکہ میں داخل ہو جائیں لیکن اگر تو آپ کے اصحاب میں کمزوری دیکھے تو ان کے خلاف عذاب جنگ کر دے۔

یہی وجہ ہے کہ جب جیش نبوی مکہ پر غائب آگیا تو بہت سے بنو مکہ نے اعلان اسلام کر دیا اور ایمان ابھی ان کے غلوب میں داخل نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور اس حقیقت کا اظہار ان کے ایک سردار نے کیا جو مکہ کے حنین میں موجود تھا اس نے کہا (جب جنگ کے پہلے مرحلے میں مسلمانوں نے شکست کھائی) جادو بیکار ہو گیا ہے اور یہ شکست سمندر تک ختم نہ ہوگی۔

پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں قلعہ بند ہو جاتے اور ہوازن کے مقابلے میں گلیوں میں جنگ کرنے کے منصوبہ پر بھروسہ کرتے تو آپ

کی اور آپ کی فوج کی پوزیشن خطرناک ہو جاتی۔ کیونکہ بہت سے قریشی پھر جاہلیت کو اختیار کر لیتے اور مکہ پر ہوازن کے حملہ کے موقع کو خفیہ جاننے اور وہ ایک قریشی فوج تشکیل کر کے مکہ کے اندر مسلمانوں کو مار تے۔۔۔۔۔ اور یہ احتمال بعید نہیں ہے اور ہر وہ سالار جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والی پوزیشن میں ہو، ضرور ہی سمجھے کہ وہ (فیصلہ کن معرکے کا منصوبہ بناتے ہوئے) اس احتمال کو اپنے اندازے میں شامل رکھے۔

یہاں سے حاویم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے نکلنے اور وہاں کے دو ہزار باشندوں کو فوج میں اپنے ساتھ لے جانے کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ ایک دانشمندانہ منصوبہ تھا جس نے اُن اعلان اسلام کرنے والے شکیلوں کی بار سے جن کے دلوں میں ابھی تک اسلام داخل نہیں ہوا تھا کی آپ کی پشت کو محفوظ کر لیا، مثلاً وہ لشکر جس نے حنین میں مرحلہ اولی مسلمانوں کی ہزیمت سے خوش ہو کر یہ بات کہی کہ

جہاد و بیکار ہو گیا ہے اور شکست ہمدرنگ ختم نہ ہوگی۔

بلکہ اہل مکہ میں سے کئی لوگ اپنے مشرک پر قائم رہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام میں داخل ہونے کے بارے میں مجبور نہیں کیا بلکہ انہیں آزادی دیدی جیسے صفوان بن امیہ وغیرہ۔ اور یہ بات قائل کے احتمال کو منکد کرتی ہے کہ

جب مکہ میں ہوازن اور حبش نبوی کے درمیان مورکہ آرائی ہوتی تو اہل مکہ ہوازن کے ساتھ شامل ہو جاتے اس لئے (عسکری نقطہ نگاہ سے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی فوج کے ساتھ مکہ سے نکلنا اور ہوازنی فوجوں کے ساتھ مکہ سے دور چٹیل میدان میں مقابلہ کرنا عین حکمت اور سیاسی حیانتی

قرار پانا ہے، آپ نے (جوانوں سے مقابلہ کے لئے نکلنے وقت) مکہ میں غلاب بن ہبید کی کمان میں حفظہ امن و نظام کے لئے ایک چھوٹے سے دستے کے سوا کچھ باقی نہ چھوڑا اور جس دستے کو آپ نے چھوڑا وہ حفظہ نظام اور قرضہ اختیار کرنے والے اور امن کو برباد کرنے والے کسی بھی شخص کی سرکوبی کے لئے کافی تھا۔ غصہ صفا اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے حبش نبوی کے تقدس و اہمیت پر قابض ہو جانے کے بعد عوام قریش کے دلوں کو حسرت اور رعب سے بھر دیا تھا۔

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں سے مقابلے کے لئے مکہ سے باہر جانے کا فیصلہ کر لیا تو آپ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
مشرکین سے عداوت بھڑک اٹھنا

اپنی فوج کے ضروری سامان جنگ کا جائزہ لینے لگ گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ اس سامان میں کمی پائی جاتی ہے جس کی تکمیل ضروری ہے تاکہ آپ کی فوج کا ہتھیار بندی مکمل ہو جائے، کیونکہ فیصلہ کن معرکہ میں جس میں اسلام نہ مسلمانوں کے انجام کا فیصلہ ہونا ہو، اس سے یہ بات مقدم ہے اور آپ کا دشمن اللہ کے لہانہ سے زیادہ اور بہتر ہتھیاروں کا حامل تھا امن لئے آپ نے اس جنگی سامان کے سرچشمے کے متعلق غور کیا جس سے آپ اپنی فوج کی مکمل ہتھیار بندی کر سکیں۔

صفوان بن امیہ مکہ کے ہشے لیٹروں اور سرمایہ داروں میں سے تھا اور ہتھیاروں کا مشہور ترین تاجر تھا اور باوجودیکہ مسلمان مکہ پر قابض ہو چکے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسے امان دی جا چکی تھی وہ اپنے شرک پر قائم تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے

فتح یاب ہو کر واپس آئے تو وہ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو گیا۔
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیاروں کے سرچشمے کے متعلق تحقیق
 کی تاکہ اس کے ذریعہ اپنی فوج کو ضروری اسلحہ ہتھیار ہم پہنچائیں تو آپ نے
 مکہ میں فقط دو سرچشمے پائے اور آپ نے آئندہ جو نئے واسطے فیصلہ کن محرمہ
 کے لئے ان دونوں سے ضروری ہتھیار حاصل کئے اور یہ دو سرچشمے
 آپ کا عمر او نوفل بن الحارث اور صفوان بن اُمیہ تھے۔

اور صفوان بن اُمیہ (معمرہ خنین تک) مکہ میں تھا، رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی کہ انھیں ہوازن کے ساتھ فیصلہ
 کن محرمہ میں شامل ہونے سے پہلے ہتھیاروں کی ضرورت ہے اور
 آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو ہتھیاروں کی مدد سے ...
 آپ نے فرمایا:

”اے ابواُمیہ ہمیں اپنے ہتھیار عاریتہ دیں ورنہ ہم ان سے
 اپنے دشمن سے مقابلہ کریں گے“

صفوان نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ غاصبانہ طور
 پر ہتھیار لیں گے؟ آپ نے فرمایا، جبکہ عاریتہ لیں گے اور ان کی واپسی
 کے ذمہ دار ہوں گے، اس نے کہا اس میں کوئی حرج کی بات نہیں،
 پس اس نے آپ کو تلواریں اور کافہ ہتھیار (تواریں اور نیزے) دیے
 اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان سے مطالبہ کیا کہ وہ ہتھیار
 کو معمرہ کے مقام تک پہنچائے، آپ نے فرمایا:

”ان کے اٹھانے میں ہمیں کفایت کرو“

پس صفوان انھیں اپنے اونٹوں پر لا کر اوطاس کے گیا اور انھیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشیر و کردار ، اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب (یہ بھی ہتھیاروں کے بڑے تاجروں میں سے تھا) نے متحرک حنین میں تین ہزار نیزوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور یوم حنین کے بعد حبشہ اسلامی نے نوفل بن الحارث کے نیزوں سے بڑا فائدہ اٹھایا اور اس بات کی گواہی خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ۔ آپ نے نوفل سے فرمایا ،

”میں تیرے نیزوں کو مشرکین کی پشتوں کو توڑنے دیکھ رہا ہوں“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو بندر قوت ختم کیا تھا اور آپ کی استطاعت میں تھا — مکہ کے اطاعت کر لینے کے	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ سے مال قرض لینا
---	---

بعد — کہ آپ (غالب فاتح کی طرح) مکہ کے مغلوں میں سے جو مالی اور ہتھیار چاہتے تھے لے لیتے ۔

بادجو دیکھ جسوی دستور اس بات کے مقتضی ہیں کہ فاتح ، شکست خوردہ دشمن کے ہیڈ کوارٹر سے تمام ہتھیار قبضہ میں کر سکتا ہے مگر فاتح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی ہتھیاروں پر قبضہ کیا جنہیں بعض قریشی دستہ جنہوں نے ابوسفیان کے حکم کی نافرمانی کی تھی اور حبشہ نبوی کے مکہ میں داخلہ کے وقت اس کا مقابلہ کر کے شکست کھائی تھی گلیوں میں پھینک گئے تھے ۔

اور مکہ کے گھروں میں جو ہتھیار جمع تھے خواہ وہ تجارت کے لئے تھے یا فاحش استعمال کے لئے تھے ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی چیز کے لینے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی فاتح حبشہ اسلامی کی جانب سے

شکست خوردہ قریشیوں کے کسی گھر میں ہتھیار، دل کی تلوار کے لئے داخل ہو کر انھیں حاصل کرنے کی کوئی کارروائی ہوئی ہے۔

درہم معلوم کر چکے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ اسی سے کس طرح عاریۃ ہتھیار لئے (اور وہ مکہ کے عظیم مشرک لیڈروں میں سے تھا) اور جب صفوان نے آپ سے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ عسبانہ طور پر ہتھیار لیں گے؟ تو آپ نے فرمایا، بلکہ عاریۃ لیں گے، اور ان کی واپسی کے ذمہ دار ہوں گے۔

اسی طرح اموال کا معاملہ ہوا، جس وقت جیش نبوی نے مکہ پر قبضہ کیا اُس وقت اُسے مال کی شدید حاجت تھی اور باوجود اس حالت کے اور باوجود ایک فائنچ فروج ہونے کے، جو اس وقت کے لحاظ سے بلا دُرب کے سب سے بڑے شہر پر قابض تھی، یہ فوج (اپنے سالار اعلیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق) ایک درہم یا اہل مکہ کے اموال میں سے جبر و قوت کے ساتھ کسی ایک چیز کے لینے سے بھی رُک کر رہی۔

اور فائنچ سالار رسول نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ جب آپ نے دیکھا کہ آپ کے بعض سپاہیوں کو فقر و فاقہ اور تنگدستی نے آیا ہے تو آپ نے مفتوحہ مکہ کے سرمایہ داروں سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو اپنے اموال میں سے کچھ قرضہ دیں تاکہ آپ اس سے فوج کے بعض سپاہیوں کی تنگی کو ہٹا کر سکیں، جو آپ کے اصحاب میں شامل تھے اور جب وہ اس کی ادائیگی کی سکت پائیں گے تو انھیں واپس کر دیں گے، پس مکہ کے سرمایہ داروں نے آپ کو ڈیڑھ لاکھ درہم قرض دیا، جسے آپ نے سرکارِ منین کے بعد شکر یہ کے ساتھ انھیں واپس کر دیا، اور یہ کارروائی فائنچ سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خلق ہے جس کو

شرف و پاکیزگی، پاکدامنی اور عسکر کی شہرت اور رسول انصاف کے لحاظ سے دنیا کے سالاروں میں سے کوئی ایک سالار بھی ترجیح تک نہیں دیتے سکا۔ حالانکہ یہ بات آپ کے سپس میں تھی کہ اپنے لیچر و دشمن پر غالب فاتح کی طرح کہ آپ ان اہل مکہ سے ہمنوں تھے آپ اور آپ کی دعوت کے خاتمہ کے لئے ہر پہلے کو آزما دیا تھا، چڑا اور مطالبے کے طریق پر جو مال بھی چاہتے، لے لیتے، مگر آپ نے ایسی کوئی بات نہیں کی، لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں، کیونکہ آپ بشریت کی آزادی کے لئے تشریف لائے تھے آسمان دیا نے اور زمین کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے سال پیغام بھیجا اور عبداللہ بن ربیعہ سے چالیس ہزار درہم قرض لیا تو اس نے آپ کو قرض دینا اور حبیب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہوازی پر فتح دی اور ان کے اموال آپ کو قیمت میں دیکھے تو آپ نے یہ درہم واپس کر دیئے اور فرمایا، قرض کی جزا شکر یہ ہے۔ نیز فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے مال و اولاد میں برکت دے اور واقعی نے ایک اور مقام پر بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حویطب بن عبد العزیٰ سے چالیس ہزار درہم اور صفوان بن امیہ سے پچاس ہزار درہم قرضہ لیا اور انھیں اپنے گزروں معاہدہ میں تقسیم کر دیا۔

مکہ سے حنین کی طرف حبش نبوی کے مارچ کرنے کی تاریخ | مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد پندرہ روز قیام کیا، پھر آپ نے اپنی فوج کے ساتھ، مشواں مشہور کو حنین کی طرف مارچ کیا اور اسی ماں کے نام، رمضان میں مکہ فتح ہوا تھا،

واقعی اپنے معافی میں بیان کرتا ہے :

”مصدقین کہتے ہیں کہ مکہ ۲۰ رمضان کو جمعہ کے روز فتح ہوا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں پندرہ راتیں قیام کیا ، آپ دو رات نماز پڑھتے تھے پھر آپ ہفتہ کے روز جبکہ شوال کے چھ دن گزر چکے تھے حنین کو چلے گئے بلکہ

اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۳ رمضان کو سکھ فتح ہوا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ٹھہر کر سترہ دن قصر نماز پڑھتے رہے۔“

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج

مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب

کو ہتھیار بند کرنے اور اسے اکٹھا کرنے کا کام مکمل کر لیا اور مکہ سے مارچ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو آپ نے ایک قرآن جاری کیا جس کے بموجب قریش کے صادق الاسلام جو انوں میں سے ایک کو مکہ کا امیر مقرر کیا تاکہ وہ آپ کی زیر حاضری میں اس کے معاملات کا انتظام کرے اور جس نوجوان کو حضور علیہ السلام نے اپنے منکر پر امیر مقرر کیا اس کا نام عتاب بن اسید تھا اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

۱۔ سناری الواقعی جلد ۲ ص ۸۸۹ ، سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۵۵۵ تاریخ حبشی جلد ۲ ص ۹۸۵ ۲۔ دیکھئے معاری الواقعی جلد ۲ ص ۸۸۹

۳۔ عتاب بن اسید بن ابی الصیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی اور بعض کا قول ہے کہ ابو محمد تھی ، یہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے ، تہولیت اسلام کے وقت نوجوان تھے اور ان کی عمر ۲۵ سال سے زیادہ نہ تھی ، بہت اچھے مسلمان تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اعلیٰ کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

ایک انتظامی دستور تھا کہ جب آپ مدینہ کو چھوڑے تو اپنے مدینہ واپس آنے تک اس پر اپنا ایک نائب امیر مقرر کرتے اور حضرت عتاب بن اسید حنین سے واپسی کے بعد اور مکہ چھوڑ کر مدینہ واپس جانے تک بھی مکہ کے امیر رہے بلکہ حضرت عتاب رسول کریم ﷺ علیہ السلام کی وفات تک مکہ کے امیر رہے اور آپ ہی نے (سہیل بن عمرو کے اشتراک سے) ابن لُحی کو دھمکا یا کہ اگر انہوں نے اسلام سے ارتداد اختیار کیا تو انہیں قتل کر دیا جائے گا، ورنہ اس وقت کی بات ہے جب اکثر عرب مرتد ہو گئے تھے اور مکہ میں یہ فوجیں پھیلی ہوئی تھیں کہ مکہ کے کچھ بھائیوں نے اسلام سے خروج کرنے کے بارے میں غور و فکر کر رہے ہیں۔ پس سہیل بن عمرو نے منبر پر چڑھ کر فرمایا،

”اے اہل مکہ! تم بیگ اسلام نہ آنے کے لحاظ سے آخری دور

ارتداد اختیار کرنے کے لحاظ سے پہلے آدمی نہ بنو۔“

اور حضرت عتاب بن اسید نے فرمایا،

”جو شخص مسجد میں نماز میں حاضر ہونے سے پیچھے رہا ہم اسے قتل کر دیں گے۔“

(اھیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۸) اور دیگر سادات مکہ پر انہیں مقدم کیا کیونکہ آپ نے ان میں دینی مشائخ اور جنگی عزم کا مشاہدہ کیا تھا، حضور نے انہیں سبک آپ حنین میں شریک کے مقابلے کے لئے گئے تھے، مگر یہاں پر حضرت ابو بکرؓ نے بھی اپنی وفات تک انہیں برقرار رکھا، پھر مکہ کے امیر رہے اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی اپنی وفات تک انہیں برقرار رکھا، ابن الاثیرؒ اسد الغابہ میں بیان کرتے ہیں کہ عتاب، دانشمند، صلح اور فاضل آدمی تھا۔ عتاب وہ ہیں جنہوں نے مشرکین و منافقین کے ساتھ لڑا اور مشرکین نے اپنے شرکاء و طریقہ پر لڑا، یہ صفت عتاب کی وفات اس وقت آئی جب خلیفہ اولیٰ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وفات پائی

حنین کا طعنے مارا جی کر نبوی فوج کی تعداد اور جب سال

علیہ السلام نے مکہ میں اپنی فوج کے اکٹھے اہاس کی تیاری کو مکمل کر لیا تو اس کے ساتھ حنین کی طرف مارچ کر گئے جس کے متعلق ہوازن نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فیصلہ کن معرکہ کا مقام ہو اور حنین کی طرف مارچ کرنے والی نبوی فوج کی تعداد بارہ ہزار جانباڑوں پر مشتمل تھی جن میں دس ہزار جانباڑ اپنی مدینہ اور قبائل عرب کے مختلف عناصر کے تھے جنہوں نے نئے نئے مکہ میں حصہ لیا تھا اور دو ہزار اپنی مکہ میں سے فوج کے بڑے مسلمان ہونے والے لوگ تھے۔ اور ان میں کچھ وہ لوگ بھی تھے جو معرکہ کے اختتام تک اپنے مشرک پر قائم تھے (جیسے صفوان بن امیہ) اور اہل مکہ میں سے بعض ایسے لوگ بھی جنہیں نبوی میں شامل تھے جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ جب مسلمانوں کو فتح ہو تو وہ غنیمت میں شریک ہوں اور جب معرکہ میں ناکامی ہو تو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے اپنے دل کو ٹھنڈا کریں بلکہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے کہ جب جنگ کے پہلے مرحلہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو وہ صفوان بن امیہ کو جو ابھی تک مشرک تھا خوشخبری دینے کے لئے آئے تو صفوان نے انہیں ٹانھا اور بتایا کہ وہ ہوازن کے کسی آدمی کی حکومت کی بجائے اپنے اوپر فزیش کے کسی آدمی کی سرکاری کو ترجیح دیتا ہے۔

واقعہ یہ بیان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے آدمی نکلے اور ان میں کسی نے قرض کے سوا کوئی چیز نہ چھوڑی وہ سوار اور

مذاہدہ حالت میں دیکھتے تھے کہ فتح کبھی ہوتی ہے اور وہ خاتم عالمی کر تے ہیں۔
وہ جو صلہ اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے جنگ کو ناپسند کرتے تھے اور یہ
سنیان بن حرب بھی لشکر کے پیچھے پیچھے تھے اور حیب وہ کسی گہری چوٹی تھی
یا تیرے یا حضرت نیکرم میں صلہ اللہ علیہ وسلم کے مسلمان کے پاس سے گزرنا تو
اُسے اُٹھالیتا، حالانکہ تیس دن کے ترکش میں موجود تھے یہاں تک کہ اُس
نے اپنے اونٹ کو گراں بار کر دیا اور صفوان بن اُسیہ بھی نکلا اور وہ اسلام
نہیں لایا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ مدت میں تھا یہیں
دو لوگوں کے پیچھے مضطرب ہو گیا اور حکیم بن حرم، حوطب بن عبد العزی
سمیل بن عمرو، الوصفیان بن حرب، حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی
ربیعہ بھی اس کے ساتھ تھے اور دیکھ رہے تھے کہ کسے فتح ہوتی ہے وہ
لوگوں کے پیچھے مضطرب ہو گئے اور لوگ جنگ کر رہے تھے۔ پس صفوان
بن اُسیہ کے پاس سے ایک آدمی گزرا اور کہنے لگا،

”اے ابو وہب مبارک ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے
اصحاب شکست کھا گئے ہیں۔“

توصفوان نے اُسے کہا،

”اگر میں محکوم ہوا تو مجھے ہمازن کے حاکم کی بجائے قریش کا
حاکم زیادہ محبوب ہے۔“

فتح مکہ کے بعد، معنوی اور عسکری
نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کی طاقت

خود پسندی کے عواقب کا ضل

میں امت نافذ ہو گیا۔۔۔ معنوی نقطہ نگاہ سے مکہ اسلامی فوج کے قبضہ
میں آجانے کے بعد جزیرہ نما عرب پر اسلام کا اقتدار، مطلق اقتدار کی

کی طرح ہو گیا کیونکہ مکہ کو تمام جزیرہ کا دار الخلافہ سمجھا جاتا تھا اس لئے کہ وہ عربوں کے درمیان نظریاتی اختلافات کے باوجود ایک دینی مرکز تھا۔ اور عسکری نقطہ نگاہ سے فتح مکہ کے بعد اسلام کے لئے ایک جنگی فوج جمع ہو گئی تھی جس جیسی فوج جب سے کہ اس دین کا سورج طلوع ہوا تھا اسلام کے جھنڈے تلے نہیں آئی تھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں بارہ ہزار جانباڑوں سے نہ حنین کی طرف مایچ کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قبل ازیں اثنی تعداد کبھی بھی مسلمانوں کے لئے جمع نہیں ہوئی اور یہ کثرت، اس فوج کی کثرت تھی، جس جیسی کثرت قبل ازیں مسلمانوں نے اپنی عسکری تاریخ میں نہیں دیکھی تھی، اور یہ کثرت جیش نبوی کے بعض محاسب قبائل کے لئے خود پسندی کا باعث بن گئی اور بعض کے نزدیک یہ خود پسندی فریب کی حد تک پہنچ گئی، اور فریب کا پہلا اثر دشمن کو حقیر سمجھنا ہوتا ہے اور جنگ کی حالت میں دشمن کو حقیر سمجھنے کا سب سے خطرناک ثمر، دشمن کے مقابلے میں ضروری احتیاطوں کے اختیار کرنے میں تباہی کرنا ہوتا ہے اور تساہل اور احتیاط نہ کرنا بعد ازاں، شش کثرت اور اختصار تک پہنچاتا ہے جس کی تساہل کرنے والے اور خود پسندی کرنے والے فوج بھی نہیں کر سکتے۔ اور جیش نبوی کی صفوں میں عملاً یہی کچھ ہوا اور اپنی کثرت پر تارنے اُسے اس یقین تک پہنچا دیا کہ ہوازن پر اس کا غالب آنا ایک ایسا امر ہے جو تمام ہر چکا ہے اور اس خیال نے ہوازن اور ان کی خوشخوار، تجربہ کار اور منظم افواج کو حقیر سمجھنے تک پہنچایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو حنین میں شکست ہو گئی اور اگر اللہ تعالیٰ سالار اعلیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی چھوٹی سی جماعت

کو ثبات نہ بخشا، جو بڑی شکست کی گھڑی میں ثابت قدم رہی تو فریب تھا کہ یہ شکست ہلک اور تباہ کن صورت اختیار کر جائی، اس امر نے شکست خوردہ مسلمانوں کی تنظیم کو دوبارہ قائم کر دیا جسے انہوں نے پہلے حملے کے وقت کھو دیا تھا جب فجر کی تاریکی میں ہوازن کے گھائی گھاٹیوں میں سے ان پر ٹوٹ پڑے تھے جنہیں ان کے نوجوان سالا راہر شجاع بادشاہ مالک بن حوت نے یہاں تک نظم و مرتب کیا ہوا تھا۔

پس پہلے حملے کے وقت حبیب اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے آزما دیا تو اس کے بعد جنگ کا ترازو جیش نبوی کے حق میں ہو گیا اور وہ شکست جس نے جیشِ اسلامی کی جمعیت کو پریشان کر دیا (حتیٰ کہ بعض شکست خوردہ مکہ کے قریب پہنچ گئے) اس سے جنگ کا ترازو تباہ کن فتح تک پہنچ گیا جو مسد بنی نقطہ نگاہ سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی کامیابی تھی جسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ان زبردست شد خواہ جنگجو افواج پر نظر کرتے ہوئے جن سے داد کی حنین میں آپ کا تصادم ہوا تھا حد نبوی کے کسی معرکہ میں حاصل کیا تھا، کیونکہ ہوازن کی افواج جیش ہزار جانباڑوں سے کم نہ تھیں جبکہ جیشِ اسلامی بارہ ہزار جانباڑوں سے زیادہ نہ تھا۔

فوج کی کثرت پر ناز کرنے کی بات | کچھ ایسی باتیں کیں جو اس فوج کی کثرت پر غرور ناز اور فریب کی آئینہ دار تھیں، اور کثرت پر ناز کرنے کے نتیجہ میں بعض دلوں میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں غفلت پیدا ہو گئی پس اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے سزا دی۔

اور کتب تفسیر سیرۃ النبیؐ میں بیان ہوا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے (خود پسندی کے لہجہ میں) کہا،
 ”اگر ہم بنی شیبان سے مقابلہ کرتے تو وہ ہم پر غرزد کرتے اور شہر کو کوئی
 فتنہ کی وجہ سے ہم پر غالب آتا۔“
 بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا،

”یا رسول اللہ! فتنہ کی وجہ سے آپ ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔“
 خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کی کثرت نے انھیں اس حد تک خود پسند
 بنادیا کہ ان میں سے بعض کے دلوں میں فریب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے
 جنگ کے پہلے مرحلہ میں انھیں شکست ہو گئی اور اس حقیقت کو کمال غم
 کے ساتھ قرآن کریم نے بیان کیا ہے،
 اِنَّهُمْ سَالُوا قُرْآنًا ۚ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

.....
 اِنَّهُمْ سَالُوا قُرْآنًا ۚ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ: تحقیق اللہ نے بہت سے جنگ کے میدانوں میں تھاری مدد کی اور حنین کے روز بھی جب تمہیں تھاری کثرت نے خود پسند بنا دیا تھا پس وہ کثرت تمہارے کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین پر اپنی سکینت نازل کی اور ایسے لشکر آتارے جنہیں تم نے نہ دیکھا اور کفار کو غلاب دیا اور یہ کفار کی جڑا سوچ، پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

علامہ سید قطب اپنی کتاب ”فی ظلال القرآن“ میں بیان کرتے ہیں۔
 ”پھر یاد دہانی سے جذبات کو چھوڑا اور اس واقعہ کا ایک پہلو پیش کیا جسے مسلمانوں نے جبکہ وہ حنین کے قریب تھے زندہ رکھا ہوا تھا جس روز تعداد اور سامان کی کثرت سے متاثر ہو کر جبکہ وقت کے لئے مسلمانوں کے دل خدا تعالیٰ سے غافل ہو گئے تھے تاکہ مومنین سمجھ لیں کہ بعض خدا کے لئے جدوجہد کرنا اور اس سے بچتے تعلق رکھنا ہی فتح کا وہ سامان ہے جو انھیں اس وقت بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا جب انھیں تعداد اور سامان کی کثرت بے یار و مددگار چھوڑ دے گی۔ نیز جس وقت اولاد، مال اور بھائی انھیں چھوڑ دیں گے۔“

پھر کہتے ہیں (قرآن کریم نے مسلمانوں کے اپنی کثرت پر ناز کرنے کے جو نتائج بیان کئے ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ”نہیں معرکہ کو اس کے بڑی مشاہد اور شعوری اثرات کے مطابق دوبارہ پیش کیا کرتی ہے۔“

إِذَا أَحْبَبْتَ قَوْمًا

فَصَدُّوا عَنْهُمْ

پس کثرت پر نماز کرنے کے اثر سے روحانی شکست کے نزالہ تک اس قدر شک دلی پیدا ہوئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ساری زمین جس شکست، پشت دیکر بھاگ جانے اور بڑیوں کے بل پھر جانے تک ان پر تھی اور سختی کر رہی ہے (مَنْ هَذَا الَّذِي يَكْفُرُ بِمَا كُنَّا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ مِنْ نَبَاٍ وَعَلَىٰ أَعْنَاقِهِمْ مِنْ غَلَاظِ الْمَوْتِ يَوْمَئِذٍ) گویا سکینٹ ایک چادر تھی جو نازل ہو کر پریشان دلوں کو ثبات اور معرکہ سے جذبہات کو سکون، بشر رہی تھی (وَأَنزَلْنَاهُ لَكُمْ كِتَابًا تَقْرَوْنَهَا) پس ان کی کیفیت و ماہیت معلوم نہیں ہو سکتی۔ — وَبِأَنفُسِهِمْ يَفْتَنُونَ كَذِبًا لَّئِي لَّا تَهْتَبُوا — وَبِأَنفُسِهِمْ يَفْتَنُونَ اور اس نے قتل و قید اور سلب و ہریت سے کفار کو سزا دی اور یہی کفار کی جہنم ہے۔

جاہلیت کا یقینہ اثر ذات انوار کا مطالعہ | جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی خروج کے ساتھ مکہ سے ۱۲ شوال سنہ ۸ھ کو ہوازن کے مقابلہ کے لئے حنین کی جانب مارچ کیا تھا اور آپ کی فوج میں یارہ ہزار جاہل تھے۔ — جن میں دو ہزار اہل مکہ کے حدیث الاسلام تھے اور ان میں سے بہت سے آدمی کلیتہً جاہلیت کے معتقدات سے الگ نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے دلوں میں ابھی تک بت پرستی کے تصورات کے اثرات واضح تھے کیونکہ ان کے مشرک و بت پرستی کا زہلہ قریب ہی تھا۔

اور ان اثرات کی ایک بات یہ ہے کہ جیش نبوی میں سے کچھ لوگوں نے جو حدیث الاسلام تھے اور ابھی تک انہوں نے اسلام کی پوری تعلیم حاصل نہیں کی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے ایک مطالبہ کو پورا کریں۔ اور اس کا پورا کرنا عین مشرک اور بت پرستی تھا۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ مکہ اور حنین کے درمیان پہنچ کر رہے تھے تو فوج ایک بہت بڑے سرسبز درخت کے پاس سے گزری جس کی قریش اور دیگر عرب تعظیم کیا کرتے تھے، اس درخت کو ذات انواط کہا جاتا تھا، اور اس موقع پر (جب انہوں نے مذکورہ درخت کو دیکھا) ان میں سے بعض نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ان کے لئے اس درخت کی طرح ایک درخت مقرر کر دیں اور وہ اس کی اسی طرح تعظیم کریں گے جیسے مشرکین ذات انواط کی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برا سنا تے ہوئے فرمایا، اللہ اکبر اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے بھی وہی بات کہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ

رَاجِعْ لَنَا إِلَهُكَ كَمَا آتَيْنَاكَ إِلَهُهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقَوْمٌ غَضُوبٌ

ہمارے لئے بھی ان کے معبودوں کی طرح معبود بنادو فرمایا بلا شکیں تم جاہل قوم ہو۔ یہ وہ طریقے ہیں اور تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے۔

ایہ اسحاق بیان کرتا ہے اور مجھے ابن شہاب زہری نے سننا اور ابن مسلمان الدولی سے بتایا ہے اور اس نے ابو واقد اللیثی سے روایت کی ہے کہ حارث بن مالک نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کی طرف گئے اور ہم نے نیا نیا جاہلیت کو چھوڑا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ حنین کی طرف گئے اور قریش کے کفار اور دیگر عربوں کے لئے ایک بہت بڑا سرسبز درخت تھا جسے ذات انواط کہا جاتا تھا وہ ہر سال اس کے پاس آتے تھے وہ اس پر اپنے ہتھیار ڈکاتے تھے اور اس کے پاس

قریبانیاں کرتے تھے اور ایک دن اُسکے پاس ٹھہر گئے تھے وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے ہوئے ایک بہت بڑی سرسبزیری دیکھی آپس ہم نے راستے کے گوشوں سے آواز دی، یا رسول اللہ! ہمارے لئے بھی ایک ذات انوار مقرر کر دیجئے جیسا کہ اللہ کے لئے ذات انوار ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اکبر، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے بھی وہی بات کہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ کو کہی تھی کہ

اجعل لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَبْهَلُونَ

یہ وہ طریقے ہیں اور تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے لے اور حکمران کی ایک حمایت میں جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے بیان ہوا ہے دو کھتے ہیں کہ ذات انوار ایک بہت بڑا درخت تھا اور اہل جاہلیت اس کے پاس قریبانیاں کرتے تھے اور ایک روز اس کے پاس ٹھہر کر رہ گئے تھے اور ان میں سے جو اس کا قصد کرتا اپنی چادر اس کے پاس رکھ دیتا اور اس کی تعظیم کی خاطر چادر کے بغیر اس کے پاس جاتا پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف جاتے ہوئے اُسکے پاس سے گزئے تو آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے کہا جن میں عازر بن مالک بھی شامل تھا، یا رسول اللہ! ہمارے لئے سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۸۸-۸۹ ع ۵۷ عازر بن مالک قیس بن عوذ بن جابر بن عبد مناف بن شعیب الکنافی البکری الطیسی جو ابن ابرہہ کے نام سے مشہور ہے، ابن ابرہہ کا بیان ہے کہ وہ حجازی ہے جو مکہ میں مقیم ہو گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ کوفہ میں اتر آیا اور بہت سے تابعین نے اس سے حدیث کی روایت کی ہے جن میں حمید بن جریج اور شعبی شامل ہیں اور اس سے شعبی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرائض اُٹھاتے دیکھے کہ وہ نماز میں کھڑے

لئے بھی ایک ذات انواط مقرر کرو چئے جیسا کہ ان کے لئے ذات انواط ہے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اللہ اکبر کہا، ان فرمایا،
 ”یہی کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا“

ہر جنگ میں (اور
 خصوصاً ان قدیم
 جنگوں میں جنہیں سلاطین
 حنین کی طرف جاتے ہوئے رسول کریم
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دھوکے سے قتل کرنا کی کوشش

فوج کا قتل اس کی فوج کی شکست کا بڑا سبب بن جاتا تھا) دونوں فوجیں اس
 فوج کے سلاطین سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں سوچتی ہیں جس کے ساتھ ٹکرم تھا
 ہونے کا فیصلہ ہو جانا ہے تاکہ وہ اس کے قتل سے اس کے سپاہیوں کے جوصلے
 کو کمزور کر دے اور یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ ہوازن کے بادشاہ اور اسکی فوجوں
 کے سالار عام نے اس بارے میں بھی سوچا ہو پس اس نے جنگ چھڑانے سے
 قبل سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا
 اور اس منصوبے کی تنفیذ کا کام اپنے ایک بااعتماد آدمی کے سپرد کیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مشرکین میں سے ایک آدمی — جس کا
 نام انھوں نے بیان نہیں کیا — چپکے سے اس مقام پر پہنچ گیا جس
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین کو جاتے ہوئے راستے میں سوتے ہوئے
 تھے اور وہ جلدی سے نبوی محافل میں بھی آگے چلا گیا اور حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا اس وقت پتہ چلا جب وہ مشرک آدمی آپ
 کے سر پر تلوار سونٹے کھڑا تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے

ہوئے تھے اور آپ کے ہتھیار آپ سے دور پڑے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس خطرناک کوشش کو ناکام بنادیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے نجات دی، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محافظوں کو آگاہ کیا تو انہوں نے مستطام مشرک کو گرفتار کر لیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع فرمایا۔

ابو بردہ بن نیاد بیان کرتا ہے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین میں سے تھا کہ

جب ہم اعطاس کے درے تھے تو ہم اترے اور ہم نے ایک عظیم درخت کو دیکھا پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نیچے اترے اور آپ نے اپنی تلوار اور ڈھال اس کے ساتھ لٹکادی، وہ بیان کرتا ہے کہ میں آپ کے قریب ترین صحابہ میں سے تھا پس مجھے آپ کی آواز نے گھیرا دیا، آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک اور میں سرعت کے ساتھ آیا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں سویا ہوا تھا کہ یہ آدمی آیا اور اس نے میری تلوار سوتی اور پھر اسے لیکر میرے سر پر گھرا ہو گیا، تو میں گھبرا گیا اور یہ کہنے لگا، اسے عمدہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے جواب دیا، اللہ، ابو بردہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنی تلوار کی طرف لپکا اور میں نے اسے محنت دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی تلوار نیام میں کرو۔ وہ بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا،

یا رسول! فتر مجھے اس دشمن خدا کو قتل کرنے دیجئے، یہ شترکین کا جاسوس ہے آپ نے مجھے فرمایا، اے ابو بردہ خاموش ہو جا، وہ بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوئی بات کہی اور نہ سزا دی وہ بیٹا کرتا ہے کہ میں فوج میں آوازیں دیتے رہا تاکہ لوگ اُسے دیکھ نہیں سکیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر ہی کوئی آدمی اُسے قتل کرنے نہ ہی میری بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے قتل سے روک دیا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما نے لگے اے ابو بردہ اس شخص کو بھول جا، وہ بیان کرتا ہے کہ میں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہٹا تو آپ نے فرمایا،

اے ابو بردہ! جب تک اللہ تعالیٰ اپنا دین تمام ادیان پر غالب نہ کر دے وہ میرا محافظ ہے

جیسا کہ ہر جنگ میں یہ عام دستور ہے کہ دشمن کے مختلف شعبوں کے متعلق مکمل معلومات حاصل کی جائیں۔

بیش نبوی کے متعلق ہوا زنی جاسوسوں کے بیانات

کہنا ایک ایسا نام ہے جسے ہر ذمہ دار سالار دشمن کے مقابلے کے لئے اپنے منصوبوں، اندازوں اور تیاریوں میں مقدم رکھتا ہے۔ اس اصول کے مطابق (جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا) جس وقت آپ نے اپنے جاسوسوں کو ہوازن کی فوج کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو ہوازن کے بادشاہ اور سالار مالک بن عوف نصر ہی نے

بھی عیسے سے کام کیا اور حبیب مسلمانوں نے وہاں کی حنین کی طرف سے سخت کر کے
 پڑاؤ کر لیا اور اُسے مکہ سے ان کے مدد پر کرنے کا حکم ہو گیا تو اسکے بعد اس
 نے اپنے فوجی جاسوسوں کو حبش نبوی کے متعلق ضروری معلومات حاصل
 کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ حبش نبوی کے متعلق اچھا اور ضروری معلومات لیکر
 یروانہ کی افواج کے سالار عام کے پاس آئیں جو ایک فیصلہ کن معرکہ کے
 دروازے پر کھڑا تھا اور میں کے نزدیک بہت پرستی کا خاتم کا کھل فیصلہ
 ہوتا تھا۔ پس مالک بن عوف نے تین جوشوں کو متغلب کیا اور انھوں نے حکم دیا
 کہ وہ مسلمانوں کی فوج کی قوت کی معلومات کے لئے جا سو یہی کی حکم کی ادائیگی
 لیں اور اس نے اس معرکہ کو پورا کرنے کے لئے ان سے انشینی جنس کا ایک
 خاص پڑاؤ بنا یا اور مالک بن عوف نے ان تینوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے
 پڑاؤ میں گھس جائیں اور اسلامی فوج کے بارے میں تمام وہ معلومات
 اسکے پاس لے کر آئیں جن کی اُسے ضرورت ہے۔

پس یہ تینوں اپنے بادشاہ اور سالار کی حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے
 اور جیسے بدل کر چکے اسے اسلامی پڑاؤ تک پہنچ کر اس میں گھس گئے اور
 کسی مسلمان کو ان کے متعلق کوئی پتہ نہ چلا اور انھوں نے اسلامی فوج کے
 متعلق وہ باتیں معلوم کیں جنہوں نے ان کے معنوی بولی کو ڈھیلہ کر دیا اور
 اور انھیں اپنے دلوں میں یقین ہو گیا کہ جس اسلامی فوج کو انھوں نے دیکھا
 اس پر کوئی شخص بھی (خواہ کوئی بھی ہو) ہرگز غالب نہیں آ سکتا۔

اس لئے وہ اپنے بادشاہ اور سالار مالک بن عوف کی طرف واپس
 آ گئے اور انھوں نے مسلمانوں کی فوج کے متعلق ویسا بیان پیش کیا جس
 نے اُسے غضبناک کر دیا اور مالک کے انشینی جنس کے پرے نے صرف

اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے سالار کو یہ جانب مشورہ بھی دیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اجتناب کرے بعد حبش نبوی سے جنگ کئے بغیر اپنی فوج کے ساتھ دیار ہوازن کو ٹوٹ جائے کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ملک نجات پاسکتا ہے اور اپنی فوج کو شکست سے بچا سکتا ہے جو لامحالہ تباہ کر دینے والی ہوگی۔

شاہ ہوازن کے انشیلی جنس کے بیڑے نے اپنا بیان پیش کیا اور جو کچھ انھوں نے سکھ اور خنین کے درمیان مسلمانوں کے پڑاؤ میں ان میں مل جل کر دیکھا اور محسوس کیا تھا اسکی بزار پر اسے مقابلہ نہ کرینیکا مشورہ دیا کیونکہ انھوں نے جو کچھ دیکھا تھا اس نے انھیں خوفزدہ کر دیا تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا۔

لیکن مالک نے اپنے انشیلی جنس بیڑے پر بزدلی کا اتہام لگایا اور ان کا اور ان کے مشوروں کا مذاق اڑایا۔ اور ایک آدمی کی ذمہ داری لگا کر کہ وہ اسے اسلامی فوج کے متعلق اطلاع دے پس وہ آدمی حالات معلوم کرنے کے لئے مسلمانوں کے پڑاؤ کی طرف گیا لیکن وہ بھی اسی شور و احساس کے ساتھ سالار مالک کی طرف واپس آیا جسے قینوں جاسوس دیکر آئے تھے اور اس نے سالار مالک کو مشورہ دیا کہ وہ مسلمانوں سے ٹھ بھڑکنے بغیر دیار ہوازن کی طرف واپس چلا جائے اور اگر اس نے مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرنے پر اصرار کیا تو اسے اور اس کی فوج کو شکست نصیب ہوگی۔

لیکن انشیلی جنس کے آدمیوں نے مسلمانوں کی فوج کے متعلق اسے جو باتیں اور مشورے دئے تھے ان پر عمل کرنے کے درمیان غرور حاصل ہو گیا اور اس نے ہر قیمت پر مسلمانوں سے جنگ کرنے پر اصرار کیا اور مقابلہ کیا، پس

اسے اور ہوائی فوج کو مری طبع شکست ہوئی جو جزیرہ عرب میں اسلام اور ملت پرستی کے درمیان آخری خونریز جنگ تھی۔

واقعہ کی بیان کرتا ہے کہ — مالک بن عوف نے ہوازن کے تین آدمیوں کو محمد صل اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی عکرائی کے لئے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ فوج میں متفرق ہو جائیں پس وہ اس کی طرف واپس آ گئے اور ان کے چور لنگ لنگ ہو چکے تھے، اس نے کہا تمہارا جڑا بڑا تمہیں کیا ہو گیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اہل گھوڑوں پر سفید آدمیوں کو دیکھا ہے، اور قسم بخدا ہم ضبط نہیں کر سکے اور ہماری وہ حالت ہوئی ہے جو تو دیکھتا ہے نیز انہوں نے اسے کہا، ہم اہل زمیں سے جنگ نہیں کر رہے بلکہ آسمان والوں سے جنگ کر رہے ہیں — اور اس کے جاسوسوں کے دل دھڑک رہے تھے، اور ہماری بات مان کر اپنی قوم کے ساتھ واپس چلا جانا اور اگر لوگوں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو ہم نے دیکھا ہے تو ان کی حالت بھی ہماری طرح ہو جائے گی۔

اس نے کہا، تم پر انہوں نے جو سب فوج سے زیادہ بڑھ چکا ہے اسے انہیں خوف کے باعث اپنے ہاں قید کر دیا کہ کہیں فوج میں رعب نہ پھیل جائے اور کہنے لگا مجھے کوئی بہادر آدمی بتاؤ، پس وہ گیا پھر وہ اسکے پاس واپس لوٹ آیا اور اسکی بھی وہی حالت ہو گئی جو اس سے پہلے آدمیوں کی ہوئی تھی، اس نے پوچھا تو نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے اہل گھوڑوں پر سفید آدمیوں کو دیکھا ہے جن پر نظر نہیں پڑ سکتی، اور خدا کی قسم میں ضبط نہیں کر سکا، اور میری وہ حالت ہوئی ہے جو تو دیکھ رہا ہے مگر شبانے بھی آئے اسکے اماد سے سے روکا

نبوی انشلی جنس ہوازن فی فوج میں

آئے جسے مالک بن عوف نے ہوازن فی فوج کا پڑاؤ بنایا ہوا تھا تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کو ہوازن کے پڑاؤ کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس فوج کے متعلق ضروری معلومات کو اکٹھا کرے اور ممکن ہو تک اس کے حالات معلوم کرے، اور نبوی عربی انشلی جنس کا آدمی چلا گیا اور بیس بدل کر ہوازن کے پڑاؤ میں داخل ہو گیا جہاں جنس میں وہ پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور اس کی تمام فوج میں گھوما، یہاں تک کہ وہ پڑاؤ میں ہوازن کی کمان کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا اور اس نے ان باتیں کو سنا جو شاہ ہوازن اور ان کے ساتھیوں کے بقیہ سرداروں کے درمیان جنگ کے بارے میں اور مسلمانوں کے متعلق ہو رہی تھیں، بلکہ نبوی انشلی جنس کے آدمی نے اس منصوبے کی بھی مکمل تفصیل حاصل کر لیں جسے ہوازن کے سالار ابد بادشاہ نے محرکہ کے لئے تیار کیا ہوا تھا اور اس نے ویش نبوی سے جنگ کر نے والی فوج کی ٹھیک تعداد بھی معلوم کر لی جس کی کمان مالک بن عوف کر رہا تھا اور نبوی انشلی جنس کا یہ آدمی، عبد اللہ بن ابی حذافہ انشلی تھا جس نے مالک بن عوف کو (کمان کے عہد میں) ہوازن کے لئے حملے کا منصوبہ بناتے اہل ان کے سامنے مسلمانوں کی حالت کو کتر بتانے اور اپنی فوج کے سالاروں کے سرداروں کو بلانے کے لئے سنا کہ اسکے پاس ہوازن کے بیس ہزار جانباؤ موجود ہیں اور بلا شبہ انہیں مسلمانوں پر ظہر حاصل ہو گا اس لئے کہ مسلمانوں نے — اے جنگ خیال کے مطابق — اپنی تمام جنگوں میں صرف ان لوگوں سے جنگ کی ہے جنہیں جنگ کا کوئی علم نہ تھا اور (مالک کے خیال کے مطابق) ہوازن

ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بتائیں گے کہ جنگ کیسے ہوتی ہے اور ابن ابی حدرد نے مالک بن عوف کو اپنی کمان کے ہیڈ کو اڑ میں ہوازن کے زعمار اور قاضین کو کچھ ششما کہ

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہاب سے پہلے کبھی جنگ نہیں کی، وہ ایسے

نا تجربہ کاروں سے جنگ کرتے رہے ہیں جنہیں جنگ کا کوئی

علم نہ تھا اور ان پر فتح پاتے رہے ہیں۔“

یہ عروہ فیصلہ کنی معرکے کا منصوبہ بنانے میں لگ گیا اور کہنے لگا،

”جب سحر ہو تو تم اپنے پیچھے اپنے نویشیوں، عورتوں اور بچوں

کی صف بناؤ، پھر اپنی صفیں بناؤ، پھر تمہاری طرف سے حملہ ہو۔“

پھر اس نے انھیں اس طریقے کے اپنانے کی دعوت دی جس سے وہ جنگ

مشبک حرکتی، جاں سپاری، در عدم واپسی پر قادر ہو سکیں گے، اور وہ طریقہ

تلواروں کی نیاموں کو توڑ کر ایک طرف پھینک دینا تھا۔ اور اسے انھیں کہا

کہ وہ پہلے حملہ کریں، کیونکہ فتح ————— اس کے بقول ————— پہلے حملہ کرنے والے

کے لئے ہوتی ہے، اس نے کہا پھر تمہاری طرف سے حملہ ہو اور تم اپنی تلواروں

کی نیام توڑ دو اور تم سے میں ہزار شکستہ نیام تلواروں کے ساتھ ملو اور

یکبارگی حملہ کر دو اور کچھ لوگ پہلے حملہ کرنے والے کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

اور جب جبہ اشدر بن ابی حدرد نے ہوازن اور ان کے حربی منصوبوں

کے متعلق یہ اہم معلومات حاصل کر لیں تو اس کے بعد بغیر اسکے دشمن کے کسی

آدمی کو اسکے متعلق کچھ معلوم ہو وہ ان کے پڑاؤ سے چپکے سے چلا آیا اور جب

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان کے ہیڈ کو اڑ میں پہنچا تو اسے دشمن

کے پڑاؤ میں جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اسکے متعلق آپ کے سامنے مفصل بیان کر دیا۔^۱

سہمی بن حلیف کا بیان ہے کہ غزوہ ہوازن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور آپ جلد جلد چلے، یہاں تک کہ آپ کے پاس ایک ۷۰ میٹر لمبے لنگا یا رسول اللہ! مسلمان آپ کے پیچھے سے متفرق ہو گئے ہیں اسکا مفقود یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج نے اپنی تنظیم کو کھو دیا ہے۔ اصل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور آپ نے انھیں ناز عرصہ بڑھائی اور لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ نے انھیں حکم دیا نو دھ اتر پڑے۔ اور ایک اور شخص اور جسے انھوں نے خبریں حاصل کرنے کا مکلف کیا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان کے سپرد تو اڑھیں آیا اور اس نے اپنی رویت کے مطابق دشمن کی فوجوں کی پوزیشن کے متعلق ایک دوسرے بیان دیا۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ! میں آپ کے سامنے خزان خزان پتھر پڑ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ تمام ہوازن اپنی عورتوں و اونٹوں اور مویشیوں کے ساتھ وادی حنین میں موجود ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ ہو کر فرمایا، یہ کل مسلمانوں کے لئے غنیمت ہو گئے۔

معرکہ کی شبِ حفاظی کا رسوائیاں | اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ وادی حنین

کے سر پہ آئے جہاں فیصلہ کن معرکہ ہوا تو آپ نے ایک حفاظتی بیڑہ بنانے کا حکم دیا۔ جو دشمن کی کھاتے لگائے۔ اور اس کی حرکات کی نگرانی کرے تاکہ مسلمانوں پر اچانک حملہ نہ ہو اور لڑنے والی فوجوں کے لئے اچانک

حملہ سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

اور جس شخص کو آپ نے دشمن کی گھات لگانے اور اس کی حرکات کی نگرانی کرنے اور حفاظتی مصم کا کام سپرد کیا وہ انیس بن مرشد بن ابی مرشد الغنوی تھا۔ جو ہر شمسوار، دلیر اور ہر کسی تھا، نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حفاظتی مرکز، اسلامی پڑاؤ سے دور اور دشمن کے پڑاؤ کے قریب ہو تاکہ مشرکین کی ہر حرکت معلوم ہو سکے اور مسلمان اس سے متنبہ ہو جائیں۔
واحدی بیان کرتا ہے (اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی فوج کے ساتھ حنین کی جانب بڑھنے کا حال بیان کرتا ہے)۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج شب کو دشمن اور ہمارا حفاظت کریگا؟ تو اچانک انیس بن ابی مرشد الغنوی اپنے گھوڑے پر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں یہ کام کر دوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے جاؤ اور قلاں قلاں پہناؤ پر ٹھہرو اور نماز یا قضا کے حاجت کے سوا اور کسی کام کے لئے نہ اُترو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں ان کو دھوکہ نہ

۱۔ انیس بن مرشد بن ابی مرشد، یہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کا حلیف تھا اور اس کا نسب بنی غنی بن آنصر تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فوج نکلا اور حنین میں شامل ہوا انہی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کا اعتراف کرنے والی عورت کو دم کرنے کا حکم دیا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کا باپ انرجیس کی جنگ میں فوت ہو گیا تھا، انیس کی وفات سندھ کو ہوئی، محدثین نے آپ سے حدیث فتنہ کو روایت کیا ہے کہ عنقریب ایک اندھا بہرہ اور گونگا فتنہ ہوگا
احادیث (ازد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ - ۱۳۶)

نہ دینا، وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے شب بھر کی پھانسی کے غمزدہ دشمن ہو گئی اور ہم نماز کے لئے آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس آکر پوچھا، کیا تم نے آج شب اپنے شہسوار کو دیکھا ہے؟ ہم نے جواب دیا قسم خدا نہیں تو نماز کھڑی ہو گئی اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی، میں جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے آپ کو درخت کے درمیان نظر ڈالتے دیکھا، آپ نے فرمایا مبارک ہو تمہارا شہسوار آگیا ہے۔۔۔۔۔ اور وہ شہسوار آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ میں آپ کے حکم کے مطابق پہاڑ پر ٹھہرا رہا، اور میں سوائے نماز یا تھنائے حاجت کے صبح تک اپنے گھوڑے سے نہیں اترتا اور میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جاؤ اور اپنے گھوڑے سے اتر دو اور وہ ہمارے پاس آیا تو آپ نے فرمایا،

”اگر اس کے بعد وہ کوئی حمل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو کیسے تیار کیا

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن اور وادی خنین میں اس کی پڑاؤ کرنے والی فوجوں کے متعلق ضروری معلومات حاصل کر لیں تو اسکے بعد آپ اپنی افواج کی طرف گئے اور انھیں عنقریب ہونے والے فیصلہ کن معرکہ میں جنگ کے لئے تیار کرنے لگے جو ۱۲ شوال ۶ شہر کی غزو کو برپا ہوا۔

پہلے مرحلہ میں۔۔۔ مسلمانوں کو نہایت بڑی شکست ہوئی، اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھوڑے سے خلاص صحابہ کو ثابت قدم نہ رکھتا جو آپ کے جنگی بورڈ کے ارکان تھے جن میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور انصار کے سردار شامل تھے

تو قریب تھا کہ تباہ کن شکست ہوتی اور جب شکست خوردہ ہو گئیں تو کہیں بات کا علم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ کے قلب میں موجود ہیں، تو وہ میدان جنگ کی طرف پلٹ آئے اور انھوں نے مشرکین کی افواج پر یکبارگی حملہ کر دیا اور ان کی صفوں کو بڑی طرح کچل دیا اور پھر ان پر تباہ کن شکست نازل کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو فخر سے پہنچے تیار کیا تھا۔

سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ حنین میں حصہ لینے کے لئے اپنی فوج کو قبائلی بنیاد پر تیار کیا تھا اور یہی طریق آپؐ نے اُس وقت بھی اختیار کیا تھا جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور اُسے آزاد کرانے کے لئے تیار ہوئے تھے۔ آپؐ اپنی اس فوج کے پاس آئے جو حنین کی طرف بڑھ رہی تھی۔ دوبارہ ہزار ہا جاننازوں پر شعل تھی پس آپؐ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

پہلا حصہ : پہلے مکہ کے مہاجرین اور ان کے خلفاء پر مشتمل تھا۔

دوسرا حصہ : انصار

تیسرا حصہ : مختلف قبائل پر مشتمل تھا جن میں سابقین الاولین مہاجرین

بھی شامل تھے۔

پہلا حصہ ، قریشی مہاجرین اور ان کے حلیفوں کا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تین دستوں میں تقسیم کیا اور ان کی کمان تین کبار مہاجرین کو دی جو سب کے سب قریشی تھے۔

دوسرا حصہ ، انصار تھے (جو فوج کی ریڑھ کی ہڈی تھے) آپؐ نے انھیں دو بڑے گروہوں اوس اور خزرج میں شامل کر دیا جن کی طرف سب انصار منسوب ہوتے ہیں اور ان دونوں کی کمان اوس اور خزرج کے دوسرا دونوں کو عطا

فرمائی جو اپنے اپنے قبیلے کا سب سے بڑا بھٹہ اٹھانے ہوئے تھے۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بڑے قبیلوں کے جوانوں کو قبائلی بنیاد پر ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جس سے اوس اور خزرج کی ہر ٹکڑی جیش میں شامل۔ اپنے جوانوں کا ایک الگ قبیلہ بن گئی جبکہ اپنا سالار بھی خاص تھا اور اپنا علم بھی خاص تھا۔

علاوہ ازیں قبیلہ کنیز ٹکڑی کے سالار کا انصار کے سب سے بڑے علمبردار سعد بن عبادہ یا اسید بن حضیر سے ارتباط تھا جن میں سے ہر ایک اپنے اصل قبیلے کا سالار عام تھا۔۔۔۔۔ سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سالار عام تھے اور اسید بن حضیر قبیلہ انصار کے سالار عام تھے اور رسول مظلوم صلی اللہ علیہ وسلم نوحی کے سالار اعلیٰ کی طرح سب کے مرجع تھے۔ مہاجرین اور انصاریوں کے علاوہ نوحی میں جو باقی عرب قبائل تھے انھیں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلی بنیاد پر تیار کیا اور انھیں بھی ٹکڑیاں بنا دیا، یہ ٹکڑیاں اقلیت و کثرت کے لحاظ سے (قبیلہ کے جوانوں کی تعداد کے مطابق) ہوتی تھیں، پس بعض قبائل کو (ان کی کثرت کے باعث) چار ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ٹکڑی کے لئے علمبردار سالار مقرر کیا گیا اور بعض کو تین ٹکڑیوں میں تقسیم کیا گیا اور بعض کو دو ٹکڑیوں میں تقسیم کیا گیا اور بعض قبائل کے جوانوں کی قلت تعداد کے باعث ایک ٹکڑی ہی بنی۔

حنین کے سالاروں کے اسماء کا نقشہ

ذیل کی نقشاں کنیز سالاروں کے شمار کو وضع کرنے کا جو علمبردار تھے، پھر مہاجرین، انصار اور قبیلہ مدنی عرب قبائل کی ٹکڑیوں کے علمبردار سالاروں کے اسماء کا نقشہ آئے گا

علمبرداروں کے اسماء

نام	نسب
① حضرت علی بن ابی طالب	قرشی مہاجر
② حضرت سعد بن عبادہ	خزرجی انصاری
③ حضرت اسید بن حنفیر	اوسی انصاری

بڑے علمبرداروں کے اسماء

نام	نسب
① حضرت سعید بن ابی وقاص	قرشی مہاجر
② حضرت عمر بن الخطاب	”
③ حضرت ابونانکہ	اوسی انصاری
④ حضرت ابو بردہ بن نيار	”
⑤ حضرت جہلباب بن محمد الغنڈر	”
⑥ حضرت قتادہ بن نعان	”

ذیلی نام

ذیلی نسب

④ حضرت جبر بن قتیبہ	اوسی انصاری
⑧ حضرت ابواسید الساعدی	خزرجی انصاری
⑨ حضرت عمارہ بن حزم	”
⑩ حضرت ابو حلیفہ	”

۱۱) حضرت سلیمان بن قیسؓ خزر بنی انصاری

یہ مہاجرین و انصار کے علمبرداروں کے نام ہیں اور قبیلہ بدوی عرب قبائل جو فوج میں اپنی کثرت تعداد کے باعث درجہ دوم میں آتے ہیں انہیں سے حنین کے روز اٹھارہ علمبردار سالار تھے اور وہ درجہ ذیل ہیں۔

نسب	نام
اسلم	۱) حضرت بریدہ بن الحصیب
"	۲) حضرت جندب بن الاختم
غفار	۳) حضرت ابوذر غفاری
بنو حصہ	۴) حضرت ابوقحافہ اللہی
بنو کعب بن عمرو	۵) حضرت بشر بن سفیان
"	۶) حضرت ابوشریح
مزینہ	۷) حضرت بلال بن الحارث
	۸) حضرت نعمان بن مقرن

۱۵۔ اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دینا مناسب ہے کہ جو فوج مکہ میں داخل ہوئی تھی وہی معرکہ حنین میں شامل ہوئی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تدبیر میں اپنی فوج کو قبائلی بنیاد پر مرتب کیا تھا اور آپ نے اس اور خزر بنی سے دستوں کے چھ سالار مقرر کئے اور اس جنگ یہ بات بھی نوٹ کی جا سکتی ہے کہ معرکہ حنین لشکریوں کے تمام سالار وہی ہیں جو فتح مکہ میں دستوں کے سالار تھے۔ اس معرکہ حنین میں اس کی شکستوں کے پانچ سالار تھے اور خزر بن کے فقط چار سالار تھے۔ دیکھئے ہماری کتاب فتح مکہ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹

- (۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوف
 (۱۰) حضرت رافع بن کعب
 (۱۱) حضرت عبداللہ بن زید
 (۱۲) حضرت معبد بن خالد الجوزی
 (۱۳) حضرت سدید بن حصہ
 (۱۴) حضرت نعیم بن مسعود
 (۱۵) حضرت معقل بن سنان
 (۱۶) حضرت عباس بن مرداس
 (۱۷) حضرت خفاف بن ندب
 (۱۸) حضرت حجاج بن علاط

۵۲

واقدی بیان کرتا ہے کہ جب رات ہوئی تو مالک بن عوف اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور انھیں وادی حنین میں منظم و مرتب کیا اور ایک ٹھکانوں اور تنگ راستوں والی گہری وادی ہے اور اس نے لوگوں کو تقسیم کیا اور انھیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر یکبارگی حرا کرنے کا اشارہ کیا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے صحابہ کو مرتب و منظم کیا اور محاصرہ کے وقت ان کی صف بندی کی اور علمبرداروں کو جھنڈے دیئے اور پھر

نہ جن ساز و دوں اور قبائل کے نام ان نقشوں میں بیان ہوئے ہیں ان کے حالات ہماری آٹھویں کتاب فتح مکہ صفحہ ۱۵ اور اس کے بعد کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیے

واقعی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں انصار، مہاجرین اور یدویوں کے علمبرداروں کے ناموں کا ذکر کرتا ہے۔ - واقعی کا بیان ہے کہ جاہلیت میں اس اور خزرج کے جھڑے سبز اور سرخ تھے اور اسلام میں بھی انھوں نے اپنے جھنڈوں کو قائم رکھا اور مہاجرین کے بڑے جھنڈے سیاہ اور چھوٹے جھنڈے سفید تھے۔ -

جیش نبوی کے ہراول کے سوار | باوجودیکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو تیار کیا

کے وقت قبائلی بنیاد پر مرتب کیا تھا پس جیش نبوی ۹۰۰ فوجیوں میں منظم ہو گیا۔۔۔۔۔ مہاجرین کی دو ٹیکڑیاں تھیں اور انصار کی دو ٹیکڑیاں تھیں اور اٹھارہ دیگر بدوی قبائل کی تھیں اور آپ نے سواروں کی ترتیب بھی رکھی جو مکہ میں داخل ہوتے وقت اس کو آقا ذکر واسفہ کے لئے رکھی تھی، پس آپ نے سواروں کو (مکہ سے حنین کی طرف) مابین کرتے وقت (فوج کے ہراول میں رکھا اور اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو قبائلی بنیاد پر منظم کیا تھا پھر بھی آپ نے (استثنائی صورت میں) مشہور سالار حضرت خالد بن ولید کو ایک ہزار سواروں کا سالار مقرر کیا جو سب کے سب بنی سلیم میں سے تھے جن کی کمان ان کے تین سالار حضرت عباس بن مرداس، حضرت حجاج بن طاع اور حضرت خفاف بن ثعلبہ کر رہے تھے، پس حضرت خالد معزکہ حنین اور حصار طائف کے خاتمہ تک سواروں کے سالار عام رہے اور حضرت خالد ہمیشہ ہی فوج کے ہراول میں رہے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین اور طائف سے الجعرانہ کی طرف واپس آ گئے۔

اور سواروں کو فوج کے ہر اہل میں رکھنے کے طریق کو رسول کریم ﷺ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی جنگوں میں اس وقت اپناتے تھے جب فوج میں آپ کے پاس وافر گھوڑے ہوتے تھے اس لئے کہ اس دور میں اعلیٰ اہل سب سے طاقتور ہتھیار تھے جو اس زمانے کی بکتر بند گاڑیوں کے قائم مقام ہوازن کا سالار واحد بادشاہ ملک بن عوف نصری جو اپنے عنقا بن مشاہد ہیں

ہوازن کے سالار نے حنین میں اپنی فوج کو کیسے مرتب کیا؟

تھا اور ہوازن کی سینٹی ہزار فوج کی کمان کر رہا تھا اور انکے مقابلے میں اسلامی جانب صرف بارہ ہزار جاں ناز تھے۔

ملک بن عوف اپنی کمسنی کے باوجود (جیسا کہ انکے فوج کے مرتب کرنے کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے) اولی درجہ کا ممتاز جاں ناز تھا اور وہ ایک باہر فوجی اور سرکوں کے لئے منصوبے بنانے اور گھات میں فوجیں بٹھانے کا بڑا تجربہ کار تھا، علاوہ ازیں اسکی شجاعت، شہر کی حد تک پہنچی ہوئی تھی..... اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ وہ ہوازن کے تمام قبائل پر کامل اختیار سے بہرہ اندوز تھا کیونکہ وہ ان میں ہنزلہ بادشاہ کے تھا جسے انھوں نے تلخ پہنایا تھا اور اس کے مطلق اقتدار کو تسلیم کیا تھا۔

ملک نے معرکہ کے لئے جو منصوبہ بنایا تھا وہ بڑا دقیق اور مضبوط تھا، جس نے آغاز جنگ کے پہلے علم میں مسلمانوں کو بڑی طرح شکست دی اور ان کے دستوں کو پراگندہ کر دیا اور وہ ایک دوسرے کو روندنے لگے جبکہ وہ گھاٹیوں سے طلوع فجر کے وقت مکہ کی جانب کسی چیز کی طرف توجہ دیکھے بغیر جاگ رہے تھے، اگر اللہ تعالیٰ سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخلص صحابہ کی ایک

پارٹی کو ثابت قدم رکھتا تو قریب تھا کہ اسلامی فوج کا انجام بڑا دکھ دہ ہوتا، انھوں نے اپنے نبی کے عہدِ ثباتِ قدمی دکھائی اور جان پر کھین چکے اور شکست خوردہ لوگوں کو آوازیں دیں کہ وہ میدانِ کارزار کی طرف واپس آجائیں۔ پس وہ واپس آئے اور انھوں نے مشرکین کے ساتھ زبردست تمشیق کی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں ان سے سخت جنگ کی یہاں تک کہ جنگ کا پانسہ ہفتار کے خلاف اٹھ گیا اور ان کو تباہ کن شکست ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مؤید فتح کا فیصلہ فرمایا۔

سالارِ مالک بن عوف نے اپنی فوج کی ترتیب و تنظیم اور اسے معرکہ کے لئے تیار کرنے کا جو طریق اختیار کیا وہ یہ تھا۔

۱۔ اپنے سپاہیوں کا مورال بلند کرنا | مالک نے ہوازن میں گھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے ان

کی تعریف کی اور انھیں اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنے آپ پر اعتماد کریں کیونکہ وہ مسلمانوں سے نہایت تعداد میں ہیں اور (اسکے خیال میں) وہ انکے مقابلے میں صبر و ثبات پر زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔ اس نے اپنی تقریر میں ہوازن سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے کبھی جنگ نہیں کی، وہ صرف نا تجربہ کار لوگوں میں جنگ کرتے رہے ہیں جنھیں جنگ کا کوئی علم نہ تھا اور ان پر فتح پائے رہے ہیں۔

۲۔ فوج کے پیچھے ہوازن کی عورتوں کی بچوں اور اموال کو اکٹھا کرنا | مالک نے ہوازن کی سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی عورتوں، بچوں اور موبیشیوں کو

میدانِ کارزار کے قریب اپنی صفوں کے پیچھے رکھیں، اس کا ارادہ دانی سے

سالار مالک کا مقصد یہ تھا کہ ہوا زنی جانناز جنگ میں جان پر کھیل جائے کیونکہ جانناز کے لئے خراج کے بارے میں سوچنا مشکل امر ہوتا ہے کہ وہ خود تو بچ جائے اور اپنی عورتوں، بچوں اور بیٹیوں کو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں قیدی بننے کے لئے چھوڑ جائے، اس سے مالک کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی فوج کے جاننازوں کے دلوں میں استقلال و ثبات کا ایک نیا عنصر داخل کر دے اور دہید بن النعمہ حبشی نے جو ایک مشہور جانناز اور شاعر تھا جس نے حنین کی طرف مارچ کے دوران سالار مالک کے منصوبے پر زبردست تنقید کی تھی اور اسے ایک قسم کی جاننازی خیال کیا تھا بلکہ ایک قسم کی خودکشی سمجھا تھا اور مالک کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے اس منصوبے پر نظر ثانی کرے اور عورتوں، بچوں اور بیٹیوں کو ہوا زنی کی جگہ ٹیپوں پر دایس بھیج دے اور گھوڑوں کی پشت پر مسلمانوں سے جنگ کرے، لیکن مالک نے اصرار کیا اور اپنے منصوبے کو نافذ کیا، اور عورتوں، بچوں اور بیٹیوں کو اپنے ساتھ رکھا یہاں تک کہ جنگ ختم ہو گئی اور وہ سب کے سب اسلامی فوج کے قبضہ میں آ گئے۔

۳۰۔ تلواروں کا سونقنا اور نیاموں کا توڑنا | عسکروں کے نزدیک تلواروں

کے نیاموں کو توڑنا، دل کو موت پر آمادہ کر لے کے لئے سب سے زیادہ کارگر بات ہے، اور ان کے ہاں اس کا مفہوم واپس نہ جانا ہوتا ہے بلکہ نفع یا موت تک جنگ کرنا ہوتا ہے اور جب سالار مالک نے ہوا زنی خورگی کی تنظیم کرتے ہوئے انھیں خطاب کیا تو اسکا بھی یہی مقصد تھا، اس نے کہا اپنی تلواروں کے نیام توڑ دو اور تم لمبے میں ہزار مکے نیام تلواروں کے

ساتھ ملو ۔

۴۔ گھات لگا کر حملہ کر نیوالی فوج کو مقرر کرنا | وادی حنین جیسا کہ مؤرخین

نے بیان کیا ہے ایک گہری اور مختلف راستوں اور متعدد گھاٹیوں والی وادی ہے، اور مالک کے پاس اس وادی کے متعلق تمام جغرافیائی معلومات موجود تھیں اسی لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ گھات لگا کر حملہ کرنے کے منصوبے کو اختیار کرے تاکہ جنگ میں مسلمانوں کو سب سے پہلے گھات لگا کر حملہ کرنے والی فوج کی آفات سے واسطہ پڑے، اور عظیم جنگوں میں بلکہ تمام جنگوں میں فوجوں کے لئے گھات لگانے والی فوج کے اچانک حملوں سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی بات نہیں ہوتی، اور مالک بن عوف وادی حنین میں پہلے آگیا تھا اور اس نے اپنی فوج کی ضمانت کے مقابل حال مقام پسند کر کے اس میں بڑاؤ کر لیا تھا، اور جس رات کی صبح کو سرکہ حنین ہوا، مالک بن عوف نے ہوازن کے طاقتور جوانوں کی کمرہ میں کو منتخب کیا اور شعب کی تاء بچی میں انھیں گھاتیوں اور ان سنگ راستوں کی طرف لے گیا جن کے سامنے سے ہتھکریب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج گزر نہ والی تھی اور وہاں پر مالک نے اپنے جوانوں کو متعدد ڈھکڑیوں میں تقسیم کیا اور انھیں گھاتیوں کی شکل پر تنظیم کیا اور جب وہ ان گھاتیوں کو تاریکی میں تنظیم و مرتب کر چکا تو اسکے بعد (مزید پوشیدگی کے لئے) ان کے سالاروں کو سخت احکام دیئے کہ قبل اسکے کہ خبر اپنی راشنی کو پھیلے دے وہ صبح کے دھندلکے میں مسلمانوں پر حملہ کر دیں تاکہ اس سے وہ ان کی صفوں میں انتشار اور انکے دلوں میں خوف پیدا کر دیں

اور انکی جمعیت کو پریشان کر دیں اور انھیں موقع نہ دیں کہ وہ دوبارہ اپنی نظم کریں اور عملاً بھی بات رونما ہوئی ۔

اور مالک بن عوف نے مسلمانوں کے خلافت جنگ میں گھاتوں کے جس منصوبے کو اختیار کیا وہ کامیاب ترین منصوبہ تھا کیونکہ اس سے گھاتوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو بڑی فرخ شکست ہوئی ، اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اپنی جگہ پر آپ کے تھوڑے سے مجلس صحابہ کے ساتھ ثابت قدم نہ رکھتا تو قریب تھا کہ وہ شکست ، تباہ کن شکست ہو جاتی اور ان سب کی ثابت قدمی شکست خوردوں کے دوبارہ منظم ہونے اور معرکہ سے بھاگ جانے کے بعد معرکہ کے قلب کی طرف پڑھ آئی کا سبب بن گئی جیسا کہ ہم ذیل میں ملاحظہ کریں گے ان شاء اللہ ۔

۵۔ حملہ میں پہل کرنا اور اچانک حملہ کرنے کے منصوبے پر عمل کرنا

مالک بن عوف نے معرکہ حنین کیلئے جو منصوبہ تیار کیا اس میں حملہ میں پہل

کرنا بھی شامل تھا ، یعنی ہوازن پہل کرتے ہوئے مسلمانوں کے حملہ کرنے سے قبل ہی ان پر حملہ کر دیں کیونکہ مالک بن عوف کی تقریر کے مطابق فسخ (غالباً) حملہ میں پہل کرنے والے ہی کو ہوتی ہے ، یہی وجہ ہے کہ مالک نے (ان کے بے منصوبہ بنائے ہوئے) ہوازن سے کہا ،

پھر تمہاری طرف سے حملہ ہوا اور تم یکپارگی حملہ کرو اور سمجھو کہ فسخ کسی کو ہوتی ہے جو پہلے حملہ کرتا ہے ۔ اور سالار عام مالک بن عوف کے ان تمام منصوبوں پر ہوازن نے عمل کیا جنہیں اس نے معرکہ کے لئے تیار کیا تھا اور ان منصوبہ مند منصوبوں نے جنگ کے پہلے مرحلہ میں اپنے پکے ہوئے پھل دیئے

اور مسلمانوں نے شکست کھائی، یہاں تک کہ انہیں سے شکست خوردوں کے ہر اول مکہ کے لواحق میں پیش کیے اور حبش اسلامی کے جو عناصر سب زم کے کئے اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تھا وہ کہنے لگے ،
 ”یہ شکست سمندر تک ہوگی“

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے معاذ اور انصار قلیل مخلص صوبہ نے شکست کے وقت جو ثابت قدمی دکھائی انہیں نے جواہر کی فتح کے پھل کو ضائع کر دیا جس سے یہ فتح اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چنیدہ صوبہ کی ثابت قدمی کی مہربانی سے تباہ شکست میں بدل گئی اور جب شکست خوردہ مسلمانوں کو اس ثابت قدمی کے متعلق غم ہوا تو دل میں کسر مندہ ہوئے اور پلٹ کر حملہ کیا اور ہونہار سے سخت جنگ کر کے انہیں بڑی طرح شکست دی ۔

اسی طرح مالک بن عوف کے منصوبے اور دھوکہ دے کر خوفزدہ کرنا جنگ کی تیاری کے اسلوب میں مسلمانوں

کے دلوں میں اپنی فوجوں کا خوف داخل کر کے نفسیاتی جنگ کے منصوبے کو اختیار کرنا بھی شامل تھا اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنی فوج کو یوں بتا دیا کہ وہ اپنے طبعی حجم سے بہت زیادہ معلوم ہوتی تھی تاکہ مسلمانوں میں سے جو سے دُور سے دیکھے وہ اسے ایک لاکھ جانبا ز خیال کرے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بات دلوں پر بہت اثر انداز ہوئے وافی ہے، پس دُور اندیش مالک بن عوف نے (اپنی حقیقی فوج کے علاوہ) دسیوں ہزار آدمیوں کو جنہیں وہ اپنے ساتھ لایا تھا اپنی حقیقی فوج کے پیچھے ریزہ ریزہ فوج کی طرح جمع کر دیا، پھر ان پر عربی فوج کو سوار کروا دیا، پس اس کی فوج کے اسلحہ اور مسلمان

وغیرہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک لاکھ جہاز ہیں۔ اور علماء مسلمانوں نے بھی یہی خیالی کیا کہ جن اونٹوں پر عورتیں سوار ہوں ان پر جنگجو مرد سوار ہیں، اور خاص طور پر اس دود میں اونٹ (گھوڑوں کے بعد) جنگ کا اہم ہتھیار تھے اور عرب ان پر ایسے ہی جنگ کرتے تھے جیسے کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگ کرتے تھے۔

ایک صحابی ہوا زنی فوج کی ضخامت بتاتا ہے | اب ہم سو کر حنین میں شامل ہونے

والے کیا صحابہ کرام میں سے ایک صحابی سے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے اس جنگی چال کا حال بیان کرے جسے سالار مالک بن عوف نصری نے اختیار کیا تھا، اور وہ جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک ہیں۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ: ”جب ہم وادی حنین میں پہنچے جو نہارہ کی وادی ہے اس میں تنگ راستے اور گھاٹیاں ہیں تو ہم نے کچھ ہوا زنیوں کو دیکھا۔ اور قسم بخدا کہ میں نے اس زمانے میں اتنی کثرت اور سامان کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ اپنی عورتوں، بیٹوں، اور اور اموال کو بھی لے آئے تھے، پھر انھوں نے صفت بندی کی اور مردوں کی صفوں کے پیچھے اونٹوں کے اوپر عورتوں کو بٹھا دیا۔ پھر اونٹوں، بیٹوں اور بکریوں کو لاکر ان کے پیچھے لگا دیا تاکہ وہ بھاگ نہ جائیں (ان کے خیال کی بظاہر) پس جب ہم نے اس سامان کو دیکھا تو ہم نے خیالی کیا کہ یہ سب آدمی ہیں اور جب وادی میں اترے اور ابھی صبح کا دھند لگا ہی تھا تو ہم نے محسوس کیا کہ: وادی کی تنگنائی اور گھاٹی سے فوجی دستے ہمارے مقابلے کے لئے نکل آئے ہیں، پس انھوں نے یکساں ہنگامہ کر دیا، تو ہراول سوار سلیم کے سوار بہت پہلے کر منتشر ہو گئے، پس انھوں نے پشت پھیری اور اہل مکہ نے ان کی

پیروی کی اور شکست کھا کر لوگوں نے ان کی پیروی کی۔

ہوازن کے ستلار نے جس کی عمر بھی تیس سال سے متجاوز نہیں ہوئی تھی، تھیں وہ ایہام کے جس منصوبے کو اپنی تیار ہی کے دوران اپنایا اس کی اس کیفیت سے جسے حضرت افس بن مالک صحابی نے بیان کیا ہے..... واضح ہوتا ہے کہ جنوں کے فیصلہ کن معرکہ میں مسلمانوں نے جس شخص سے مقابلہ کیا وہ کس قدر مخالف، عنید، شجاع، ہوشیار اور تجربہ کار تھا اور اس نے اپنی مہارت اور اپنی فوج کی ترتیب و تنظیم کی اچھائی سے پہلے حملہ میں کامیابی حاصل کی، اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور آپ کے چہندہ قلیل صحابہ کی مدد نہ کرتا تو قریب تھا کہ وہ مسلمانوں کے کندھوں پر سوار ہو جاتا اور نہ پر قبضہ کر لیتا، پس انھوں نے (اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد اپنی ثابت قدمی سے) طاقت کا ترازو اسلام کے مفاد میں پلٹ دیا اور انھوں نے اسلامی فوج کے ہینس کو (جو میدان کی طرف پلٹ آئی تھی) صفر سے بلند کر کے فتح کے بلند ترین درجات تک پہنچا دیا۔

فصل چہارم

- فہر کے وقت گھمسان کی جنگ
- مسلمانوں کے لئے جنگ میں برا اتفاق
- ہوازن کے گھمائیوں کا مسلمانوں پر اچانک اور مہلک حملہ
- معرکہ کے آغاز میں مسلمانوں کی خوفناک شکست
- شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قہر تلوحیٰ کا ثبات
- شکست کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں سے ثابت قدم رہنے اور میدان جنگ کی طرف واپس آنے کی اپیل
- میدان جنگ کی طرف واپس آکر شکست خوردہ لوگوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجاب دینا
- معرکہ کی شدت اور جوش
- معرکہ حنین میں مسلمان عورت کا کردار
- ہوازن کی تباہ کن شکست
- جان پر کھیلنے کے بعد ہوازن کی سادہ کار قرار

گھمسان کا معرکہ اور مسلمانوں کی شکست | جب حنین میں فریقین یعنی مسلمانوں اور مشرکوں نے اپنی تیاری مکمل کر لی تو اس کے بعد صف کی قطعی قسریب

آگئی اور فریقین فیصلہ کن معرکہ کے لئے تیار ہو گئے۔ اور فوجہ کے قریب سحر کے وقت مسلمانوں کی فوج مرتب ہو گئی اور فجر کے دھند کے میں جب تاریکی روشن پر غالب ہوتی ہے وہ وادی حنین میں اتر گئے اور سالار ہوازن نے گھاٹیوں اور تنگنائیوں میں جو بہت سے گھاتی مقرر کئے ہوئے تھے ان کے لئے یہ ایک تمہری موقع تھا اور سالار ابن عوف نے رات کے دوران اور جیش نبوی کی اٹیل جیش کے علم کے بغیر گھاٹیوں کی تنگنائیوں میں بڑی باریک بینی اور مضبوطی سے جو کثیر گھاتی مقرر کئے ہوئے تھے ان کی کامیابی پر اسے معرکہ جیت جانے کا بڑا اعتماد تھا، اور جیش نبوی نے ان گھاٹیوں کے آگے سے گزر کر اس وسیع میدان میں جانا تھا جس میں ہوازن اپنی فوج کے پیچھے اپنی عورتوں بچوں اور اموال کے ساتھ بڑاؤ کئے ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا خیال تھا (ہوازن کے گھاٹیوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے) کہ معرکہ میں پہلا حملہ حنین کے میدان میں ہوگا جہاں عام ہوازنی فوج اپنے افعال و اموال اور مستورات و اطفال کے ساتھ بڑاؤ کئے ہوئے تھی اور انھوں نے ان گھاٹیوں کے معاملہ کو جنھیں سالار ہوازن نے وادی حنین کے راستوں پر مقرر کیا ہوا تھا اپنے انداز سے میں شامل ہی نہیں کیا تھا اگر نہ وہ کسی کے لئے تیار ہوتے اور انھیں اپنے مقاصد میں سے کوئی مقصد بھی پورا کرنے کا موقع نہ دیتے لیکن خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے اس نے فیصلہ کیا کہ مشرکین کے گھاتی کامیاب ہوں اور مسلمانوں کو (وہ مسلمان جنھیں اپنی کثرت پر نہ تھا) پہلے حملہ کے وقت قبل اس کے کہ وہ وادی میں نیچے اتریں وہاں میدان میں پہنچیں جس میں (بعد ازاں) شکست کے بعد مسلمانوں کی واپسی کے بعد فیصلہ کن معرکہ ہوا، شکست ہو،

مشرکین کے گھاتیوں کا مسلمانوں کو شکست دینا | بلاشبہ جدید و قدیم منظم فوجوں کو جن

خطرناک خطرات سے بالآخر تباہی میں گھاتی سب سے خطرناک ترین خطرہ ہیں
اچھے کہتے ہیں گھاتی، ان فوجوں کو جو تعداد اور سامان کے لحاظ سے ان سے بہتر
تھی تباہ کن شکستیں دینے کا باعث بن گئے۔

اور اس بات کو تجربہ کار سالار مالک بن عوف نصری نے سمجھا اور حنین
میں بلند زمینوں کے نیچے اور گھاٹیوں اور ٹیلوں کی سنگائیوں میں مسلمانوں کیلئے
محکم ترکیب کئے تھے گھاتیوں کو بٹھا دیا اور اس نے پہلے حملہ میں جیش نبوی کو
شکست دی اور فوج میں سے کسی آدمی نے نہ نیر و بلند کیا اور نہ تلوار سونپی اور
فوج پشت دیکر بھاگ گئی۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مالک بن عوف نے جیش نبوی کے ہاتھ میں جو
گھاتیوں کو ان کی جگہوں پر بٹھایا ہوا تھا وہ اسلامی فوج کی تعداد سے بہت کم
تھے لیکن اچانک حملہ کرنے کا ہمیشہ بن جنگوں میں، ایسا مسلک اثر ہوتا ہے
جو فوجوں کی فعالیت کو رشتہ کر دیتا ہے اور انھیں اس طرح پھیلنے میں ڈال
دیتا ہے کہ خواہ وہ کس قدر کثرت، تنظیم اور اچھے ہتھیاروں سے آراستہ
ہو شکست ان کا احاطہ کر لیتی ہے، اور ہوانوں کے گھاتیوں نے بھی وہاں تک
وہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تھے، عظیم اسلامی فوج سے یہی کچھ کیا جوابہ ہڑ
جانبازوں پر مشتمل تھی جن کے ہراول میں ایک ہزار گھڑ سوار تھے جن کی کمان
عرب کا ماہر ترین شہسوار خالد بن ولید کر رہا تھا۔

اور ہراول کے سالار حضرت خالد ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو گھات
یا کسی اور کے سامنے کمزوری دکھاتے ہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے

ابن سوار اور کی عسکری سے چمک گئے تھے جن کی اکثریت ابن بدویوں کی تھی جو منظم جنگ میں حدیث کا نغمہ تھے، جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق مقابل ملک بن عوف نے اختیار کیا تھا، پس گھاتیوں کے اچھا تک حملوں نے جو ان پر مسلک طریق سے کئے گئے ان کا ثبات کھو دیا۔ اور وہ بھاگتے ہوئے مکہ کو واپس ہو گئے حالانکہ وہ ایک ہزار سوار ستے۔ پس وہ بغیر جیش کو بھی جو ان کے پیچھے تھا اپنے بھاگنے سے ان کے دل نہیں رعب ڈالی کرا اپنے ساتھ بھاگے گئے اور جیش نبوی کی تنظیم جاتی رہی اور ان کا ٹھکانہ گھڑوں میں جہاں سے ہوازی کے گھاتیوں کو مکمل کامیابی حاصل ہوئی تھی ہر سبک اپنی جان بچانے کے لئے فکر مند تھا۔

پہلے حملہ کے وقت ملک
بن عوف کے گھاتیوں

کی کامیابی کا خلاصہ تین اُمور میں بیان کیا جاسکتا ہے ۱

۱۔ قرطے : جیش اسلامی کی کمان کو ان گھاتیوں اور ان کی جنگوں کا علم ہونا اور اگر اسے ان گھاتیوں کی جنگوں کا علم ہوتا تو وہ ان کی فعالیت سے قلع قمع کر دیتی ۔

۲۔ دوسرے : گھاتیوں کا مسلمانوں پر اس وقت حملہ کرنا جب ظاہر فہم کے ساتھ اندھیرا چھایا ہوا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے تیروں کی شدید بوچھاڑ اور ہر جانب سے مختلف ہتھیاروں کے مسلک حملوں کا سامنا کیا اور انھیں معلوم نہ ہو سکا کہ ان پر کہاں سے حملہ ہو رہا ہے، پس ان کے گھوڑے تیروں سے بدک گئے، اور تیروں کی مانند اور کوئی چیز گھوڑوں کو اپنا نہیں دیتی اور نہ انھیں پریشان کرتی ہے۔ پس

گھر سوار پیچھے کی طرف سمٹ گئے حالانکہ وہ ہراول میں تھے، اور ایک ہزار سوار تھے اور ان کا سمٹنا میری شکست میں تبدیل ہو گیا۔
 سوم : گھاتیوں کی پوزیشنیں جنگ، دشوار گزار اور بہت پیچیدہ زمین پر جھانکتی تھیں جو ہراول فوج کے گھوڑوں کی جولا فی کیسے مناسب حال نہ تھے جن کے موثر ۱۳ ارشوال سرسہ کی صبح کے وقت جیش نبوی کی ہزیمت کا باعث بنے۔

گھاتیوں کی کاروائی سے مسلمانوں کو کبھی شکست ہوئی | مؤرخین کے
مسلوب کام

سے پتہ چلتا ہے کہ ہواذنی سلام، مالک بن حوٹ اپنی قوتات اور حملہ کے وقت تقریر کرنے میں بڑا باور یک ہیں تھا، اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے گھاتی حملہ کا آغاز کریں اور جیش نبوی پر یہ حملہ اس کی فوجوں کا پہلا حملہ ہو۔

اس سلام نے جنگ کا منصوبہ بتاتے ہوئے، اپنے دقیق اندازوں کے ضمن میں یہ بھی خبر دی کہ اندازہ لگایا (اور مسکا فرض کرنا اور اندازہ لگانا بر محل تمام کہ جیش نبوی مختصر یہ صبح کے دھندلکے میں قبل اس کے کہ صبح کی روشنی اپنے طور سے زمین کو ڈھانپ لے ان مقامات سے گزر چکا جس میں اس نے گھاتیوں کو مقرر کیا ہے، پس مالک نے اپنے گھاتیوں کے ساتھ جیش اسلامی پر اچانک اور حملہ کر کے پورے تاریکی سے فائدہ اٹھایا اور اس کی اس توقع اور فرض کی بنیاد ان معلومات پر تھی جو اسکے جاسوسوں نے جیش نبوی کی حرکات کے متعلق اسے لکری تھیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ سلام مالک نے جو توقع کی تھی اس کے مطابق اس پر انجام پائے، پس طلوع فجر کے وقت، قبل اس کے کہ صبح

روشنی رات کی تاریکی کا لحاظ نہ کرتے جیش اسلامی کے ہراول دستے نے جو سب کا سب گھڑ سوار تھا اپنے آپ کو ہوانی کے گھاتوں کی زد میں پانچ پس یہ گھاتی مسلمانوں کے ہراول دستے کیبا دگی ٹوٹ پڑے اور اُسے تیردیکھ بوجھا اور مختلف جہات سے مختلف قسم کے تھیاروں کے حملوں سے توڑ کر رکھ دیا اور ہوانی کے گھاتی صرف پیادہ ہی نہ تھے بلکہ سوار گھاتی بھی صبح کے دھند لگے میں مسلمانوں پر حملہ کرنے میں شریک ہو گئے ، کیونکہ یہ ہوانی گھاتی ، حنین کی طرف آنے والی گھاتیوں کے دروں اور چھوٹی وادیوں میں پڑاؤ کئے جئے تھے اور جب گھاتیوں کی طرف سے جیش نبوی کے ہراول دستے پہنچاںک اور ملک حملہ ہوا تو وہ سب شکست کھا گئے اور بغیر تلوار سواتے نیزہ کھائے اور تیر چھوڑے ، بھاگتے ہوئے سک کی طرف سنہ کر لیا اور جیش اسلامی کے ہراول کی واپسی اور اس کے قسرا رنے جیش نبوی کی صفوں کے اندر جو کلیتہً اپنی تنظیم کو کھو چکا تھا ایک ہمدرد شہر آشوار اور مکمل پیچیدگی پیدا کر دی ، اور مسلمانوں کے شکست خوردہ گھوڑے اپنے آگے آنے والی ہر چیز کو توڑنے اور مسلمان سپاہیوں کو روندنے لگے اور بہت سے لوگوں نے خیال کیا کہ یہ وہ شکست ہے جس کے بعد مسلمانوں کی کوئی پوزیشن نہیں رہے گی ، اور جیش نبوی کے دستے تباہ کن سیلاب کی طرح پڑھنے لگے ، معصومہ خاتون کی طرف نہیں — بلکہ مکہ کی طرف بھاگنے کے لئے — اور ہوانی توڑیا ان مسلمانوں کا قلعہ قب کرنے لگیں جنہوں نے ابھی تک کسی جنگ حصہ نہیں لیا تھا ، کیونکہ انہوں نے گھاتیوں کے ہلکے حملہ کی خدمت کا سامنا کرتے ہوئے قسرا ر اختیار کیا تھا ۔

اور یہ ایک کٹھن مرحلہ اور شدید آزمائش تھی اور اسلامی ہالی کسان

بت پرستی کے خلاف اپنی حربی تاریخ میں اس قسم کی آزمائش سے درجہ نہیں ہوئی تھی، حتیٰ کہ یوم احد کہہ روز بھی ایسا نہیں ہوا تھا کیونکہ جس روز مسلمانوں نے جنگ کے پہلے مرحلہ میں مشرکین پر شاندار فتح حاصل کی تھی۔

اور جنہیں کہہ روز اسلامی فوجیں متفرق ہو گئیں اور ہزار ہا پیادہ اور سوار، کسی چیز کی ضرورت نہ تھی، توجہ دینے بغیر بھاگتے ہوئے پشت پھر گئے اور وگڑ رہی چڑھائی رہتی جو پہلے حملہ کے وقت تھی تو جیش اسلام کی اکثریت تباہ ہو جاتی اور خود مکہ بھی یوازن کے شرکوں کے قبضہ میں آ جاتا جنکی فوجوں کی تعداد میں ہزار تھی اور وہ دو گھنڈوں سے بھی کم وقت میں مکہ کی بیخ کنی کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخلص اصحاب کاشاہات ان خطرناک حالات کے دھارے کے کو اسلام کے مفاد میں سیدیں کریمہ فیصلہ کن عامل ثابت ہوا۔

جیش اسلامی میں ان فوجیوں کے لئے | اہل مکہ تھے جن میں سے بہت

سے اسلام لائے تھے اور ایمان ابھی ان کے دلوں میں روشن نہیں ہوا تھا۔ وہ جیش نبوی کے ساتھ اسلامی جانب سے بت پرستی کے خلاف جنگ کرنے کے لئے نہیں گئے تھے بلکہ وہ مسلمانوں کی فتح کی صورت میں ضمیمہ میں اپنا حصہ لینے کے لئے شامل ہوئے تھے، ان کی عناصر نے جب مدینوں کی شکست کو دیکھا اور بت پرست ہوازن کے سواروں کو ان کا تعاقب کرتے دیکھا تو ان کی اندرونی کیفیت نکاسر برد گئی اور انہوں نے ایسی باتیں کہیں جو جیش نبوی کی شکست پر ان کے خوش ہونے اور ان کے دل کے ٹھنڈا ہونے پر دلالت کرتی ہیں، ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ

جب لوگوں کو شکست ہوئی تو اجداعرب کے دلوں میں جو کینہ تھا انہوں نے اس کے مطابق باتیں کیں اور ابوسفیان بن حرب نے کہا (جس نے نیانیا اسلام قبول کیا تھا اور ابھی اس کے اسلام لانے پر ہمیں دن سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا)

”ہن کی شکست سمندر تک ختم ہوگئی“

اور کلدہ بن حنبل نے بلند آواز سے کہا (اور وہ اپنے ماں جانے بھائی صفوان بن امیہ کے ساتھ تھا اور صفوان کے لئے جو بدت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر کی تھی وہ اس میں مشرک تھا اور حبش نبوی میں شامل تھا) ہر سچ جادو بیگانہ ہو گیا ہے۔ تو صفوان بن امیہ نے اُسے کہا ”اللہ نیرے منہ کو بند کرے۔ قسم بخدا ہوازن کے کسی آدمی کے مجھ پر حکومت کرنے سے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے کہ قریش کا کوئی آدمی مجھ پر حکومت کرے۔“ اور واقعہ کی معافی میں ہے کہ کلدہ بن حنبل نے صفوان بن امیہ سے مسلمانوں کی شکست کے وقت کہا۔

ابوہریرہ مبارک ہو و محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو شکست ہو گئی ہے تو صفوان نے اُسے ڈرائیے ہوئے کہا۔ اگر مجھ پر کسی نے حکومت کرنی ہے تو مجھے ہوازن کے حاکم کی نسبت قریش کا حاکم زیادہ پسند ہے۔۔۔۔۔ صفوان نے یہ بات اس وقت کہی جب وہ

۱۔ اہل حدیث و سیر کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف و جدال نہیں پایا جاتا کہ ابوسفیان بچھے مسلمانوں میں سے تھا اور وہ تمام ائمہ حدیث کے نزدیک عادل و نفع دہیابی ہے۔ ۲۔ البیہار و المنہار جلد ۴ ص ۳۸۵

مشرک تھا، پھر اس نے اسلام قبول کر لیا اور وہ ہجرت اچھا مسلمان تھا
نیز قلعہ اور بہت اقرباء کرفے والا تھا اور اس نے شام کے معرکہ ہائے
جہاد میں شہادت پائی۔

شکست کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو فریب سے قتل کرنے کی کوششیں
ان نازک گھڑیوں
میں نہیں مسلمانوں
پر شکست اور

پسپائی اختیار کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے — جبکہ آپ اس
موقع کا مقابلہ کر رہے تھے۔ — فریب سے قتل کرنے کی ایک شرانگیز
کوشش کا سامنا کیا، قریش کے ایک کینہ توڑ نے مسلمانوں کے اعتقاد کے
موقع سے فائدہ اٹھا لے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ اُحد
کے روز مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنے باپ کے قتل کے انتقام میں
فریب کے ساتھ قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کا باپ اُحد کے روز مشرکین
کا علمبردار تھا۔

اور شخص جس نے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے
قتل کرنے کی ٹھانی تھی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ الغضری کہنے لگا ہوا
تھا اور یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو فتح کے روز مسلمان ہوئے تھے مگر ابھی
ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی
علیہ وسلم کو اس شریر سازش سے بچا لیا۔

اس سازش کا منصوبہ باز اپنے اچھی طرح مسلمان ہو جانے کے
بعد خود بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا کہ آج میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا،
اور آج میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ

میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ایک چیسہ نے
آکر میرے دل کو ڈھنکایا اور میں اس کا نہ کی سکت نہ پاسکا، اور میں
نے سجدہ کیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رہیں گے۔

شکست کے متعلق مؤرخین کا بیان | پہلے محلہ میں جو شکست ہوئی

اس کے متعلق مؤرخین اور اصحاب حدیث کا اتفاق ہے کہ وہ ایک خوفناک
شکست تھی اور اس موقع پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
مخلص صحابہ میں سے فقط ایک سو آدمی جو آپ کے جنگی مورخ کے ارکان تھے
اور سب کے سب انصار و ہاجرین کے سادات میں سے تھے ثابت قدم
رہے تھے، اور مؤرخین اور اصحاب حدیث نے شکست کو فی البدیہ بیان
کیا ہے اس میں زیادہ تفصیل موجود نہیں، اس جگہ ہم اس شکست کو
تاریخ کی بنیادی کتب کے بیان کے مطابق بیان کرتے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے — مجھے حاصم بن عمرو بن قتادہ نے
عبدالرحمن بن جابر اور اس کے باپ جابر عبداللہ سے بتایا کہ وہ بیان کرتا
تھا کہ جب ہم وادی حنین میں آئے تو ہم تھکے کیلئے تھکے تھے اور ہماری
اور ہم اس میں صبح کے دھند کے میں آ کرے اور دشمن ہم سے چلے وادی
میں چلے گئے تھے اور انھوں نے اس کی گھاٹیوں، ٹوڑوں اور تنگ راستوں
میں چارہ لے لئے تھات لگائی اور وہ اکٹھے ہوئے اور انھوں نے تیاری کی،
اور ہم جدا ہم نیچے آ کر رہے تھے کہ اچانک ہم پر فوج نے یکبارگی حملہ کر دیا

اور لوگ، پٹختے ہوئے شکست کھا گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب بٹ گئے، پھر آپ نے قرینہ ہوگئے کہ میں میرے پاس آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں۔ رادہ بیان کرتا ہے کہ کوئی چیز موجود نہ تھی اور ادٹ ایک دوسرے ہڈ بڑھ دوڑے پس لٹ پھٹنے لگاں رسول کریم کے ساتھ افضلہ و ہاجرین اور آپ کے اہل بیت کی ایک پانچ باقی رہ گئی یونس بن بکر میان کرتا ہے کہ مالک بن عوف اپنے ساتھیوں کے ساتھ حنین کی طرف گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہاں پہنچ گیا پس انھوں نے وادی کی تنگائیوں اور سوڑوں میں تیاری کی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور صبح کے دھند لگے ہیں ان کے ساتھ آئے تو ان کے سامنے سوار نمودار ہو گئے اور انھوں نے ان پر حملہ کر دیا اور لوگ شکست خوردہ ہو کر پٹ پڑے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے دائیں جانب بٹ گئے کہ لوگ کہاں ہیں میرے پاس آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبد اللہ ہوں، رادہ بیان کرتا ہے کہ کوئی چیز موجود نہ تھی اور ادٹ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے۔

اور ابن حزم، شکست کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پھر رسول کریم آئے، پس جب آپ وادی حنین میں آئے جو تمام کی وادیوں میں سب سے وادی ہے تو ہوازن وادی کی دونوں جانب گھاٹ لگا کر دوئے نصا وریہ صبح کے دھند لگے کا واقعہ ہے پس انھوں نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیا اور شکست خوردہ ہوا گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انھیں آواز دی مگر وہ واپس نہ آئے۔

اصطیری اپنی تاریخ میں — اپنا سائبان بیان کرنے کے بعد جابر بن عبد اللہ اور ان کے باپ سے بیاہ کر تا ہے کہ — جب ہم وادی حنین میں آئے تو ہم تمام کی ایک قشیں وادی میں اترے اور ہم اس میں صبح کے دھندلکے میں آہستہ آہستہ اتر رہے تھے اور دشمن ہم سے پہلے وادی میں پہنچ چکے تھے اہل انھوں نے اس کی گھاٹیوں، موڑوں اور تنگائیوں میں ہمارے لئے گھات لگائی اور وہاں کھٹے اور تیار ہوئے اور قسم بخدا ہم اتر رہے تھے کہ فوج نے ہم پر یکبارگی حملہ کر کے ہمیں خوفزدہ کر دیا اور لوگوں نے شکست کھائی اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب ہٹ گئے پھر آپ نے فرمایا، لوگ کہاں ہیں؟ میرے پاس آؤ میں تم پر عبد اللہ بن مسعود کوئی چیز موجود نہ تھی اور اونٹ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے، پس لوگ چلے گئے۔

اور محمد بن سعد اپنے طبقات میں بیان کرتا ہے کہ ”اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر ڈال کر پسواؤ پر وادی حنین میں اترے، اور آپ نے دو زبردیں اور خود پہنا ہوا تھا، پس ہوازن کے کچھ لوگوں نے ان کا سامنا کیا، اور اتنی کثرت میں وہ کبھی نہیں دیکھے گئے تھے اور یہ صبح کے دھندلکے کا واقعہ ہے اور وادی کی تنگائیوں اور گھاٹیوں کے فوجوں نے بھل کر یکبارگی حملہ کر دیا اور بنی سلیم کے سرداروں کے گھوڑے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اہل مکہ نے ان کی پیروی کی

اور لوگوں نے شکست کھکراں کی پیروی کی اور اسلام کو کیم صحت
 علیہ السلام فرد نے لگے ، اے اللہ اور اس کے رسول کے مددگارو!
 میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ۱۵۷

اور محمود شیت خطاب و جو معاصر اسلامی فوجی موضوع میں سے ہے ، یہ بیان کرتا ہے کہ
 مسلمانوں کی فوجیں فتح کے وقت وادی حنین میں داخل ہوئیں
 جو ایک گہری نشیبی وادی ہے ، جب کچھ سواروں کو چھپنا
 پڑتا ہے تو وہ اس میں اتر جاتے ہیں گویا وہ گہرے گڑھے
 کی طرف جارہے ہیں ، پس جب مسلمان فوج کی اکثریت
 وہاں ٹھہر گئی تو مشرکوں نے ان پر اپنے تیروں کی بوچھاڑ کر دی
 مگر مسلمانوں کو اس تیراندازی کے مقام کا پتہ نہ چلا کیونکہ
 اس وقت اندھیرا چھایا ہوا تھا اور مشرکین کے مقابلہ کلیہ
 پوشیدہ تھے پس مسلمانوں کا ہراول سمٹ گیا اور اپنے آگے
 کے دوسرے مسلمانوں کو بھی بہائے گیا ۔ پس مسلمانوں کا
 سمٹنا شکست میں تبدیل ہو گیا اور ابو سفیان نے مسلمانوں
 کی شکست دیکھی تو کہا ، یہ شکست سمندر تک ختم ہوگی ۔

اور دیگر مسلمان ہونے والے لوگوں نے بھی اسی قسم کی بات کی بیکہ عثمان
 غلطی نے جب کا باب غزوہ احد میں مقتول ہوا تھا اس شخص مرحلے میں

الطبقات الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۵۷ مسلمانوں کے ہراول میں ایک ہزار سوار تھے
 ایک فوجی ماہر قیس کرکتا ہے کہ جب ایک ہزار گھوڑے دوڑ رہے ہوں تو وہ
 اپنے آگے چلنے والے پیادوں اور اونٹ سواروں سے کیا سلوک کرتے ہیں ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غریب سے قتل کرنے کی کوشش کی تاکہ آپ سے اپنے باپ کا انتقام لے اور مسلمانوں کے ہٹنے کے بعد مشرکوں نے تعاقب کرنے کے لئے اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور شروع ہو کر اونٹ پر سوار ایک آدمی جسکے ہاتھ میں ایک سیاح جھنڈا تھا جو ایک طویل نیزے کے سر پر لگا ہوا تھا ہوا زنی کی پیشوائی کر رہا تھا اور جب کبھی وہ مسلمانوں کو پھینکتا اپنے نیزے سے چوٹ لگاتا اور اسکے پیچھے ہوا زنی اور ثقیف بھی اترتے ہوئے نیزے مار تے اور مسلمانوں کے درمیان گھیر مٹ پھیل گئی اور چلنے والوں سے راستوں میں ازدحام ہو گیا اور صفوں و قباک ایک دوسرے سے گتھ گتھ گئے اور بھاگتے پرتے اونٹ اپنے سواروں سمیت ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے اور حالات بے پیرہ ہو گئے۔

اور ابن کثیر بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں پر حضرت عتاب بن اسید کو امیر مقرر کیا، جاہل بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وادی حنین میں آئے تو ہم ایک گہری نشیب وادی میں اترے، ہم صبح کے دھند لکے میں آجسہ آجسہ اتر رہے تھے اور دشمن ہم سے پہلے وادی میں آگئے تھے، پس انھوں نے اس کی گھاٹیوں اور تنگائیوں میں ہمارے لئے گھات لگائی تاکہ وہ اکٹھے ہوتے اور انھوں نے تیاری کی اور قسم بخدا، ہم اتر رہے تھے کہ فرج نے یکبارگی ہم پر حملہ کر کے ہمیں خوفزدہ کر دیا، پس سب لوگ شکست کھا گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب ہٹ گئے، پھر آپ نے فرمایا "امیر سے پاس

آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبد اللہ ہوں ۵
 آپ نے تین بار یہ بات کہی پھر اونٹ ایک دوسرے پر چڑھ دڑے

ابن ربیع الدین بیان کرتا ہے کہ نوح جانی ساہو مالک بن حوٹ نے گھات

گھات لگانے والے درید بن الصمہ کے مشورے سے مقرر کئے گئے تھے

لگانے والے معمر بن جریہ کا درید بن الصمہ کے مشورے سے مقرر کئے تھے، وہ بیان کرتا ہے کہ

جب حضرت نبی کویم صلی اللہ علیہ وسلم حنین میں آئے تو وہ صبح کے صعد کے میں دادی میں اترے تو دشمن نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ ان کے لئے وادی کی گھاٹیوں اور تنگائیوں میں گھات لگانے ہوئے تھے اور یہ سب کچھ درید بن الصمہ کے مشورہ سے ہوا تھا، اس نے مالک سے کہا — اپنے لئے گھات لگانے والے مقرر کرو، تیرے لئے مددگار ہو گئے، اگر دشمن نے تجھ پر حملہ کر دیا تو گھات لگانے والے ان کو پیچھے سے آئیں گے اور تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر، اور اگر تو نے حملہ کیا تو دشمن کا ایک آدمی بھی نہیں بچے گا، پس انھوں نے کیا دگی ان پر حملہ کر دیا اور شیروں سے ان کا استقبال کیا گیا وہ منتشر ہڈیاں ہیں اور ان کا ایک تیر بھی خطا نہیں کرتا تھا ۶

یوں حنین میں پہلے حملہ کے موقع پر مسلمانوں

شکست کے وقت سالار رسول کا شہادت

کوٹری طرح شکست ہوئی اور مسلمان میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے ایک

دوسرے کوروند نے لگے ، اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے ، اور یہ شکست ایک ہمدردانہ شکست تھی جو بارہ ہزار فوج کے تمام دستوں پر حساسی تھی اور شکست خوردہ کو (جیسا کہ دریغ بن اہمہ نے مالک بن عوف سے کہا تھا) کوئی چیز واپس نہیں لاتی ۔

اور ماہر حربہ کے لئے یہ تصور کرنا ضروری ہے کہ بارہ ہزار جانباز حین میں دو ہزار چار سو سے زیادہ گھڑ سوار اور کئی ہزار اونٹ ہوں اور وہ کسی ترتیب اور نظام کے بغیر بھاگ رہے ہوں تو یہ ایک خوفناک کھلبلی ہوتی ہے ، لوگ ایک دوسرے کو روندتے ہیں حالانکہ وہ ایک خوفناک فوج تھے جن کا نظام بگڑ چکا تھا اور وہ ایک شکست خوردہ فوج بن گئے تھے ، سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی تھوڑی سی تعداد کے سوا ، جو بڑے سے بڑے اندازے کے مطابق ایک سو سے زیادہ نہ تھے ، ان کے تمام گھوڑے ، اونٹ اور پیادہ شکست کھا چکے تھے اور اس شکست خوردہ فوج کے پیچھے بیس ہزار ہجازی جانباز تھے جو انتہائی طاقت کے ساتھ اسکا تعاقب کر رہے تھے ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
شکست خوردہ و تکرار کرنے کی کوشش کرنا

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکست خوردہ کو روکنے کی کوشش کی اور

آپ میدان میں ثابت قدمی سے کھڑے تھے ، آپ نے انھیں آواز دی کہ وہ ثابت قدم ہو جائیں اور آپ کے گرد اکٹھے ہو جائیں مگر کسی شخص نے آپ کی طرف التفات نہیں کیا اور نہ کسی نے آپ کو جواب دیا ، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ان خائفہ گھڑوں میں سے ہر ایک نے سارا تاننا بٹا لے لیا تھا کسی نے آپ کی آواز ہی نہ سنی

ہوا کیونکہ ہر سپاہی کو جان بچانے کی فکر دائیں بائیں تھی اور یہ کوئی مستحبہ نہیں کہ اکثر شکست خوردہ لوگوں نے یہ خیال کیا ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو چکے ہیں یا شکست کھا گئے ہیں اس کی دینیں یہ سہکے جب انھیں شکست کے صدمے سے ہوش آیا اور انھوں نے حضرت عباس بن عبد المطلب کی آواز سنی جو انھیں بتا رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر زندہ اور ثابت قدم ہیں اور وہ ان سے میدان شرف کی طرف واپس آنے کی اپیل کر رہے ہیں تو انھوں نے ایک دوسرے کو آواز دیکھ خیر دی اور از سر نو میدان کی طرف واپس آ گئے۔

اور سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم شکست کے وقت ثابت قدم رہے اور آپ نے اپنی تلوار سونپ کر اسکا نیام پھینک دیا اور ثابت قدمی کے ساتھ دشمنوں کے مقابلے تک لہہ اپنا برہنہ پکڑا اور آپ کے چند اصحاب کی یہ چھوٹی سی جماعت آپ کے ارد گرد تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نازک گھڑیوں میں ہر حالت و شجاعت اور اس ثبات کے ساتھ مشرکین سے جنگ کی جو نبی مرسل اور ذمہ دار سالار اعظم کی شان کے مناسب حال تھا اور آپ نے ہوازن کی خوفناک فوجوں کا مقابلہ کیا اور آپ کے اصحاب کی یہ چھوٹی سی مستقل مزاج جماعت آپ کی مدد کر رہی تھی حالانکہ ان کی تعداد فقط ایک سو تھی جبکہ ہوازن کی بیس ہزار فوج میدان میں تیزی سے دوڑ رہی تھی۔

اور صرف حنین کا دن ہی وہ کھن دن نہ تھا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی گھبراہٹ یا شکست کے وقت ثابت قدمی دکھائی تھی بلکہ خوت اور نازک حالات میں ثابت قدم رہنا سالاروں اور شجاعوں کے سر دار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اساسی اور بلند مرتبہ خلاق ہیں سے ایک ظنی چیز

اور جنگ احد کے روز جب مسلمان تیر اندازوں کی غلطی کے نتیجے میں منتشر ہو گئے تو خالد بن ولید کے سوار، مسلمانوں کے پھلے پھلے ہتھیار ٹوٹ پڑے تو رسول کریم ﷺ اپنی جگہ پر انتہائی شجاعت اور ثبات کے ساتھ کھڑے رہے حتیٰ کہ اس نازک وقت میں آپ کا ثبات قدم وہاں مسلمانوں کے شکست سے واپس آنے اور متحد ہونے اور از سر نو دوبارہ اپنی فوج کے نظم کو نیکار اسباب بن گیا۔ اور وہ اس طرح کہ انھیں اس دن خطرناک نقصانات اٹھانے کے باوجود، جو اس روز ان کی فوج کے سوئیں سے دس آدمیوں کو بچے تھے اس سبب نے انھیں دوبارہ میدان کارزار میں بہت اور غلبہ عطا کر دیا۔

اللہ جب خندق میں حالات نازک ہو گئے اور قریظہ کے یوودیوں نے عمدہ شکنجہ کی اور مسلمانوں کو شدید ترین خطرے کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ دل حلقوں میں اٹک گئے جیسا کہ قسم آن کریم میں بیان ہوا ہے خود رسول کریم ﷺ نے صبر و شجاعت اور ثبات کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ آپ کی شجاعت اور ایمان نے ان مضطرب دلوں کو سکون بخشا جن کا احزاب کی خوفناک فوجوں کے ڈر سے گلا گھٹا جا رہا تھا بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضراتی کارروائیاں کر رہے تھے اور کہاں؟ ان خطرناک پوزیشنوں کے آگے، جن کے ورے احزاب کے سواروں کا نشانہ بن جا سکتے تھے اور یہ کام آپ شدید سرد راتوں میں جبکہ اس لمحے ساتھ خوفناک آندھیاں بھی چل رہی تھیں، خندق کے بلند مقامات پر سرانجام دے رہے تھے۔ نیز سوقت مسلمانوں کی حالت نازک ہو چکی تھی اور احزاب کی دس ہزار

لے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبات کی توفاسیل ہماری آہستہ آہستہ میں دیکھئے

جانباؤں پر شتوں فوج کے خوف سے جھپٹیں نبوی سے منافقین اور کمزور
 دل لوگوں کے کھسک جانے کے بعد مسلمانوں کی فوج کی تعداد کم ہو کر
 تین سو تک پہنچ چکی تھی۔

اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ہمیشہ ہی) اپنے اصحاب کی
 پناہ گاہ رہے اور جب جنگ کے مصائب شدت اختیار کر جاتے تو ثبات
 و صبر کے سید انوں میں آپ کا تصرف — ان کی جہازی اور اکیلے مورال
 کی تقویت اور جنگ کے وقت اور مصائب اور حربی آزار منہوں کے قوت
 جن راستوں سے ان کے دلوں میں کمزوری اور بزدلی رہ پا سکتی ہے اخیر
 بند کر دینا سب سے بڑا سبب رہا ہے۔

عظیم آزمائش | حق بات یہ ہے کہ (پہلے حملے میں) مسلمانوں کی
 شکست ایک عظیم آزمائش تھی جس میں کچھ شبہ
 نہیں پایا جاتا اور رسول عظیم اور سالار اکبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آزمائش
 میں ڈٹے رہے، آپ اپنی جگہ پر قطب کی طرح ڈٹے رہے اور اپنے شکست
 خوردہ اصحاب کو ایسی کئی کئی توت دیتے رہے تاکہ جب انھیں علم ہو
 کہ آپ زندہ اور اپنی جگہ پر قائم ہیں تو وہ آپ کے ارد گرد اکٹھے ہو جائیں۔ اور
 جو شخص محمد بن عباسؓ یا کسی کے مقام پر ہو خواہ حالات کچھ بھی ہوں اور
 خواہ ان خوفناک فتنوں کے جن میں اسلامی فوج حضرت نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قیادت میں اس قسم کے تلخ تجربے سے نہیں گزری تھی کچھ بھی
 نتائج و اہمات ہوئے، وہ فسر اور اختیار نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ آپ نبی مہربان

یہ بات کہ حضرت میں رسول عظیم آزمائش کی فضا میں ہائی یہی کتاب غزوہ حنین

اور اللہ کی مدد پر یقین رکھنے والے تھے اور جو اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھتا تھا وہ اُس کے دشمن کو اس پر قابو نہیں دیتا، پھر محمد بن عبداللہ سید السالک اور قائد القادرات، فوج کے سالارِ اعلیٰ اور اُس کے ذمہ دار تھے، اور آپ کے لئے ہمیشہ اسلامی کی اس پوزیشن کو (ثبوت کے باوجود) جسے اختیار کر چکا تھا درستہ کرنا ضروری تھا تاکہ وہ محفوظ رہے اور اُسے کوئی قابلِ ذکر نقصان نہ پہنچے۔

جن لوگوں پر ہوا زن کی طرف سے اچانک اور محکم حملہ ہوا ان کے دوبارہ میدان میں آنے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ بُزدل نہ تھے اور ان میں وہ سر بلند لوگ بھی تھے جنہوں نے بد کے روز اسلام تاریخ کے وسیع تر دروازے میں داخل کیا، میں وہ اس روز بھی، مشترک کی فوجوں کے سامنے ڈٹے رہے اور ان پر فتح پائی حالانکہ وہ تعداد میں ان سے تین گنا زیادہ تھے، اور سامانِ جنگ اور رسد اور ہر مادی چیز میں ان پر زبردست فوقیت کو کھتے تھے اور حنین میں ہوا زن کی فوج، سینکڑ ہزار اور مسلمانوں کی فوج بارہ ہزار تھی، بلاشبہ اس موقع پر ہوا زن کو تعداد میں مسلمانوں پر زبردست فوقیت حاصل تھی یہ حنین کے روز، پہلے حملہ کے وقت مسلمانوں کو جو اچانک شکست ہوئی اس کے اسباب میں کمزوری اور بُزدلی کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا، اور سببِ جنگی مابین کے بیان کے مطابق، حیران کن اچانک حملہ۔ اور حدیثِ اعمدہ قبائلی عناصر کے پائے جانے کا تھا جن میں ہمیشہ اعتقاد کی حکمرانی ہوتی ہے، اسی طرح اسلامی فوج کے اندر اظہارِ اسلام کرنے والے عناصر بھی پائے جاتے تھے (چونکہ دونوں ابھی تک اسلام حاصل

نہیں ہوا تھا، ان عناصر نے شکست دینے میں بڑا کردار ادا کیا کیونکہ ان کے دلوں میں جاہلیت کی کچھ باتیں بٹھایا تھیں جنہوں نے حبش نبوی کو شکست دلائی اور موازنی فوج کو فوج ہوئی، اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلے حملہ کے وقت حبش نبوی میں سب سے پہلے شکست کھانے والے لوگ ان عناصر ہیں سے تھے جیسے کہ سرکرہ حنین کی جنگوں کے حالات لکھنے والے عظیم مؤرخین نے بار بار اس امر کا ذکر کیا ہے۔

قلندر کلام یہ کہ پہلے حملہ کے وقت جو شکست ہوئی وہ ایک آزمائشی دھکا تھا جس میں حبش نبوی کی یونٹیں مضطرب ہو گئیں اور پھر شکست کھا گئیں۔ پس سالار اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہے، میں آپ کا اور آپ کے ایک سوا صحابہ کا ثابت، پوزیشن کی تحسین و تعادیل اور درستگی، درست خورد و حبش اسامی کے پلٹے کے جھکاؤ کا بنیادی سبب تھا جس نے اسے شکست خوردہ دئی اور فرار کے بعد، مہلک حملہ کر کے پوزیشن میں کرایا اور یہ پوزیشن اللہ تعالیٰ کے مومنین کو ثابت قدم رکھنے کے بعد ہوئی، نہیں جب انھوں نے پہنچا کہ ان کے نبی اور سالار اعلیٰ میں ان میں اپنی جگہ پر ابھی تک ڈالے ہوئے ہیں اور موازنیوں کے مومنوں پر تلوار اور ان کے سپہنوں میں نیزے مار رہے ہیں تو وہ میدان جنگ کی طرف واپس آ گئے۔

حضرت عباس کی آواز اور حضرت عباس بن عبد المطلب بھی اس ثابت قدم قلیل جماعت میں شامل تھے جو حنین کے روز مسلمانوں کی شکست خوردوں کی واپسی

کی شکست کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہی تھی، درجب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر شکست خوردہ

جیشِ اسلامی کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو آپ نے اس گرتی ہوئی پوزیشن کی درستگی کا ارادہ کیا (اور آپ کو یہ اعناد تھا کہ جب آپ کے اصحاب خصوصاً انصار اور مہاجرین کو) آپ کی جگہ کا علم ہو گا نیز یہ کہ آپ شکست کھائے بغیر مشرکین کے ساتھ ثابت قدمی سے جنگ کر رہے ہیں تو وہ لازماً میدانِ جنگ کی طرف واپس آئیں گے اور ان کی واپس سے طاقت کا تنازعہ، اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں تبدیل ہو جائیگا اور فتح، جیشِ توحید کی حلیف ہوگی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں کہ اللہ ان کا مددگار ہو گا ادنیٰ سا بھی شبہ نہ تھا اس لئے آپ نے اپنے چچا حضرت عباس سے (آپ بڑے بلند آواز تھے اور آپ کی آواز کئی میلوں تک سنائی دیتی تھی) خواہش کی کہ وہ فوج کو میدانِ شرف و جہاد کی طرف واپس آنے کی اپیل کریں اور آپ کی ڈیوٹی لگائی کہ آپ خاص طور پر انصار اور اصحابِ شجرۃ الرضوان کے نام سے آواز دیں کیونکہ یہ لوگ ہر اس معرکہ میں جس میں مسلمانوں نے عہدِ نبوی میں حصہ لیا، فوج کی ریڑھ کی ہڈی تھے۔ (خصوصاً وہ انصار) جو ہمیشہ ہی اسلام اور اس کے دشمنوں کے درمیان ہونے والے ہر معرکہ میں اکثریت میں ہوتے تھے۔

حضرت عباس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا اور انصار کے نام سے اور خصوصاً اصحابِ السمرۃ (وہ درخت جس کے نیچے مسلمانوں نے فتح مکہ سے قبل حدیبیہ کے روز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

لے سمرۃ، بول کے درخت کو کہتے ہیں یعنی حضرت عباس نے ان لوگوں کو آواز دی جنھوں نے بول کے درخت تلے ہجرت کی تھی۔ مترجم

کی بیعت کی، کہے نام سے آواز دی۔

جو نبی شکست خوردہ مسلمانوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کی آواز میں نبوی اپیل کو سنا تو وہ اچانک حملے کے صدمے سے سنبھل گئے اور خصوصاً اس یقین کے بعد کہ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر ڈسٹر کر مشرکین سے جنگ کر رہے ہیں پس وہ سب کے سب میدان کارزار کی طرف واپس آ گئے اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے اور پیش نبوی کی حالت بہتر ہونے لگی اور ہواریوں کو مسلمانوں کی صفیں لگنے لگیں، حالانکہ قبیلہ ازیم وہ ان کے کندھوں پر سوار ہو چکے تھے اور ان کے قائدین خیال کرنے لگے تھے کہ مسلمانوں کو تباہ کن شکست ہوگی اور بالآخر مکہ ہوازن کے قبضہ میں آ جائے گا۔

از سر نو شدید جنگ | حضرت عباس کی آواز میں رسول حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل کو شکست

خوردہ صحابہ کے قبول کر لینے کے بعد مسلمانوں اور ہوازیوں کے درمیان پہلے سے بھی زیادہ شدید جنگ شروع ہو گئی اور ایک خوفناک معرکہ ہوا اور چند ہی لمحوں میں ہوازن حملے کی پوزیشن ترک کر کے دفاع کی پوزیشن میں آ گئے اور مسلمانوں نے غیظ و غصہ کے ساتھ مشرکوں سے جنگ کی اور عظیم استقلال دکھایا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زبردست فوج عطا فرمائی اور ہوازن کو ایسی تباہ کن شکست ہوئی کہ تاریخ میں عربوں میں سے کسی کو اس قسم کی شکست نہ ہوئی تھی جس نے ہوازن کی عظمت کا ستیاناس کر دیا، جنہیں پہلے حملہ کے وقت اچانک اللہ واقعی فتح نے نصرت کر دیا تھا اور ان پر ذات اور رسوائی نازل ہوئی، اور اس شکست کے

متعلق ان کا کوئی قائد تصور بھی نہ کر سکتا تھا، یا یہ شکست کے عدم مواصلت کے باعث مسلمان، مگر یا سمندر تک ثابت قدم رہ سکیں گے جیسا کہ اسلام لائیو اے ان لوگوں میں سے جن کے دلوں میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا تھا، ایک آدمی نے یہ بات کہی تھی،

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اللہ تعالیٰ کے لئے اللہ علیہ السلام، میرے ماں باپ، کپ پر قربان ہوں، اے ثبات کے لعل ہوا، جن کا مسلمانوں کی شکست کے وقت اپنی جگہ پر ثبات قدم رہنا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کرنا (حالتاً کہ آپ کے ساتھ صرف ایک سو صحابہ ثابت قدم رہے تھے) معرکہ میں مسلمانوں کے بلیس کو فتح کے خواب سے صقر سے بلند کر کے کامیابی اور غلبہ کے اعلیٰ نمبروں تک پہنچانے کا سبب بن گیا۔

جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ان کا نبی اپنی جگہ پر ثابت قدم رہ کر ہوائی فوج کی موجوں سے نبرد آزما ہے تو وہ شرمندہ ہوئے حالانکہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہے تھے۔ اور جب انھوں نے نبوی پہلی کوشش کا وہ انھیں اپنے نبی کے گرد میدان جنگ میں واپس آنے کی دعوت دے رہی تھی تو وہ شرمندہ ہوئے اور واپس آکر غیظ و غضب کیساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑے گویا وہ تند ہوائیں ہیں جو چار چائلز بونے والی چیز کو اڑا کر لے جاتی ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک انسان کہ وہ میدان جنگ میں آنے والوں میں سب سے سابق ہوا، اپنے اوٹھکی مہاراجہ کے ہوئے اور پھر اس کی پشت سے چھلانگ لگاتے ہوئے اپنی تنوار اور نیزہ اٹھاتے ہوئے مشرکین سے لڑنے کے لئے نہایت سرعت کے ساتھ اس طرف دوڑ رہا تھا جہاں رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔

اور جس طرح پہلے پہلے کے وقت شکست کے موقع پر مسلمان ایک دوسرے کو روندتے تھے اس سے کہیں بڑھ کر انھوں نے میدان شریعت کی طرف واپسی پر از دھام کیا اور اپنے چسروں سے شکست کا غبار اڑھاڑا، فریبہ تھا کہ مشرکیں سے مقاتلہ کے لئے جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد از دھام کئے ہوئے تھے اس سے ان کے نیروں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچ جاتی۔

معرکہ کے متعلق واقعہ کی کا بیان | اور شاید ہمارے لئے یہ مستحسن ہو کہ ہم امام المعاذی محمد بن عمر بن عوفی

کی طرف کان دکھائیں، وہ ہمارے لئے ان نازک اور شرمندہ کرنے والی گھڑیوں جن میں مسلمانوں نے شکست کھائی، اور ان شاندار اور بلند قد رملات کا ذکر کرتا ہے جن میں مسلمان واپس ہوئے اور انھوں نے اچانک شکست کی عار کو اپنے پاک اور مقدس خون سے دھویا اور عبد بنوی میں بیت پرستی پر اسلام کی سب سے بڑی فتح کو ریکارڈ کیا، واقعہ کی بیان کرتا ہے کہ

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب ہم دادی حنین میں اترے اور ابھی صبح کا دھند لگا ہی ہوا تھا کہ ہم نے محسوس کیا کہ دادی کی سنگنائیوں اور گھاشیوں سے فوجوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے، پس انھوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ہر اہل کے سوار جو سلیم کے سوار تھے — بیٹھ دیئے جاگ گئے۔ اور اہل سکے نے ان کی پیروی کی اور شکست کھا کر لوگوں نے ان کی پیروی کی وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو سنا۔ اور آپ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ لوگ مشکوک
کھا رہے تھے اور آپ کہہ رہے تھے،

اے اللہ اور اے رسول کے مددگار! میں اللہ کا بندہ اور اس کا
مژدار رہنے والا رسول ہوں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے برچھے کے
ساتھ لوگوں کے آگے آئے۔

اور حضرت عباس بن عبد المطلب بیان کرتے ہیں کہ

جب حنین کے روز مسلمانوں اور مشرکوں کی مٹ بھیر ہوئی تو مسلمان
بھاگ گئے تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ
ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب کے سوا اور کوئی آدمی نہ تھا، وہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کو منہ سے پکڑے ہوئے تھے اور حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کی طرف جلدی سے بڑھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہے
تھے۔ حضرت عباس بیان کرتے ہیں، میں بلند آواز آدمی تھا، جب رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی حالت دیکھی کہ وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں
ہوتے تو آپ نے فرمایا، اے عباس! آواز دو، اے گروہ انصار اور اے
اصحاب السمرہ، پس میں نے آواز دی، اے گروہ انصار اور اے اصحاب
السمرہ، تم وہ یوں لبیک لبیک کہتے آئے جیسے اونٹ اپنے بچوں کے شتاف
ہوتے ہیں، پس ان میں سے ایک آدمی چلتا اور اپنے اونٹ کو مڑتا مگر
وہ اس کی سکت نہ پاتا تو اپنی زہ کو لیتا اور اسے اپنی گردن کے آگے
دکھتا اور اپنی ڈھلن اور ملواری لیتا اور پھر اپنے اونٹ سے کود پڑتا اور
آئے لوگوں میں کھلا چھوڑ دیتا اور آواز کا پیچھا کرتا ہوا رسول کریم صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاتا اور جب لوگ ہمارے پاس آگئے تو اکٹھے ہو گئے، سب سے پہلے انصار کو دعوت دی گئی، پھر دعوت کو غنیمہ میں منحصر کر دیا گیا تو انھوں نے آواز دی، اے خزر ج! راوی بیان کرتا ہے کہ وہ مقابلے کے وقت ثابت قدم اور جنگ کے وقت ہمدرد تھے راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ جیسے سوار اپنی سواری سے گردن بلند کرتا ہے۔ اور آپ نے ان کی جنگ کو دیکھ کر فرمایا، تنور اب گرم ہوا ہے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں سنگرزے لیکر انھیں پھینکا اور فرمایا، رب کعبہ کی قسم وہ شکست کھا گئے ہیں، حضرت انس بیان کرتے ہیں قسم بخدا میں سہل ان کی پسپائی اور ان کی دھار کو کندہ ہوتے دیکھتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دیدی اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے پیچھے اپنا نچر دوڑاتے دیکھ رہا ہوں۔

اور ایک صیغہ گواہ (حنین کے روز) شکست خوردہ انصار کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپسی کے متعلق بیان کرتا ہے کہ انصار، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس مرٹے (اور وہ کہہ رہے تھے کہ فرار کے بعد حملہ) اور وہ یوں مرٹے جیسے گائے شفقت سے اپنے

اللہ الہی حمی الوطیس (تنور اب گرم ہوا ہے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یونٹ کی شدت جنگ کو بیان کیا ہے، اور یہ ان کلمات میں سے ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا، پھر اس منحصر بیان سے ہمیشہ ہی محنت اور شدید معرکوں کو بیان کیا جانے لگا۔

بچوں کی طرف مڑتی ہے، انھوں نے نیزے بلند کئے ہوئے تھے، مئی کہ مجھے
 مشرکین کے نیزوں سے بھی بڑھ کر ان کے نیزوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بارے میں خوف پیدا ہوا، وہ نیزوں کو بلند کئے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے،
 یا لبیک یا لبیک، پس جب وہ ملے اور انھوں نے شمشیر زنی کی تو رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجر پر اپنی رکاب میں گھڑے فرما رہے تھے، اسے اللہ
 میں تجھ سے تیرے وعدے کے مطابق سوال کرتا ہوں انھیں غالب نہیں آنا
 چاہیے۔ پھر آپ نے حضرت عباس سے فرمایا مجھے زمیں سے کچھ سنگریسے
 پکڑاؤ، پھر فرمایا، چھترے قبیح ہو گئے، اور ان سنگریزوں کو مشرکین کی
 طرف پھینک دیا، اور فرمایا، رب کعبہ کی قسم وہ شکست کھا گئے۔ اور
 اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا کو قبول فرمایا اور سحر کہ میں طاقت کا
 تبارک مسلمان کے مفاد میں ہو گیا یہاں تک کہ انھوں نے مشرکین کو بڑی طرح
 شکست دی۔

حضرت انس
 رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم

شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے اصحاب

اور آپ چند اصحاب کے ثبات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اور آپ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا اور
 لوگ شکست کھا رہے تھے، آپ فرما رہے تھے،
 اے اللہ! اور اس کے رسول کے مددگارو! میں اللہ کا بندہ اور

اسکا ڈھارا رہنے والا رسول ہوں، راوی بیان کرتا ہے پھر آپ اپنے رچھے کے ساتھ لوگوں کے آگے آئے، پس تم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی غلو اور زور نہیں مارا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں شکست دیدی۔ پھر جو کرم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کی طرف واپس آئے اور آپ نے انہیں سے جن لوگوں پر قابو پایا تھا، انکے قتل کر دینا حکم مساور فرمایا اور ہوانہ لاپس ہونے لگے اور جو مسلمان شکست کھانے گئے تھے وہ واپس آ گئے۔ اور تاریخ کی کتابوں میں ان آدمیوں کے ناموں کا بھی ذکر آیا ہے جو رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت ابو بکرؓ

۲۔ حضرت عمرؓ

۳۔ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ

۴۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ

۵۔ حضرت نذیر بن عباسؓ

۱۷۔ فضل بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف، آپ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد تھے، آپ کی نسبت ابو عبدات بھی، آپ حضرت نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آج مکہ میں حاضر تھے اور حبشہ کے روز آچکے ساتھ ثابت قدم تھے، اسی دن آپ حبشہ کے ساتھ حجۃ النواہی میں بھی حاضر ہوئے اور آپ حضورؐ کے روایت تھے، آپ نے جو بصورت حقہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے ہیں، افضل رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں ہیں، اہم اور آپ حضرت علیؓ پر پانی ڈالنے والے تھے، اور مریض صفر کی جنگ میں تمام ہیں شہید ہوئے اور حبشہ کا قتل ہو چکا، انھوں میں شہید ہوئے اور انھیں کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارے عموں کو اس میں مشہور ہیں ولایت پائی تھی۔

- ۶۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث
- ۷۔ حضرت دبید بن الحارث
- ۸۔ حضرت امین بن عبید خزرجیؓ
- ۹۔ حضرت اسامہ بن زید
- ۱۰۔ حضرت حارثہ بن النعمانؓ

لے امین بن عبید بن عمر بن بلال، بنی غنم بن عوف بن خزرج میں تھے اور آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ ام امین کے بیٹے تھے جو حضرت اسامہ بن زید کے ان چچا بھائی تھے، مجاہد اور عطاء نے ان سے روایت کی ہے، اسد الغابہ میں ان کے متعلق یہ روایت ہے کہ امین حنین کے روز شہید ہوئے تھے، یہ بیان ابن اسحاق کا ہے۔

یہ حادثہ بن النعمان بن النقع بن زید بنی نجار کے خزرجی تھے، بدر و اُحد و خندق و ربیع معرکوں میں شامل ہوئے، آپ فضل و صحابہ میں سے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہنوئی آدمیوں میں سے تھے، انہیں کے دو حفسہ رکھی تھیں ثابت قدم رہے، آپ ہی کو جبریل نے سلام کیا تھا، روایت ہے کہ ایک روز جبریل حضور کے پاس آئے تو یہ حادثہ آپ کے پاس تک پہنچ گئے تو آپ نے کہا حادثہ اتومیں نے سلام کیا ان گزر گیا، پس جب میں واپس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس آئے تو آپ نے فرمایا، کیا تو نے اس شخص کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کیا ہاں، آپ نے فرمایا، جبریل نے مجھے سلام کا جواب دیا ہے، ابن عمر اصحابہ میں دیکھا ہی سے روایت کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حادثہ نے حضرت عثمان بن عفان سے کہا، اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم آپ کی حفاظت میں جنگ کریں حضرت حادثہ نے حضرت معاویہ کی خلافت کا زمانہ پایا ہے اور بصارت جانے کے بعد حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانے ہی میں وفات پائی۔

ماہم بن عمرو بن قتادہ، عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ سے اہد وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

جب لوگ منتشر ہو گئے، اور قسم بخدا اس وقت ان کی شکست واپس ہوئی جب انھوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قید ہوں کو مشکیں باغ سے ہونے پایا، رادی بیان کرتا ہے کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان بن الحارث کی طرف متوجہ ہوتے جو لوہے سے ڈھکے ہوئے تھے، اور یہ بھی اس دن ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے منہ کو پکڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا یا رسول اللہ میں آپ کی ماں کا بیٹا ہوں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا، تو کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آپ کا بھائی ابو سفیان بن الحارث ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میرا بھائی ہے، مجھے زمین سے سنگریزے بچھاؤ، پس میں نے آپ کو سنگریزے پکڑائے تو آپ نے انھیں ان سب کی آنکھوں میں دے مارا اور وہ شکست کھا گئے ملے رادی بیان کرتا ہے کہ مؤرخین کہتے ہیں کہ

جب لوگ منتشر ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں چپا، تنٹ گئے، اور آپ اپنی سواری پر کھڑے تھے اور آپ اس سے اپنی تلوار سونت کر اور اس کے نیام کو پھینک کر اترے اور آپ انصار و مہاجرین اور اپنے اہل بیت (حضرت عباس

حضرت علیؓ، حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت ابو سفیان بن
الحارثؓ، حضرت ربیعہ بنہ الحارثؓ، حضرت امین بن حبیبہؓ
غزوہ یمی، حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ
علیہم السلام کی ایک جماعت میں باقی رہ گئے یہ

بعض مورخین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے ایک سو آدمیوں کے حالات

والے ایک سو آدمیوں کے حالات کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جب لوگ
خفتہ ہو گئے اور شکست کھا گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے
کے وقت حارثہ بن النعمان سے فرمایا، تمہاری رائے میں ثابت قدم رہنے والے
کتنے آدمی ہیں؟ حضرت حارثہ بیان کرتے ہیں، جب میں تنگی سے ایک طرف
ہو کر اپنے پیچھے متوجہ ہوا تو میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو میں نے ایک
کا ہوا تھکا ہوا لنگیا، اور میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ ایک سو ہیں۔۔۔
بہانگ کہ میں ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ
مسجد کے دروازے پر جبریل سے گفتگو کر رہے تھے، جبریل نے کہا، اے محمد!
یہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا، حارثہ بن النعمان۔

جبریل نے کہا، یہ حنین کے روز ثابت قدم رہنے والے سو آدمیوں
میں سے ایک ہے۔ اگر یہ سلام کہے تو میں اسے ضرور جواب دوں گا، پس

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خبر دی تو حارثہ نے کہا، میں نے اسے خیال کیا کہ حیہ بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہے۔

اور معمر بن راشد زہری سے اور وہ عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ سے بیان کرتے ہیں کہ جبریل نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ جنت میں ان لوگوں کے (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے) اوراق اور ان کے عیال کے اوراق کا حنائن کیا، اور حضرت عباس فرمایا کرتے تھے کہ

ابو سفیان بن الحارث ان لوگوں میں سے ہے جن کے اپنے اور ان کے عیال کے اوراق کا اللہ تعالیٰ جنت میں حنائن ہے۔

اور شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبات کے متعلق ابروہ بن عازب: جو ثابت قدم انگوں میں سے تھے) سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی جہود نہیں کہ رسول خدا آپشت نہیں پھیری جبکہ آپ کھڑے رہے اور مدد طلب کی پھر آپ اترے اور آپ فرما رہے تھے۔

بِئْسَ النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں اللہ کا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور آپ کے دشمن کو پچھاڑ دیا اور آپ کی حجت کو کامیاب کیا۔

حنین کے روز حضور کی دعا: جب آپ کی فوج شکست کھا گئی

اور آپ ثابت قدم رہے (اور انصار و ہاجرین کے چہرہ سو آدمی تھے)
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرما رہے تھے،

اللّٰهُمَّ رِنِّ لِلْحَمْدِ وَالْيُسْرَى الْمَشْتَكَا وَانْتَ الْمُسْتَعَا

اے اللہ سب تعریف تیرے لئے ہے اور تجھ سے ہی شکایت ہے
اور تجھ سے ہی مدد طلب کی گئی ہے۔

جبریل بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ کلمات تلقین کئے جو اللہ تعالیٰ
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سمندر بچھنے کے بعد تلقین کئے تھے جبکہ
سمندر ان کے آگے اور فرعون ان کے پیچھے تھا۔

اور جبکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انصار ہمیشہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی بھر نبوی صلح افواج کی ریڑھ کی ہڈی رہے، یہی وجہ ہے کہ حنین
کے روز شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم
رہنے والوں میں سے ۶۷ آدمی انصار اور ۳۳ آدمی ہاجر تھے۔

فریقین کے درمیان شدید جنگ | شکست خوردہ مسلمانوں کے
سیدان کا رزار کی طرف

واپس آ جانے کے بعد جنگ بھر رکھ اٹھی اور ہوازن نے یہ نظیر شدت
اور سختی کے ساتھ لڑے، لیکن تمام شکست خوردہ اسلامی فوج کی
دبسی کے بعد وہ حملے کی پوزیشن کو چھوڑ کر دفاع کی پوزیشن میں آ گئے
اور مسلمانوں نے (اپنے نبی کی کمان میں) ہوازن پر زبردست تباہ کن
مخالفانہ حملہ کیا جس کے سامنے ہوازن اور ان کے حلیفوں نے ثابت قدم
رہنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

مسلمانوں نے غنیمت و غصے کے ساتھ ان کا صفایا کر دیا اور انھیں

قتل کیا اور انھیں اپنے آگے اس طرح بہا لے گئے جیسے آندھی خشک پتے کو اڑا بیجاتی ہے پس انھوں نے ان میں خوب خونریزی کی، اور بعض مسلمانوں کا غصہ اس حد تک بڑھ گیا کہ انھوں نے مشرکین کے بچوں کو قتل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ دراز کر دیئے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش اس کام سے روک دیا کیونکہ شریعت اسلام خواہش کیسے بھی حوازیہ، اسباب ہوں بچوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتی۔

محمد بن ابی صعبہ بیان کرتے ہیں کہ

جب حضرت عباس نے ہند آواز سے مسلمانوں کو شکست سے واپسی کے لئے پکارا تو خضر ریح کے سردار حضرت سعد بن عبادہ نے آواز دی، اے خضر ریح! اے خضر ریح! اور اس کے سردار حضرت اسید بن حضیر نے آواز دی، اے اوس! اے اوس! تو خدا کی قسم وہ ہر جانب سے یوں داپیں آئے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کی طرف آتی ہیں۔

رادی کا بیان ہے کہ مسلمانوں کو مشرکوں پر غصہ آیا، اور انھوں نے انھیں قتل کیا یہاں تک کہ مسلمانوں نے بچوں کے قتل کے بارے میں جلدی کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا،

ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ قتل انھیں بچوں کے قتل کرنے تک لے گیا ہے۔ آگاہ رہو، بچوں کو قتل نہ کیا جاسکے۔ آپ نے یہ بات تین بار کہی، حضرت اسید بن حضیر نے کہا، یا رسول اللہ! وہ تو مشرکین

کے بچے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسید کو خواب میں فرمایا، کیا تمہارے بہتر آدمی مشرکین کی اولاد نہیں؟ ہر روح فطرت اسلام پر پیدا ہوتی ہے یہاں تک ان کے متعلق ان کی زبان سے بیان کوئی ہے کہ ان کے والدین انہیں یہودی یا نصرانی بنائیتے ہیں۔

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ مسلمانوں کے سبب ان کا بڑا زلہ میں واپس آنے کے بعد ہوازن نے مشد یہ جنگ کی اور انہیں کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے مسلمانوں کو بڑی سختی سے قتل کیا اور اس امر پر اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والا اور کوئی واقعہ نہیں جیسے یزید نے بیان کیا ہے کہ ہوازن کا ایک آدمی اپنے اونٹ پر مسلمانوں کو اپنی تلوار سے قتل کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا تا آنکہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابو دحباب نے نعاون کر کے اسے قتل کر دیا۔

ایک آدمی جس کے قتل پر مہاجرین اور انصار کے دو مشہور ترین شہسوار تعاون کر گئے ہیں یقیناً وہ ایک دلیر اور بہادر آدمی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں، حضرت علی مہاجرین کے شہسوار تھے اور حضرت ابو جابر انصار کے شہسوار، اور احد کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمشیر بردار تھے اور اس روز یادگار بہادرانہ کارنامے سر انجام دینے والے تھے۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں (اس ہوازی شخص کے بارے میں جس نے

مسلمانوں کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا کہ

ہوازن کا ایک آدمی مشرخ اونٹ پر سوار تھا جسکے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو اس کے طویل نیزے کے سر پر لگا ہوا تھا اور وہ لوگوں کے آگے آگے چل رہا تھا جب وہ کسی آدمی کو پاتا اسے نیزہ مارتا اسے بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا، پس حضرت ابو دجانہ اسکے سامنے ٹوٹ گئے اور آپ نے اس کے اونٹ کی کو پٹھیں کاٹ دیں تو اس کے اونٹ کے خرخر کرنے کی آواز سنی گئی اور اونٹ لپٹ گیا، اور حضرت علی اور حضرت دُحّا نے اس کا راستہ روک لیا، پس حضرت علی نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا اور حضرت ابو دجانہ نے اس کا دوسرا ہاتھ قلم کر دیا اور دونوں اسے اپنی تلواریں مارنے لگے یہاں تک کہ ان دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں، پس ان دونوں میں سے ایک ڈک گیا اور دوسرے نے اس کا کام تمام کر دیا، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا چلے اس کے سامان پر توجہ نہ دیجئے، پس دونوں مارتے مارتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلے گئے اور ہوازن کے ایک سوار نے دونوں کو روکا، جسکے ہاتھ میں مشرخ جھنڈا تھا پس دونوں میں سے ایک نے اسکے گھوڑے کی اگلی ٹانگ پر تلوار ماری اور وہ منہ کے بل گر پڑا، پھر دونوں نے اسے اپنی تلواروں سے مارا اور اسکے سامان پر سے گزر گئے اور حضرت ابو طلحہ نے گزرتے ہوئے چلے اور دوسرے آدمی کا سامان لے لیا، اور حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی، حضرت ابو دجانہ اور حضرت عیین بن عبیدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جنگ کیا کرتے تھے۔

۱۔ سنائی الواقعی جلد ۱۰ صفحہ تحقیق ڈاکٹر مارسلون جونس ایڈیشن ۱۹۶۷ء

قبیلہ ہوازن کے سالار کی جانبازی | اسی طسرح نورعین نے دعینی گواہوں کی روایت

ہے) بیان کیا ہے کہ ہوازنی فوجوں کے سالار عام مالک بن عوف اور اس کے قبیلہ بنی نصر نے بڑی سختی، شجاعت اور فہات کے ساتھ جنگ کی قریب تھا کہ وہ اپنے آخری آدمی تک فنا ہو جائے اور سالار عام مالک بن عوف اسی وقت میدان سے پیچھے ہٹا جب اس نے دیکھا کہ اسکا اپنی ان فوجوں پر کوئی کنٹرول نہیں رہا جنہیں شکست نے اس طرح پرانگندہ کر دیا تھا جیسے آندھی خشک پتوں کو پھاگندہ کر دیتی ہے اور ہوازن کے ہر سپاہی کو اپنی جان بچانے کی فکر پڑی ہوئی تھی ۔

فاقدی بیان کرتا ہے کہ بنی نصر (مالک بن عوف کی قوم) اندھنی رباب میں جو بنی نصر میں سے تھے قتل کی خوب گرم بازاری ہوئی یہاں تک کہ عبداللہ بن قیس النہری — جو مسلمان تھا — کہنے لگا، یا رسول اللہ بنو رباب ہلاک ہو گئے ہیں، تو آپ نے فرمایا اے اللہ ان کی مصیبت کا انالہ فرما،

حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حنین کے روز دو آدمیوں ایک مسلمان اور اور ایک مشرک کو جنگ کرتے دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مشرک آدمی، مسلمان کے خلاف اپنے مشرک ساتھی کی مدد کرنے کا خواہاں ہے، پس میں نے اس کے پاس آکر اس کے ہاتھ پر تلوار ماری اور اسے قطع کر دیا اور اس نے مجھے اپنے دوسرے ہاتھ کے ساتھ گلے سے پکڑ لیا اور خدا کی قسم اس نے مجھے اسوقت چھوڑا جب مجھے اس سے موت کی بو آئی اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتا اور اگر میلان خون

کے باعث وہ قریب لڑگ نہ ہو گیا ہوتا تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا، پس وہ
 گر پڑا اور میں نے اسے تنوار مار کر قتل کر دیا اور جنگ نے مجھے اس سے غافل
 کر دیا اور مکہ کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کا سامان
 لے لیا اور جب جنگ لڑک گئی اور ہم دشمن سے فارغ ہو گئے تو رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہو اسکا سامان اسے ملے گا،
 میں نے کہا: یا رسول اللہ قسم بخدا میں نے ایک سامان والے آدمی کو قتل
 کیا ہے اور جنگ نے مجھے اس سے غافل کر دیا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اسکا
 سامان کس نے لیا ہے؟ تو مکہ کے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے
 درست بات کہی ہے اور اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے، پس آپ
 اس شخص کے سامان کے بارے میں اسے مجھ سے راضی کر دیں۔ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم دیا نہیں، خدا کی قسم وہ اس سے خوش نہیں
 ہوگا، تو خدا کے دین کے دفاع کرنے والے شیرانِ خدا میں سے ایک شیر کا
 قصہ کرتا ہے اور اس کے سامان کا حصہ دار بنتا ہے، اس کے مقتول کا
 سامان اسے واپس کر دے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے
 درست فرمایا ہے اسکا سامان اسے واپس کر دے، حضرت ابو قتادہ
 فرماتے ہیں، میں نے اس سے سامان لے لیا اور اسے فروخت کیا اور اس
 کی قیمت سے میں نے چند کھجوروں کے درخت خریدے اور یہ پہلا مال تھا
 جسے میں نے جمع کیا۔

حنین کے روزِ اکہمافی معجزہ: مختلف تفسیریں نے ان معجزات

کے متعلق گفتگو کی ہے جن کے ذریعہ حنین کے روزِ القہر تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی یعنی ان کے ذریعہ مشرکین کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا وہ حنین میں شامل ہوئے والے بعض صحابہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ہوازن کی شکست سے پہلے (جبکہ لوگ آپس میں جنگ کر رہے تھے) ایک سیاہ چادر سی دیکھی جو آسمان سے آئی یہاں تک کہ ہمارے اور دشمنوں کے درمیان گر پڑی۔ اور ان میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ

میں نے دیکھا کہ سیاہ چوڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جنہوں نے وادی کو بھر دیا ہے مجھے کوئی شک نہیں کہ فرشتے تھے پھر دشمن کو شکست ہو گئی اور ایک دوسرے آدمی کا بیان ہے کہ

مالک بن عوف کے آدمی (جو اسکے جاسوس تھے) اس کے پاس واپس آئے اور ان کے جوڑے جیسے پڑ چکے تھے، اس نے کہا، تمہارا بڑا ہو، تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم نے اربع گھوڑوں پر سفید آدمی دیکھے ہیں اور قسم بخدا ہم ضبط نہیں کر سکے، حتیٰ کہ ہماری وہ کیفیت ہو گئی جو تم دیکھ لے رہے ہو اور انصار کے کچھ شیوخ بیان کرتے ہیں کہ

ہم نے اس روز دیکھا کہ سیاہ چادروں کی مانند کوئی چیز آسمان سے گری ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چوڑیاں پھیلی ہوئی ہیں اور ہم انھیں اپنے کپڑوں سے بھاڑتے ہیں پس وہ اللہ کی مدد و ترقی جس کے ذریعہ اس نے ہماری تائید کی۔

اور حنین کے روز فرشتوں کی علامت، شرحِ ہما سے تھے، جنہیں انھوں نے اپنے کندھوں کے درمیان ٹٹکایا ہوا تھا اور حنین کے روز

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں جو رعب و کھوف لادیا وہ شب میں سگرز یوں گئے پڑتے کی طرح تھا اور سوید بن عامر السدوسی جو اس عرصہ میں مشرکوں کے ساتھ حاضر تھا، بیان کیا کرتا تھا کہ اس سے رعب کے متعلق دریافت کیا گیا تو وہ سگرز کے سیکر اٹھیں، شب میں دے گاؤں اور وہ شبن کی آواز دیتا وہ بیان کرتا ہے کہ یہاں سے اندر اس قسم کی آواز آتی تھی۔

اور مالک بن اوس بن الحدرثان ان سگرز یوں کے اثر کے متعلق بیان کرتا ہے جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے چہروں پر عین کا تھا، وہ بیان کرتا ہے کہ میری قوم کے متعدد آدمیوں نے جو اس عرصہ (مشرکوں کی تباہی) حاضر ہوئے تھے، بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سگرز یوں کی یہ معنی پھینکی تو پہاڑ ابر آدی اپنی آنکھوں میں تھکاؤ پڑنے کی شکایت کرنے لگا اور پہاڑ سے دلوں میں جو دھڑکا تھا اس کی کیفیت شب میں سگرز سے پڑنے کے مانند تھی اور یہ دھڑکا ہم سے دور نہیں ہوتا تھا اور ہم غلام روزا طبق گھوڑوں پر سفید آدمی دیکھے جن پر شریع عامے تھے جنہیں انہوں نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا وہ زمین و آسمان کے درمیان فوج در فوج تھے اور وہ کسی چیز کے پاس نہیں ٹھہرتے تھے اور نہ ہی ہم ان کے رعب کے باعث ان سے جنگ کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔

سہیلی اپنی کتاب الرد من الالف جلد ۲ ص ۲۱۳ تحقیق و تبصرہ عبد الرحمن عیسیٰ

معجزہ پر سہیلی کا تبصرہ

میں ان معجزات پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ

۱۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۴ ص ۹۱، مفادی الواقعی جلد ۲ ص ۹۶، سیرۃ حلبیہ جلد

۲ ص ۲۲، طبری جلد ۲، البدایہ النہایہ جلد ۴، الکامل فی التاریخ جلد ۲

حضرت جبریلؑ مطہم (آپ صحابی ہیں اور اس حرکت میں شامل تھے) بیان کرتے ہیں کہ میں نے پہیلی ہوئی چیونٹियों کی مانند ایک چادر آسمان سے اترتے دیکھی، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ملائکہ تھے اور ابن اسحاق نے دوسرے قول کو مقدم کیا ہے کہ — میں نے دلق گھوڑوں پر سفید آدمیوں کو دیکھا اور وہ فرشتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے اس ہوازی کو دشمن کو غورزدہ کرنے کے لئے گھوڑوں اور آدمیوں کی صورت میں دکھایا۔ اور جبریلؑ انھیں بھیجی ہوئی چیونٹیوں کی صورت میں دیکھا، یہ ان کی کثرت تعداد بتانے کے لئے تھا کیونکہ چیونٹیوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا، پھر یہ کہ چیونٹی سے قوت کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں، اتویٰ می التملہ، وہ چیونٹی سے زیادہ طاقتور ہے کیونکہ وہ اپنے جسم سے کئی گنا بڑی چیز اٹھا لیتی ہے اور ایک آدمی نے ایک بادشاہ سے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے چیونٹی کی قوت عطا کرے تو اس نے اس بات پر تمنا مٹایا، تو اس نے کہا کہ حیوانات میں چیونٹی کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو اپنے جسم سے زیادہ بوجھ اٹھا سکتی ہو، اور اس مثال کو اصبعانی نے اپنی کتاب الامثال میں اس واقعہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے، اور ایک قوم کو چیونٹیوں کے ذریعے ہلاک کیا گیا اور وہ جہنم تھے۔

اور دوسرے معجزے کے متعلق بیت اللہ کا دربان شیبہ الحی

(تفصیلی طسرتی پر) ہم سے بیان کرتا ہے وہ — اپنے قبول اسلام کے سبب کے متعلق کہتا ہے کہ

ہمارے گزشتہ آباء و اجداد جن ضلالتوں سے وابستہ تھے میں نے انکی پابندی سے عجیب تر بات کوئی نہیں دیکھی، جب فتح کا سال تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور جنگ ہوازن کی طرف روانہ ہوئے، میں نے کہا کہ میں قسریں میں سے حنین میں ہوازن کی طرف جاؤں گا لیکن یہ وہ گتھ جائیں اور میں موقع پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں اور میں تمام قریش کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہو گیا، بالفاظ دیگر میں آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا بدلہ لوں گا — کیونکہ اسکا باپ اور چچا اجد کے روز قتل ہو گئے تھے اور ان دونوں کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا — اور میں کہتا تھا کہ اگر عرب عجم میں سے ایک آدمی بھی باقی نہ رہا تو بھی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کروں گا، اور میں اس بات کی شدت میں بڑھتا ہی گیا، پس جب لوگ آپس میں مل جل گئے اجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے اترے تو میں تلوار سونت کر ان کے قریب ہو گیا اور میں نے تلوار اٹھائی اور قریب تھا کہ میں ان پر وار کر دیتا، کبھی کی مانند ایک گک کا شعلہ میری طرف بڑھا، قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دیتا، پس میں نے اسکے خوف سے اپنی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی، اسے شیبہ میرے قریب آجا، پس میں آپکے قریب ہو گیا تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجسم فرمایا اور جو کچھ میں چاہتا تھا اسے معلوم کر لیا، پس آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اے اللہ! اسے شیطان سے محفوظ رکھ، شیبہ بیان کرتا ہے کہ قسم بخدا وہی گھر ہی تھی جب آپ مجھے اپنے کانوں، آنکھوں اور جانی سے

بھی زیادہ محبوب ہو گئے اور جو کچھ سیر سے دل میں تھا اللہ نے اسکا خاتمہ کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسریلیا، قریب زور جنگ کو، پسر میں آپ کے آگے آگئے اپنی تلوار چلاتا تھا، اللہ تعالیٰ ہتر جاتا ہے کہ میں اپنی جان ہار کر بھی آپ کو بچانا زیادہ پسند کرتا تھا، اور اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور اس گھڑی میں میری اس سے ملاؤ نہ ہوتی تو یہ جہاد میں ہر تلوار کا دل کرتا، پس میں آپ کے ساتھ رہنے والے لوگوں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ مسلمان واپس آگئے اور انھوں نے یکبارگی حمد کر دیا، اور میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کو آپ کے فریاد کیا تو آپ اس پر اچھی طرح کھڑے ہو گئے اور ان کے تعاقب میں گئے یہاں تک کہ مشرک تمام اطراف میں منتشر ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو آدمی کسی پر قابو پائے اسے قتل کر دے اور مسلمان اسکا تعاقب کرے کہ انھیں قتل کرنے لگے یہاں تک کہ انھوں نے بچوں کو بھی قتل کر دیا، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بچوں کے قتل کرنے سے روک دیا۔

معرکہ حنین میں مسلمان عورت کا کردار

اور مکہ مکرمہ میں مسلمان عورت کا کردار بڑا بلند

تھا اور عیش بنیوی میں الفار کی چار عورتیں شامل تھیں جو عین کئے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہیں جن کی سربراہ حضرت اُمّ حبشہؓ تھیں جنہوں نے معرکہ اُحد میں مشہور کارنامے سر انجام دئے تھے۔

سلیمان بن بلال نے حضرت ام عمارہ سے دعا دیتے کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ اُس دن (یعنی حنین کے روز) لوگ ہر طرف شکست کھا رہے تھے اور میں اور چار عورتیں تھیں، میرے ہاتھ میں ایک شمشیر تھا جسے میں اور حضرت اُمّ سلیم کے پاس ایک خنجر تھا جسے انھوں نے کمر میں باندھا ہوا تھا اور ان دنوں وہ عبداللہ بن ابی طلحہ

ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار العسریٰ العبدی النجفی اہل مکہ میں سے تھے اور ان کی کنیت ابو عثمان تھی۔ اور بعض کا قول ہے کہ ابو صفیہ تھی، اور ابو عثمان اذقص کے نام سے مشہور تھے اور ان کا باپ احد کے روز مشرکین کا علمبردار تھا اسے (مشرک ہونے کی حالت میں) حضرت علی بن ابیطالب نے قتل کیا۔ شیبہ فجع مکہ کے روز بظاہر مسلمان ہو گئے مگر حنین کے روز صحیح معنوں میں مسلمان ہوئے، ابن الاثیر اسد الغابہ میں بیان کرتے ہیں کہ شیبہ ہشترین مسلمانوں میں سے تھے، رسول کویم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اس کے حمرا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو کلیہ و کعبہ عطا فرمائی، اور قسم مایا، اے بنی طلحہ اسے لے لو، یہ روز قیامت تک ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی، اور کوئی ظالم ہی اس کو تم سے لیتا، اور شیبہ، (ابن بنی شیبہ کے جد ہیں جو بنی شیبہ کے صاحب ہیں اور آج تک کلیہ کعبہ انہی کے ہاتھوں میں ہے، اور شیبہ روایت حدیث میں سے ہیں، آپ نے سداۃ جبری میں لوگوں کو حج کو دیا، جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے انصار میں اختلاف پیدا ہو گیا کیونکہ ان میں سے ہر ایک حاجیوں کا، میرٹنا چاہتا تھا تو وہ ایرانی حل کے طور پر انھیں امیر رچ بنایا گیا شیبہ نے شیبہ میں وفات پائی۔

سے حاملہ تھیں، اور حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام الحارثؓ تھیں۔

مکرمین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام عمارہؓ خنجرستان کو انصاریوں کو آواز دینے لگیں (مسلمانوں کی شکست کے وقت) یہ کیا دستور ہے؟ تم کیوں بھاگتے ہو، حضرت ام عمارہؓ فرمایا کرتی ہیں کہ میں دوازن کے ایک آدمی کی خدمت دیکھ رہی تھی جو خاکسری رنگ کر اونٹ پر سوار تھا اور اس کے پاس جھنڈا من تھا وہ اپنے اونٹ کو مسلمانوں کے پیچھے دوڑا رہا تھا، پس میں نے اسے روکا، اور میں اونٹ کی کونچوں پر مارنے لگی اور وہ اپنے سر میں کے بن گرا اور میں نے آدمی پر بھی حملہ کیا اور میں مسلسل اس پر وار کرتی رہی یہاں تک کہ میں نے اسے ٹھکانے لگا دیا اور میں نے اس کی تنوار لے لی اور اونٹ کو خشک کرنے چھوڑ دیا۔ اور رسول کریم ﷺ اپنے ہاتھ میں تنوار سونپتے کھڑے تھے جسکے نیام کو آپ نے پھینک دیا تھا اور آپ آواز دے دے رہے تھے کہ اسے اصحاب سورہ بقرہ -

راوی بیان کرتا ہے کہ مسلمانوں نے پلٹ کر حملہ کیا اور وہ کہنے لگے اے بنی عبدالمطلب! اے بنی عبید اللہ! اے اللہ کے سواروں! اور رسول کریم ﷺ نے اپنے سواروں کا نام اللہ کے سوار رکھا تھا، اور آپ نے

حضرت ام سلمہؓ کے متعلق سید الغاب میں بیان ہوا ہے کہ آپ بیعت کنندہ عورتوں میں سے تھیں اور اُحد کے روز حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشاں ہوئی تھیں، حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ آپ اُحد کے روز بیمار تھے خشکی سے اُٹھا کر لائی تھیں حضرت ام الحارثؓ، عمارہ بن غزیہ کی راوی ہیں، اور ابن عبد البر کے قول کے مطابق آپ غزیرہ میں سے ہیں۔

مہاجرین کا نشانہ بن گیا۔ بنی عبدالمطلب نے اعداؤں کا نشانہ اختیار کر لیا۔ بنی عبدالمطلب نے اعداؤں کے پاس اصرار کیا اور جو ان ۱۰ ایسی دشمنی تھیں جنہوں نے اس سداغ وسیع ہو گئے۔ وہ وہ کی طرح کھڑے ہو گئے اور خدا کی قسم میں نے اس میں شکست کبھی نہیں دیکھی، وہ ایک جانب چلے گئے اور دوسری جانب پیش قدمی کے بیڑوں میں۔ یہ اور عبدالمطلب کو — دشمنوں کا نہ چلے جانے کا قید پڑا۔ کہہ رہا تھا میرے پاس ہوئے اور میں غصے کے ساتھ ان کے لئے کھانا سوئے گا اور ان سے ایک کو قتل کرانے دگا اور لوگ قیدی لے کر گئے اور ان کے لئے ہنی مانوں میں انتظار میں تیس قیدی دیکھے۔ روزِ ممان اپنی شکست کے انتہا میں پہنچے گئے پھر ان کے بعد مملکت گیا اور نوٹے اور حجتہ سے بخیر کریم علیہ السلام نے ان سب کا حقتہ نکال دیا۔

ایک عورت کا شکست خوردہ اور یہ عجیب بات ہے کہ
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 مسلمانوں کے قتل کا مطالبہ کرنا
 کے ساتھ ثابت قدم رہنے
 کے جوڑ اور شکست خوردہ۔ مانوں پر نا اہلی کے غم کے لئے ہزیمت کے
 وقت ثابت قدم رہنے والی عورتوں میں سے ایک کو حضرت ام سلمہ بنت
 ابی سلمہ (اس وقت تک پہنچا دیا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا
 کیا کہ آپ مہین کے روز پہلے تھے کہہ وقت، اپنے بھانجے جہانم کے لئے صاحب
 کے متعلق قتل کا حکم نافذ کریں۔

مذکورہ بیان کے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت ام سلمہ — اپنے خاندان پر طلحہ

کے ساتھ تھے اور اپنے بیٹے جبریلؑ کے ساتھ تھے اور اپنی کمربندیں پہنے ہوئے تھے اور ابو طلحہؓ کا اونٹ ان کے پاس تھا، انھیں خدشہ ہوا کہ وہ ان پر غالب آجائے گا، میں آپؐ نے اس کے سر کو اپنے قریب کیا اور اس کا ہمارے کے اس چھتے میں اپنا ہاتھ ڈال دیا جو اس کی ٹانگ میں بڑا تھا، آپؐ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُمّ سلیم! انھوں نے جواب دیا، ہاں یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، کیا آپؐ نے ان کو کوہ کعبہ پر جو آپؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے، جب اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر قابو دے تو انھیں معاف نہ کرنا اور انھیں اس طرح قتل کرنا جیسے آپؐ مشرکین کو قتل کر رہے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ آپؐ کو چھوڑ گئے ہیں آپ انھیں اسی طرح قتل کریں جیسے آپؐ ان لوگوں کو قتل کر رہے ہیں جو آپؐ سے جنگ کر رہے ہیں اور بلاشبہ وہ اسی کے اہل ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُمّ سلیم! قذکھ اللہ۔۔۔ اللہ کافی ہو گیا، اور خدا تعالیٰ کی بخشش وسیع تر ہے۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں، حضرت ام سلیم کے پاس ایک عجب تھا اور ابو طلحہؓ نے آپؐ سے کہا، اے ام سلیم تمہارے پاس یہ کیسا خنجر ہے؟ آپؐ نے جواب دیا، میں نے اس سے خنجر بچھا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب ہوا تو میں اس کا پیٹ بھاڑ دوں گی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ابو طلحہؓ نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپؐ وہ بات نہیں سن چکے جو کچھ میری آنکھوں والی کہہ رہی ہے؟

سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۸۵-۸۹، مغازی الواقدي جلد ۳ ص ۹۹
سیرت مطبوعہ ۲ ص ۸۵۔

اسی طرح ایک دوسری عورت نے بھی شکست خوردہ مسلمانوں کے قتل کا مطالبہ کیا، اور وہ ام الحارث انصاریہ تھیں۔

واحدی بیان کرتا ہے کہ حضرت ام الحارث انصاریہ نے اپنے خاوند ابوالحارث کے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور اسکے اونٹ کا نام الحمار تھا، آپ نے کہا، اے عارث! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا ہے پس آپ نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور لوگ شکست کھا کر بھاگ رہے تھے اور آپ اونٹ سے الگ نہ ہوتی تھیں۔

حضرت ام الحارث بیان کرتی ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب میرے پاس سے گزرے (یہ بھی ثابت قدم لوگوں میں شامل تھے) تو حضرت ام الحارث نے کہا، عمر یہ کیا ہے؟

حضرت عمر نے جواب دیا، امیر الہی ہے، اور حضرت ام الحارث کہنے لگیں، یا رسول اللہ! جو میرے اونٹ سے آگے اسے قتل کر دیجئے۔
 خدا کی قسم، آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے یعنی بنی سلیم اور اہل مکہ جنہوں نے لوگوں کے ساتھ شکست کھائی تھی آج ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔
فوج سے بھاگنے والوں کے متعلق حکم اسلامی قانون کے مہربان اختیار کرنے اور ان کا موقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے روز قرار اختیار کرنے کو حرام قرار دیا ہے، یا ایہا الذین

..... بھلاؤ دینا المصیۃ

ترجمہ: اے مومنو! جب تم کفار سے فوج میں ملاقات کرو تو انہیں پیٹھ نہ دو، اور جو اس دن سوائے جنگ کے کیلئے ایک طرف ہوئے یا جماعت کی طرف جگہ پکڑنے کے۔ اپنی پشت پھیرے تو وہ غضب الہی کے ٹھکانا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس امر پر جماع نہیں ہوا کہ بدر کے سوا فوج سے بھاگنا کبائر میں سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے منین کے روز فساد اختیار کرنے والوں کو بخش دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُحد کے روز فساد اختیار کرنے والوں کو بخش دیا جیسا کہ قرآن کریم میں واضح طور پر بیان ہوا ہے، سبیل بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کیسے فرار کیا جبکہ فوج سے بھاگنا کبائر میں سے ہے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے وعید نازل کی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بدر کے سوا علماً نے فرار کے کبائر میں سے ہونے پر اتفاق نہیں کیا، اور یہی قول حسن اور حضرت عبداللہ بن عمر کے غلام نافع کا ہے اور قرآن کریم کی نصیحتی عبارت بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وھو یؤتھم مومنین دُئیمہ۔۔۔ اور جو اس دن اپنی پشت پھیرے۔

پس یونسہ میں یوم بدر کی طرف اشارہ ہے پھر بعد ازاں یوم احد کے
 فرادیوں کے متعلق تحقیق نازل ہوئی اور وہ یہ قول الہی ہے کہ وَلَقَدْ عَفَا
 اللَّهُ عَنْهُمْ — اور اللہ نے انھیں معاف فرما دیا ہے اور حنین کے روز بھی
 یہی ہوا — و یوم حنین اِذَا عَجَلْتَ كَعَجَلْتَكُھ۔ الی قولہ
 عَجَلْتَ كَعَجَلْتَكُھ — اور ابن سلام کی تفسیر میں ہے کہ بدر کے روز فرار
 اختیار کرنا کیا نہیں سے تھا اور اسی طرح رومیوں کی عظیم جنگ، اور
 دجانب کے دقت بھی فرار کرنا، کیا نہیں سے ہوگا، پھر یہ کہ آپ کو چھوڑنے
 والے لوگ اسی وقت واپس آگئے اور انہوں نے آپ کے ساتھ ہو کر جنگ
 کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فتح عطا فرمائی۔

ان مسلمانوں کی گفتگو جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا تھا گفتگو کی اور شکست
 کے وقت زحائے قریش میں سے مسلمان ہونے والے لوگوں نے

جن کے دلوں میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا تھا گفتگو کی اور شکست
 پر ان کے چہروں کی شکنیں کھل گئیں اور انھوں نے ایسی باتیں کہیں جو
 اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ انھیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ کوئی محبت نہیں، لیکن بعد میں وہ سب کے سب بہت اچھے مسلمان
 ثابت ہوئے اور وہ بہترین صحابہ میں سے تھے اور انھوں نے شکست کے
 وقت حنین کے روز جو بات کہی تھی وہ صرف اسوجہ سے تھی کہ وہ نئے نئے
 اسلام لائے تھے اور ان کے اسلام لانے پر ابھی (مگر میں شکست کھانے کے بعد)

دس دن بھی نہیں گزرے تھے اور ابھی ان کے دلوں میں اسلام جاگزیں نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ ان میں سے ابوسفیان بن حرب اور سمیل بن عمرو بھی تھے اور ابوسفیان بن حرب نے کہا،
ان کی شکست سمنہ تک ختم ہوگی،

اور ایک صحابی اللہ تعالیٰ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کا نام ابو سفیان تھا، ابوسفیان کی یہ بات سن کر اسے کہا،
(خدا کی قسم اگر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے قتل کی ممانعت
کونہ سن ہوتا تو میں ضرور تجھے قتل کر دیتا)

اور صفیان بن امیہ کے ماں جا۔ نے بجائی کلدہ بن حفصل نے بلند آواز سے کہا۔۔۔۔۔ جو مکہ کے سیاہ خام لوگوں میں سے ایک تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
آگاہ رہو جادو بیکار ہو گیا ہے،
تو صفوان نے (جو ایک دانشمند اور دور اندیش آدمی تھا) اسے کہا، اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہو گا، تو پیش کے کسی آدمی کا بھپ
حکومت کرنا، مجھے ہوازن کے کسی آدمی کے حکومت کرنے سے زیادہ
محبوب ہے۔

اور صفوان بن امیہ نے ناپسندیدگی کا یہ قول، شرک پر قائم ہونے والے
کہا اور وہ حنین کے درمیان مسلمانوں کے ساتھ تھا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فتح مکہ کے بعد صفوان کو چار ماہ کی مدت دی تھی پس وہ اپنے شرک
پر قائم رہا پھر الجعفر بن مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حنین سے واپس آ رہے تھے۔

اور سمیل بن عمرو نے کہا (جو بعد میں بہترین صحابہ میں سے تھا)۔۔۔۔۔

محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب شکست کی مصیبت کو روک نہیں سکیں گے، اور حکمران ابو جہل ان لوگوں میں شامل تھا جن کے دلوں میں ایمان و یقین ہو چکا تھا اور وہ اپنی موجودگی میں ان کلمات شہادت کو سن رہا تھا اس نے ان خوش ہونے والوں سے کہا،

یہ کوئی بات نہیں، امر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر حاصل نہیں، اگر وہ مغلوب ہو گئے ہیں تو کل انھیں غلبہ حاصل ہو گا تو سہیل بن عمرو نے اسے کہا، تو نیا نیا مسلمان ہوا ہے، تو فکر نہ کر جواب دیا،

اے ابو بکر، ہم خواہ مخواہ دھڑلگا رہے ہیں، ہماری عقلیں، ہماری عقلیں ہیں، ہم پتھر کی پرستش کرتے رہے ہیں جو نہ نفع لے سکتا ہو نہ نقصان پہنچا سکتا ہو۔

ہوازن کو کیسے شکست ہوئی | جب شکست مکہ بعد مسلمان آپس

بازی لگا دی اور مشرکین کو زبردست نقصان پہنچایا اور شکست سے واپسی کے بعد تو بعض صحابہ کی کیفیت بگولے کی سی ہو گئی اور دشمنوں میں سے جو ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ انھیں تباہ کر دیتے تھے ان لوگوں میں سے ایک ابو طلحہ انصاری بھی تھے (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں شامل تھے) انھوں نے اکیلے ہی ہوازن کے چیسویں شہر کوں کرتق کیا اور ان کا سامان غنیمت میں حاصل کر لیا۔

گھڑ سواروں کے سالار حضرت
خالد بن ولید کا زخمی ہونا
نکست سے واپسی کے وقت
بہت سے مسلمانوں کو قتل ہونے
اور خطرناک زخموں کے لگنے کا سنا
کرنا بڑا (اور یہ جنگ کا طرہ ہے)

اور جن لوگوں کو معرکہ حنین میں خطرناک زخم آئے ان میں گھڑ سواروں
کے سالار حضرت خالد بن ولید بھی تھے جن کا بہت سا خون بہہ گیا تھا، اور
انہوں نے بکثرت خون بہہ جانے سے ضعف کی وجہ سے اپنے کجاوہ سے ٹیک
دگالی اور صحابہ میں سے عینی گواہوں نے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ
نے کجاوہ کو شکست دیدی اور مسلمان اپنی قیام گاہوں میں واپس آ گئے تو
اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں گھومتے پھرتے ہوئے
فرماتے تھے کہ

مجھے خالد بن ولید کی قیامگاہ کے متعلق کون پتہ دیگا؟

یہاں تک کہ آپ کو اس کا پتہ مل گیا، آپ نے دیکھا کہ وہ اپنے کجاوہ
کے پچھلے حصہ کے ساتھ ٹیک لگا کر موئے ہیں کیونکہ آپ کو سخت زخم آیا
تھا، پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم میں لعاب دہن لگایا
تو آپ تندرست ہو گئے۔ اس طرح فریقین کے سخت شمشیر زنی کرنے اور
زبردست جنگ کرنے اور جنگ میں ثابت قدمی دکھانے کے بعد ہوازن
کو شکست ہوئی حالانکہ قبل انہیں انہیں فتح حاصل ہوئی تھی اور قریب تھا
کہ ان کی فوج کے ہراول بمکہ پہنچ جائیں اور حبشہ نبوی نے (اس خوفناک

شکست کے بعد، ایسی فتح حاصل کی (عسکری نقطہ نظر سے) کہ مسلمانوں نے عہد نبوی کے طویل دور میں ایسی فتح حاصل نہ کی تھی، مسلمانوں کے سامنے ہوازن کے بیس ہزار جانثار شکست کھا چکے تھے جبکہ مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی جن میں مکہ کے وہ دو ہزار آدمی بھی شامل تھے جن کے اسلام میں دخول پر دس دن سے بھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔

اور مشرکین ہوازن نے معرکہ حنین میں سیکڑوں مقتولین کو کھودیا اور چھ ہزار کے قریب آدمی مسلمانوں کی قید میں آئے اور اسی طرح مسلمانوں نے ہوازن سے اس قدر غنیمت حاصل کی کہ عہد نبوی کے کسی معرکہ میں انھیں اس کثرت سے غنیمت حاصل نہ ہوئی تھی، حبش نبوی نے حنین کے روز، ۲۴ ہزار اونٹ غنیمت میں حاصل کئے جو اس دور میں عربوں کی گراں قدر متاع تھی، اسی طرح مسلمانوں نے چالیس ہزار بکریاں غنیمت میں حاصل کیں اور کئی لاکھ چاندی کے اوتھے حاصل کئے۔

اور ہوازنی افواج میں سے جن لوگوں کے لئے نجات مقدور تھی ان پر رعب چھا گیا اور انہوں نے فرار کی پناہ لی اور ان فراریوں کا سرخسلی ان کا بادشاہ اور سالار، ملک بن حوث نصری تھا، پس وادیوں اور گھاٹیوں نے انھیں نگل لیا اور وہ پراگندہ ہو کر اپنی عورتوں، بچوں اور اموال کو مسلمانوں کے لئے غنیمت بنا کر چھوڑ کر بھاگ رہے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو اپنی بچانے کی پڑی ہوئی تھی۔

اور یہ ایک سخت غم انگیز مصیبت تھی جو ہوازن پر نازل ہوئی اور جزیرہ کے کسی عرب قبیلہ پر اس قسم کی مصیبت نازل نہیں ہوئی تھی اور یہ وہ علم انگیز مصیبت تھی جس سے قبل ازیں مشہور تجربہ کار چانیا زردیر بن الصلتہ ہوازن نے انتباہ کیا تھا اور ہوازن کے فرجوان بادشاہ اور سنانہ مالک بن عوف سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنے اہل اور خاندان کو اس مصیبت میں جھونکے اس لئے معرکہ سے قبل رادی اوطاس میں آئے شورہ دیا کہ وہ عورتوں، بچوں اور اموال کو بلند ہوازن کے بالائی مقامات کی طرف واپس لیجانے کا حکم دے اور گھوڑوں کی پشتوں پر سوار ہو کر مسلمانوں سے نئے لیکن مالک نے درید کی بات نہ مانی، پس وہ شکست اور سخت غم انگیز اور تباہ کن مصیبت جس کے وقوع سے درید نے مالک کو انتباہ کیا تھا وقوع پذیر ہو گئی اور یہ بھی گردش تقدیر کی بات ہے کہ درید بن الصلتہ بھی اپنی مورث سے دو چار ہوا اور حنین کے روز ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں مشرک ہونے کی حالت میں قتل ہوا اور مالک باقی رہ گیا اور اسلام لایا اور بہت اچھا مسلمان ہوا اور ثقیف کے مشرکوں اور اپنے بھائی کے دیگر پڑوسیوں پر غصہ کی تلوار ثابت ہوا۔

اور عینی گواہوں نے آغاز کار مشرکین کے خلاف آئے، پھر شکست کھانے اور اس رعب کے متعلق بیان کیا ہے جو شکست کے بعد میدان کاٹاکہ کی طرف مسلمانوں کے پیش قدمی کے بعد ان پر نازل ہوا تھا،

عمر بن ذکیر اعمر بن عبد اللہ العباسی نے ان لوگوں سے، روایت کیا ہے جنہوں سے آئے بتایا، وہ ربیعہ سے بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے ہمارا قوم کی ایک جماعت نے جو اُس دن وہاں موجود تھے بتایا، وہ بیان کرتے ہیں کہ

ہم نے مسلمانوں کے لئے تنگ نہیں میں گھات لگانا چہریم نہ ان پر ایسا ملوگا کہ ہم ان کے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم سیاری مائل و نیدنگ فجر و واسطے کے پس آئے (جو در سرب کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے) اور اس کے اندر خوب مکر و تہمت پہنچا دیے سنیہ آدمی تھے اُس نے کہا: چہرے قبیح ہو گئے، لاپس چلے جاؤ، پس ہم شکست کھا گئے اور مسلمان ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے اور اسے شکست چڑائی۔ اور ہم اپنے بچے القنفط کو لے گئے: ہم اُنھیں اپنے آپ کو تلاش کرتے دیکھتے رہے۔ پس پہلی جماعت ہر طرف بھگ گئی، اور مکی پہاڑوں تک پہنچ گئی، یہاں تک کہ ہم اپنے بلاد کے ایرانی سلاطین میں پہنچ گئے۔ پس اگر کوئی ہم سے بات بیان چاہتا ہے تو ہم اسے اس رعب کی وجہ سے نہیں جانتے ہم پر طاری تعالیں اللہ نے اسلام کو چاہے دن میں ظہر دیا۔

حقیقت اور ان کے سار کا قتل | حقیقت ہوازن کے بھونے ہیں شمار ہوتے ہیں۔ اولیٰ قبیح بھی مسیہین کے بعد مضر تھے

اُن کا جھنڈا قلب بنی الاموود کے پاس تھا اور ہوازن میں قتل کی ضرب گرم بازی ہوئی۔ اور قبیحوں سے بنو مالک اور ان کے طبردار قلب بنی الاموود بن مسعود نے لبرت قدمی دکھائی، لادھی کے بیان کے مطابق، جب لگب شکست کھا گئے تو اس نے اپنا ایک جھنڈا پاک دھشت کے ساتھ کھرا کر دیا اور وہ ان کے مٹھن خزانہ بھاگ گئے اور ان میں سے شیخہ کے دوا دیوں دوہب اور الطبراج کے سرا اور کوئی آدمی قتل نہیں ہوا۔ اور اس بعد ان قبیح کا سرداری قتل ہوا۔ ہاں ابن ہبہ کے آدمی پہنچ گئے، وہ بیان کرتے ہیں کہ قبیح کا جھنڈا خدا ان کے پاس تھا پس جب براتہ کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا۔ اور اس نے قبیح کے معنوں میں ہاشمہ کہا تو اس نے دیکھ کر نبی مالک میں سے ان کے جھنڈے لے لے ایک جو کے قریب آدمی

قتل ہوئے ہیں، جن میں عثمان بن عبد اللہ بھی شامل تھا۔ پس اُس نے اُن کے ساتھ کچھ دیر جگ کی۔ امدادہ ہوازن اور ثقیف کو جنگ پر برا بھلا کہتے ہوئے قتل ہو گئے۔ اور ابولہجاء بنی کنتہ کا ایک جوان تھا، پورے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کُتہ سے یہاں سے فرمایا۔ یہ لوہو زدن کہتے تھے، سردار سپہائیں جب عثمان بن عبد اللہ قتل ہوا، یہ بول کر کہہ کر اس کے قتل کی اطلاع ملی تو اپنے فرمایا "اللہ اسے تباہ کرے وہ قریش سے بعض رکھتا تھا۔ اور اس وقت ثقیف کا جھنڈا ذوالنور کے پاس تھا جس کا نام عوف بن ربیع تھا پس جب وہ قتل ہو گیا تو جھنڈے کو عثمان بن عبد اللہ نے پکڑ لیا اور قتل ہونے تک جگس کرتا رہا۔

مرد خن، پان کرتے ہیں کہ کُتہ وہ بھی جس سے ابولہجاء مقتول پیدا ہوا تھا۔ جس کے مقتول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جو انان کُتہ کہ سردار ہے، یکتہ فادر کیا ہے کی ایک عورت تھی جو قبائل عرب میں پیدا ہوئی تھی اور ایک لونڈی تھی جسے حدیث غیبیہ کُتہ کے تمام غلاموں کو زاد کر دیا۔ اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس سے فرمایا:

کیا تجھے بہت خوش کرتی ہے کہ عامر بن الطفیل اور طلحہ بن علاش کے اہل بیت کُتہ کی جگہ ہے تب؟ اُس نے کہا: یا امیر المومنین میں چاہتا ہوں کہ یہ بات ایسے ہی ہو، حضرت عمرؓ نے فرمایا: "کاش کُتہ میری ماں ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس کی نیکی سے مجھے وہ بہکھ دیتا۔ جو اس نے تجھے دیا ہے اور وہ اپنی ماں کے لحاظ سے نیک تر لوگوں میں سے تھا۔ وہ اُن کے ساتھ کھانا کھاتی تھی۔ اور وہی اُس کے سب سے دھوواں اور ننگا کرتا تھا۔

اور ثقیف کے مسلمان ہونے والے اشیاء نے بیان کیا ہے اور وہ بحرہ حنین میں شاہیں تھے۔ اور انھوں نے مشک کے خودہ لنگھل کے ساتھ شکست کھائی اور طائف

پہنچ گئے اندھنے قلعہ میں داخل ہو گئے اندھ رعب کے باعث لڑ رہے براہِ نام تھے نبویات
 کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ہماری تلاش میں رہے — ہمارے
 خیال کے مطابق — اندھ ہشت پھر سے چہرتے تھے، اندھ بڑا آدمی شکست
 کے رعب سے تلوار طائف کے اندھ داخل ہو کر بھی یہ خیال کرتا تھا کہ آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم آگے پہنچے ہیں۔

اندھ ثقیف کا سرحد عثمان بن عبداللہ، عبداللہ بن ابی اسد کے ہاتھوں قتل
 ہوا۔ اور جب یہ اطلاع رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ
 عبداللہ بن ابی اسد پر رحم فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے عثمان بن عبداللہ بن رعب کو شاہ
 کر دیا ہے وہ قریش سے نہیں بگھٹا سکا۔ اور جب عبداللہ بن ابی اسد کو یہ اطلاع ملی کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے رحمت کی دعا کی ہے تو اس نے کہا مجھے امید ہے کہ
 اللہ تعالیٰ میرے اس کلام میں مجھے شہادت سے عطا فرمائے گا۔ پس وہ طائف کے صحابہ
 میں منقول ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر جبار کا چھوٹا بیٹا ہو گا تو آج میں سواروں کو کھڑا کر دوں گا۔

اس امام احمد نے اطلاع بن زیاد (عموی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا
 ”سباؤ حمزہ کیا تو نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامی ہجر جنگ کی؟“
 میں نے جواب دیا ہاں میں نے حنین کے بعد آج کے ساتھ حنین جنگ کی تھی پس مشرکین
 حنین کے نکلے اور انھوں نے ہم پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ ہم نے اپنے سواروں کو اپنی پشتوں کے
 پیچھے دیکھا اور مشرکین میں ایک آدمی تھا جو ہم پر حملہ کرتا اور ہمیں تباہ دہر یاد کرتا تھا۔
 میں جب رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لے طائفی اراکسی جلد ۴ مشق طواف بھارت جوس ایشیائی آسٹریڈ

لے طائفی اراکسی جلد ۴ مشق

فصل پنجم

- — فتح کے بعد کعبہ
 - — ہوازن کے بادشاہ اور سالار کا سلاطین کے ہاتھوں سے بچ نکلنا
 - — ہوازن کے شاعر اور محرم مشہور اور بدین الفصاحت کا قتل
 - — طاقت کا محاصرہ
 - — کامر کی ناکامی
 - — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلوات کے معاملے کو توڑنا اور الحیرانہ کنی
 - — طرف دیں آنا
 - — صلواتوں میں بے شمار غنائم کی تقسیم
 - — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلوات کے سبب کراہت کا دھڑ عطا کرنا
 - — ان عیالت کے بارے میں انصار کا مولیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہونا
 - — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوازن کے ۶ ہزار قبیلہ لیل کو آزاد کرنا
 - — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مایہ کی فوج کی سربراہی کو دیا
 - — شہینہ کا اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنا
 - — حجاز میں بخت پرستی کے مظاہر سے آخری منظر کا خاتمہ
- حصن میں ہوازن کے مشرکین | ہووازن کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب
 برسرملہوں کی زبردستی فتح کی
 شہینہ نے اپنے مالہ و مال صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی فوج کے سلاطین کو مشرکین کے تعاقب

کرنے اور جس طرف بھی وہ جائیں ان کی تلاش کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اندر سر نہ آتی
شکست خوردہ فوجوں کو بھیجے نہ کر سکیں اور نہ ہی ان کو منظم کر سکیں۔ پس اسلامی فوج
کی تمام یونٹیں (رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں) ہوازن کا تعاقب کرنے لگیں۔
اور پیش نبوی کی تمام یونٹیں مسلسل تعاقب میں آگئی۔ چنانچہ یہی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی کمان میں ان کا تعاقب کرتے ہوئے طاقت پہنچ گئیں جہاں ثقیف کا عہدہ ہوئے
تھے جو ہوازن کا ایک اہم بازو تھے، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے اس
بازو کا صلہ کر لیا۔ جیسا کہ اس بحث میں مختصر یہ اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ایشامائہ

میں وقت حبشہ اسلامی فوجوں
ہوازن کا تعاقب کر رہا تھا کہ

سفر شہسوار و ریدیت الہمد کا قتل

دورانِ ایک مسلمان سپاہی نے ہوازن کے سردار اور مشہور املا درخت مرود پرچہ العمد
کو قتل کر دیا جسکی عمر ایک سو سات سال تھی۔ یہی در پرچہ العمد ہے جس نے ہوازن کے
بارگاہ اور سالار مالک بن حنفہ نسری سے اس وقت معاملہ کیا تھا، جب وہ فوج کے
ساتھ ان کی عورتوں، بچوں، شہزیوں اور ان کے تمام اموال کو وادی تمیمین میں مالک لایا تھا
لیکن مالک نے اس کی بات نہ مانی اور جوانی کے تمام اموال کو واپس اور سچے اسلامی فوج
کے ہاتھوں میں خیمت بن کر آئے اور اسی بات سے مدد ملے مالک کو، تنہا کیا تھا
کہ ہوازن کے بات در پیش ہوگی۔

یہ در پرچہ العمد، چشم بن معامد بن بحر بن ہوازن بن حکم بن غصہ بن قیس بن عیلان سے تعلق
اس کی کنیت (دوسرے نام) اور ہوازن، سلیم بن شعور کا بھائی ہے۔ اور در پرچہ العمد کے قبیلہ قبیص
غزوہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس کی ماں ریحان بنت یحییٰ تھی۔ جو عربوں کی عرب کہیں تھی اس
خانہ سے مرود اس کہیں تھا، ابن قتیبہ کہ کتاب اشعار الشعراء ص ۲۷۲ میں در پرچہ کے قتل
اس طرح بیان ہوئے ہیں اور در پرچہ کا قتل کے مشہور ریداد بن ابی مرادب المرانے لوگوں سے ہے

مترجمین یہ لکھتے ہیں کہ — وہ یمن اقصیٰ کو بٹھا ہے نہ اپنا بیچ مردہ؟ تو انہیں
 وہ عین میں شام ہیں، اُسے لوٹ کے کھلوے میں بٹھا کر دیا گیا، یونکر وہ بکری کے ہاتھ
 جگہ کے لئے چلے گا مسکت نہیں رکھتا تھا اور شکست نے ہزاروں کو منتشر کر دیا تو
 وہاں کوئی حیوان ہی نہ تھا جو سر سر ہندویر بن اقصیٰ کی پہاڑیوں میں اسے بٹھا چھوڑ دیا۔
 اور لوٹ اُس کا بکالہ سمیت، ہر طرف آتا تھا، اُسے ہاتھ لگا کر سلیم کے ایک (جو اقصیٰ
 بن رفیع بن اقصیٰ بن ثعلبہ بن پذیر نے) سے بٹھا لیا، اُس نے اس کے لوٹ کی ہا پکڑ
 اور اس سے صورت خیال کرنا تھا، اس لئے کہ وہ بکالہ نے اس تھا، پس نوجوان نے اسے بٹھا کر
 بٹھا دیا، بٹھا لے گا، سو سالہ سلاطین پر فرقت ہے اور نوجوان کو بٹھا معلوم نہ تھا کہ یہ شہر و شہر
 درمیان اقصیٰ ہے، مگر نوجوان نے کہا، مجھے اس کے سوا کسی ایسے آدمی کی ضرورت نہیں، جو
 اس میں سلاطین لکھتا ہو، دیر نہ آئے کہا، تو کون ہے؟

نوجوان نے کہا، میں دیرین رفیع علی بن ہریر نے اسے تلوار کی دلی، مگر علی
 نوجوان کی تلوار نے اس پر کچھ اثر نہ کیا، دیر نہ کہا، تیری تلوار نے مجھے بہت بُرے پیچیدہ
 سے مسلح کیا ہے، بکالہ کے پیچھے سے میری تلوار نے اور اس سے مارے، انہ جڑوں سے ڈرنا
 اور دماغ پر ہنسی کرے، اور میں اسی طرح جوانوں پر تلوار لگا دیا کرتا تھا، پھر جب تو اپنی تلوار
 پاس جائے تو اسے بتاؤ کہ تو نے دیرین اقصیٰ کو قتل کر دیا ہے، تو کہتے ہی ہیں جن میں
 میں نے تھا، اسی تلواروں کو بٹھا یا تھا کہتے ہیں کہ جب دیرین نے دیر پر مار کیا تو اس کے
 دونوں ماؤں کے دروازے دلی جھٹے ہو گئے، دونوں پر سواری کی وجہ سے کافیات کی طرح ہٹتے
 تھے، موت کے لئے منور ہو جاتے۔ پس جب دیرین نے اپنی ماں کے پاس واپس جا کر اسے
 لہجہ کے حلق کے متعلق بتایا تو اس نے کہا، قسم بھرا، اس نے تیری تین ماں کو ایک
 ہی دن میں تین بار مار دیا تھا، تیرے باپ کی پیشانی کے بالوں کو کاٹا تھا،

دینا ایک سر کے ہیں اسے عقیدہ کرنے کے بعد آمادہ کردیا تھا (فوجیان نے کہا مجھے تو یہ بت معلوم
 نہ تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لوہجوان کی ماں نے اسے کہا کہ جب اس نے مجھے ہم پر اپنے
 اسلحہ کے متعلق بتایا تو اس کے قتل کرنے سے کیوں نہ وعدہ دیا۔ اس نے جواب دیا میں
 اللہ اور اس کے رسول کی رخصت سے ڈر نہیں رہ سکتا تھا

اور عمرہ بنتہ ویدلے ورجیہ کے دربار کو قتل کرنے کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا
 تیری مذمت کی کہ قسم میں ملوث ہو میں دربار کے لیے میں ناکام و نامراد ہو گا۔ خائف نہیں
 اس کے جانب سے (شادی سلیم) کو جزا ہے (اور چونکہ انہوں نے کہا ہے اس کے بارے میں: نہیں
 بھی طرہ نہیں کرے اور جب ہم جنگ کے وقت ان کی طرف بڑھیں تو وہ ہمیں ان کے بہترین
 فوجیوں کے تھکنے سے سیراب کرے۔

اور جاہلیت میں وہ اپنے بوسلیم کی محنتوں اور اہل حق کے ہادیاب گناہ کر کے حق پر
 برا مصائب کے تھے انہیں ہی سلیم کو یاد دلاتے ہوئے کہتی ہے کہ
 اہل حق ہی عظیم نصیبتیں ہیں جنہیں تو سننے آئے سے ڈر کر بھاگا۔ اور ان کے دل مضطرب
 تک پہنچ چکے تھے۔ اور ان کی سختی ہی شہدین نادیدین کو گونے قید سے بچھڑایا۔ اور نبی ص
 کے گنہگاروں نے تیرے نام سے تجھ آواز دی اور تو نے انھیں جواب دیا۔ اور انہوں
 نے میں اس کی حسرت میں رسوائی اور وہ علم دیا ہے جس سے میری پندہوں کا کوئی ناگھن گنہ ہے
 اور میرے گھوڑوں کے نشانات ذرا بھر کے بن سے بھر جاتی کے دیرانے تک برست
 چکے ہیں۔

ہو اہل حق کے سالار عام مانک بن عرف نعری کو جب
 ہو اہل حق کے سالار عام کا انجام یقین ہو گیا کہ بالآخر اس نے جنگ ار دین سے ہٹا دیا

شہادت کا کر سواروں کے کچھ دستے کے ساتھ جو اس کے بڑے بڑے قاضیوں اور سر کے خاندانی اور جنگی بلند درجے کے ارکان پر مشتمل تھا، میدان سے بھیجے گئے۔ "چیرٹھس نے مالک و مالک کے ساتھیوں کی سواروں کے ساتھ تعاقب کرنے کی ذمہ داریاں تھیں، وہ حضرت زبیر بن العوام تھے مگر جن میں سے بنی کیا ہے کہ سابلو، منظر مالک نے جب دیکھا، حضرت زبیر نے اس کے قتل کی ایک ذمہ داری فافا ہے، حضرت زبیر شہداء ترین شہداء ہیں، انہوں نے جیتے تھے، تو دھپے مگر اس سے ترک گھاٹیوں سے دھپوں کے درمیان سرگوشی ہو گئے، مگر وہ حضرت زبیر کے ہاتھوں قتل ہو گئے، کیونکہ مالک جانتا تھا کہ حضرت زبیر اس کا ہے، انہوں نے کھلے نہیں دیئے۔

اور اس کی سیر کی کتابوں میں بیان ہوا ہے کہ مالک بن عوف (شکر کے بعد) ایک اونچی جگہ پر کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ اس کے سوا صاحب بھی تھے اور اس نے، انہیں کھنڈا کر دو گنروں، دو درختوں میں سے جو بے سکتے ہیں، ان کے گزرنے تک اپنی جگہ پر بٹھریں، اس نے کہا۔

تھمہ جواد کہ تمہارے سرور ملک گزرتا ہے، اور تمہارے ہاتھ آئے ہیں۔ اور جب گزرتا ہے گزرتے اور پھاڑوں کی چونچوں کی جگات گلاتے ہیں، ملک گزرتے تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا (غلام شین حاصل کرنے کے لئے) دیکھو تم کیا دیکھو، ہے ہر وہ پہلو نے کھلم کھلا کو گھوڑوں پر وار دیکھو، میں جو اپنے پیروں کو اپنے گھوڑوں کے گھوڑوں پر رکھے ہوئے ہیں، اس نے کہا۔ (اور وہ فوجی حاضر تھا اور جان کی عادت کے مطابق اسے عداوت کھاتا تھا) وہ کھانا ہے بھائی جو سلیم ہے اور ان کے بارے میں تمہیں پریشانی ہونے کی ضرورت نہیں۔

پھر اس نے کہا دیکھو، تم کیا دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم نے لوگوں کو دیکھ رہے ہیں، جو جنگ میں کھلے سٹے میں ہوتے ہیں، اور انہوں نے اپنے ہنر سے اپنے گھوڑوں کی ساریوں پر رکھے ہوئے ہیں، اس نے کہا، یہ غزوت ہیں، اور ان کے بارے میں

سچیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے بھائی لک کے ساتھ یروشلیم پہنچے ہیں۔ میراس نے کہا: دیکھو، تم کیا دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم ایسے لوگوں کو دیکھ رہے ہیں گویا وہ گھوڑوں پر سوار ہیں۔ اس نے کہا: یہ کعب بن لہی ہیں جو تم سے جنگ کے واسطے ہیں۔ میراس نے کہا: دیکھو، تم کیا دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم وہ آدمیوں کے وہ رفیق ایک آدمی کو دیکھ رہے ہیں جو لہذا رنگ کی پگڑی کا کلمہ بنائے ہوئے ہے اور اپنے دونوں زور سے پیچھا رہا ہے۔ ادا اپنے نیزے کے اپنے ہنڈیہ پر کھمبے سے بٹا کر اس نے کہا: یہ صلیب ہے، زیرین اسود ہے اور تم کو براہ ضرورت کھینچا تھائی ہوگی۔

اد ملا قدرت دیر سے مالک انداس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ انداس نے قاتل انہیں گھیر لیا۔ جس بی سولہ دن نے مالک کو آیا۔ تو وہ اپنے گھوڑے سے تیز ہونے کے خوف سے اتر پڑا۔ پھر دشمنوں کی پناہ لینے لگا، تاکہ حضرت زبیر کے ساتھیوں میں کوئی شک نہ ہو۔ دیکھ کر پاسے۔ پھر غیوم (نخل کے باغ) میں چلے گیا۔ جس اس نے جگتے سے انہیں عاجز کر دیا۔ اور ہوا میں کادو شعلہ اور سلاسل بدلتا رہا گیا۔ یہاں تک کہ دائی لیم میں پہنچ گیا۔ انداس ہاں ایک محل میں قلعہ بند ہو گیا اور حضرت جی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قہر لیم میں مالک بن حوسف کے قلعہ بدر چوکی اعلان علی کہ آپ نے اس کی تلاش کیا ہے دھکاتے مالک نہیں دیا۔ اس لئے کہ آپ اس بات کے بغیر اسی منصوبہ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی طرف اس کی راہنمائی کرے۔ اور محاذ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی کہ مذکورہ بادشاہ کی طرف ایک خاص دہرہ بھیجا جو اسے یہاں لڑنے کے لئے اور وہ اسلام میں جہنم ہو جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے معاف کر دیں گے۔ اور اس کے اہل و عیال کو بھی واپس لوٹا دیں گے۔ آپس

مالک نے اسلام قبول کر لیا۔ اور وہ بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ اور شرک پر قائم رہنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے میں بہترین مددگار بن گیا جیسا کہ تقریباً اس کتاب کے آخری مقام پر اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں اور بچوں کے قتل سے روکنا

ایک مرکز میں ایک متولدہ عورت پائی گئی اور مسلمانہ خالد بن ولید کی طرف یہ لڑکھنوی منسوب کی گئی کہ انھوں نے قتل کیا ہے۔ یہی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر کی تو متولدہ عورت کو دیکھا تو فرمایا یہ تو جنگ نہیں کر سکتی تھی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالد کو مل کر کہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بچے عورت اور بچے خانی یا مزدود کے قتل کرنے سے روکا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کی ایک ششوارہ عورت کو بھیجا کہ آپ نے اس کے بچے میں دریافت کیا تو فرمایا میں نے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں نے قتل کیا ہے، میں نے اسے اپنے بچے بچھا لیا۔ اور اس نے مجھے قتل کرنا چاہا تو میں نے اسے قتل کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دھن کرنے کا حکم دیا تو اسے دفن کر دیا۔

ہوازن کی مقام مائی یا کٹوں کا صفایا | باوجودیکہ عین میں ہوا
شکست کھا چکے تھے۔ پھر
بھی ان کے بعض آدمیوں نے دادی اور اس میں پیرا کر لیا تاکہ وہ خود بارہا نئی تعلیم
نہم کر کے از سر نو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹوٹ جائیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے اصحاب کو شکست خوردہ لوگوں کو تلاش کرنے اور ان کے تعاقب کرنا

نہ کی شہادت سے ممکن ہوئے۔

اذا صواب سیر و مغازی ہے بیان کیا ہے کہ جب دو گوں نے شکست کھائی تو طاقت نکلے اور ان میں سے کچھ فوج نے ادواس میں پناہ کر لیا اور کچھ نخلہ کی جانب چلی گئی۔ ان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر سے کیلئے ان کی طرف آدھی بھیجا اور اس کے لئے حنیفہ ابغھا اور اس فوج میں اس کے ساتھ صلح بن کر رہا تو کھڑا ہوا اور ان کو کہتا ہے کہ جب ہوازن کو شکست ہوئی تو انہوں نے ادواس میں بکھلم بکھلا کر کیا، اور ان میں سے انہوں نے ایک گم ہوتا تھا، وہ اگست ہو گئے اور انہوں نے قتل و زبرد و قتل و قتل اور قید ہو گئے، ایسے ہم ان سے شکر کی طرف سے بہا دیکھتے ہیں کہ وہ عنقریب جوئے بیٹھے ہیں۔ اور ان دشمن بیان کرتا ہے کہ ان دشمن ہوازن پر دشمنی تھے جن میں سے ہر ایک نے ادواس اشعری سے معاہدہ کیا۔ اور انہوں نے ان میں سے مرا کو قتل کر دیا پھر آھری میں خود بھی شہادت سے بکھلا ہوئے۔

ادواس بن ہشام اور قادسی میں ہیں ہوا ہے کہ ابو عامر اشعری دسویہ کے سال اپنے ہوازن کی فوج میں دشمنیوں سے وفات کی اور ان کے مرنے کا وقت طلبی کی اور میرے نے خلیفے میں محل کر کیا، کون معاہدہ کرے گا۔ یہ دشمن اب عامر اشعری بن کے طلبتہ ہیں بلکہ راود وہ ڈاکر ہے تھے، اسے اللہ اس پر گواہ بن اپنی ابو عامر سے قتل ہو کر پھر دوسرا خلیفے میں نکلے اور اس نے ابو عامر اشعری پر چڑھ کر دیا۔ وہ اسے دھت سلام دے رہے تھے اور ڈاکر بہت تھے اسے اللہ اس پر گواہ بن، پس ابو عامر نے جسے قتل کر دیا، پھر دسویں میں ایک سے ایک اور قتل کیلئے نکلے اور ابو عامر نے جسے قتل کر دیا، پھر ایک ایک اور ابو عامر پر چڑھ کر قتل کر دیا اور ابو عامر بھی قتل ہوئے تھے۔ اور یہ قادسی تھا ایک مشہور و ذی شعاع ہے، یہاں کہتے ہیں دسویں میں یہی قتل ہو گیا تھا۔ یہ ساری کہانیاں کے حالات ہماری کتاب ص ۱۶۷ پر دیکھئے کہ اسے اس علاقہ میں یہ کہ اسلام دیا، ہم ان کی ایک داری ہے۔

ابو عامر کی حاکم کرنے لگے۔ آپ دُعا کو پہنچے تھے * اے اللہ! اس بے گھر دیہاتیوں کو آج سے
 تو کو قتل کر دے۔ اور وہاں باقی رہ گیا، پس میں نے ابو عامر پر حملہ کیا، اور آپ اسے
 وعتِ اہم سے بچ گئے اور دُعا کو کتبے سے لٹا لٹا کر اس پر گواہ بنے۔ تو مشرک جہان
 نے کہا: "سے شد مجھ پر گلاہ نہ بٹنا، پس ابو عامر اس سے جسکے آدھ بچ گیا۔ اور بعد میں
 مسلمان ہو گئے۔ وہ بہت اچھا انسان ہے۔" اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اسے دیکھتے تو
 فرماتے: یہ ابو عامر کو بچا رہا ہے۔ اور جنگ کے دوران؟ نبی ہضم کے ایک آدمی نے
 ابو عامر کو ایک تیر مارا جو آپ کے ٹھکانے میں تھا، وہ بھگتا تو حضرت حمزہؓ اشری نے اُن سے پاس
 جا کر کہا: "اے چچا! تجھے کس نے تیر مارا ہے؟" تو ابو عامر نے تیر مار دہ کی طرف اشارہ کر کے
 بتایا کہ یہ میری قاتل ہے جسے تو دیکھ رہا ہے۔ اور اسی نے مجھے تیر مارا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے س کی طرف کو تیر مار دیا تو وہ کوکڑھٹے
 جلا۔ پس جب اُس نے مجھ کو دیکھا تو مجھے پشت دے کر چلا گیا۔ اور میں نے اس کا کعبہ
 کی دیہی سے کہنے لگے: کیا تجھے شر نہیں آتی؟ کیا تو عرب نہیں؟ کیا تو عہد کے گواہ نہیں؟
 تو وہ ٹوڑا اور میں اور وہ دے اور میں نے تلوار کے دھندوہ بٹھائے۔ اور میں نے اُسے قتل
 کر دیا۔ پھر میں لوہے کی طرف چلا۔ میں نے کہا: "اللہ نے تمہارے ساتھی کو مار دیا ہے
 اس نے کہا: "اس کو دیکھو، جو میں نے اسے کھینچا تو اس سے پانی بہ پڑا۔ تو اُس نے کہا: "اے
 جعفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسے پاس جا کر میرا سلام کہو، نیز مجھے یہ بھی عرض کر دو
 کہ آپ میرے لئے بخشش طلب کریں اور ابو عامر نے دو گولہ پر مجھے حاشین بنایا، اور
 تنہا چری دیں بعد ازاں ہر گز نہیں میں داپس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر
 گیا۔ اور آپ ایک بدکیم بنی جہونی چاہا پتی پر جس پر منجھوڑ پڑا تھا، ایشم پر سے تھے۔
 اور چار باقی تھے، حالانکہ آپ کی پشت اور دونوں پہلوؤں پر نشانِ گولہ دینے
 تھے، پس میں نے آپ کو اپنے اور ابو عامر کے متعلق اطلاع دینا اور مجھ کو بتایا کہ

اس نے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو کہ آپ میرے لئے بخشش طلب کریں۔ حضرت ابو موسیٰ یہاں کر رہے تھے آپ نے پانی منگو کر وضو کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی اسے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخش دیا۔ اور میں نے آپ کی مخلوق کی سبیل کی کو دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا: "اے اللہ قیامت کے روز اچھا بیت میری مخلوق پر بہت سے بندوں پر اسے نصیب ہے" حضرت ابو موسیٰ یہاں کرتے ہیں میں نے کہا میرے لئے بھی بخشش طلب فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! عبد اللہ بن عباس سے بخش دے۔ اور قیامت کے روز اسے اچھا جگہ عطا فرما۔

جہیں اسلام میں خودکشی کو نیکو شیعہ (الطاف) نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ حنین میں ایک آدمی نے شدید جنگ کی ہے یہاں تک کہ اسے صحت و رخم سے پس جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس میں آکر گیا تو اپنے فرمایا، وہ دُعا فرماتا ہے کہ مسلمان اس بات سے پریشان نہ ہو گئے اور ان کے دلوں کو اس قدر صدمہ نہ پہنچے اللہ ہی جانتا ہے پس جب خیمہ خاندان نے اسے تنگ کیا تو اس نے اپنے ترکش سے بڑا اور اس سے خودکشی کر لی۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ ساری گردیں بہشت میں صرف مرنے والی و جل ہو گا اور اس کے تعلق خیرا آدمی سے بھی دین کی مدد نہ دے گا۔

عظیم غفتم میں ہوا ان کے شکست کے بعد حبش اسلامی کے مقرر
میں غنائم اور تیرہوں کی بہت بڑی مقدار آئی اور ایسی سود
میں آئی کہ اس سے پہلے حبش اسلامی کے ہاتھوں ایسی آنا غنیمت نہیں آتی تھی۔ چنانچہ تم

جلد ۱۳۳۱، سیرتو دین، شام، حلب، ۱۳۳۱، ویرتو دین، حلب، ۱۳۳۱، خاقانی، ۱۳۳۱،
جلد ۱۳۳۱، سیرتو دین، شام، حلب، ۱۳۳۱، ویرتو دین، حلب، ۱۳۳۱، خاقانی، ۱۳۳۱،

اور قیدیوں کی تصریحیں تعمیل ہے۔

وٹ	۲۲۰۰۰
بکریں	۴۰۰۰۰
قیدی	۲۰۰۰

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 طائف کے واپسی تک غنائم کا اسٹور کرنا

فیصلہ کیا تو غنائم اور قیدیوں کو الجھرا نہ میں لوگ واپس لے کر حکم دیا۔ اور غنائم اور
 قیدیوں کے اہتمام اور نگرانی کا معاملہ مشہور خزانہ لیکھ پری بن دقا کے سپرد کر دیا۔ یہیں
 تین دن اور غنائم الجھرا نہ میں حفاظت کے ساتھ رکھے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم طائف کے محاصرہ سے واپس آ گئے۔ اور اپنے الجھرا نہ میں تمام قیدیوں کو آزاد
 کر دیا، جیسا کہ اس کتاب میں عنقریب اپنے مقام پر اس کی تفصیل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ
 طائف کے محاصرہ کو مبرا بکار دلائی کے نقطہ نگاہ سے

محاصرہ طائف

معرکہ حنین کا امتداد خیال کیا جاتا ہے اس لئے کہ
 ثقیف (اہل طائف) جو ان کے اہم لہو ذیادہ و زنی قبائل میں سے ہیں مکہ حنین
 کے فیصلہ کن معرکے میں انہیں ہوا زنی فوج کی بیڑی کی ہڈی تصور کیا جاسکتا ہے۔ وہ
 سکری و انتقام کے سلسلے نے — معرکہ حنین کے بعد — بتایا ہے کہ حنین میں ناک
 بن حوف کی قیادت میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والی بڑی خطرناک فوج ثقیف
 کی تھی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حنین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوج پانے کے
 بعد مقابل ہوا زنی میں سے جن قبائل نے اس معرکہ میں آپ کے خلاف شمولیت کی تو ان
 میں سے ثقیف کا کوئی ایسا قبیلہ باقی نہ رہا تھا جس کے متعلق آپ کوئی الزام کرتے
 اپنے اپنی تمام فوج کو ان کے تعاقب میں لگا دیا اور اس تعاقب کی خود کار کیا۔

یہاں تک کہ آپ طاعت پہنچ گئے۔ آپ سے کھاکہ لٹیف اپنے قلعوں میں بند
 ہو گئے ہیں۔ پس آپ نے ستر و دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا، لیکن اب کف
 میں اپنے قلعوں میں قوت پکڑ جانے کے باعث آپ کے حیران سے کوئی تحریف
 بچائے نہیں چھوڑا۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس دم کی طرف ان کی رہائی کی
 کی اور انہوں نے حدیثہ اور خوشی غرض اپنے اسلحہ کا اعلا کر دیا۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام ہجراتی قبائلی کی قوت
 قیام کی ہوا زن کا احاطہ | لٹیف کے تمام خصوصیات کے۔ و غلط و غلط
 سرفارہ ملک بن حلف نعمی کے قبوئی مسلم کے بعد نہایت و نابو ہو گئی۔ اور اسلحہ کی
 جانب سے جنگ کرنے والا اسلحہ بن ہمار

در حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی طرف سے لٹیف کا موافق
 کیا۔ اور ان کے قلعوں میں ان کا جو محاصرہ کیا۔ اس کے نزدیک یہ جنگوں کے قبل
 ضروری ہے کہ ہم قادیان کو نام کو قاتل لٹیف کی تاریخی اور جاہلیت در اسلام میں
 ن کے مرکز کی اہمیت کی ایک جھلک دکھائیں۔

مقررہ غنیمت اور اصحاب السلاب بیان کیے ہیں۔ لٹیف
 لٹیف کی تاریخ | ہوا زن کا ایک سین ہیں۔ اور ہوا زن تصور بن حکیم
 بن قصطہ ابن قیس بن عیلان بن حضر بن نزار بن معد بن عدنان کا بیٹا ہے۔

در لٹیف، ہوا زن کی طرف منسوب ہو رہا ہے۔ اس سے بہت سے قبائل
 متفرع ہوتے ہیں جن میں بن بڑ سے قبائل اکوٹہ کہتے ہیں جو اب کے سب عربین
 ہوا زن کے قبائل ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اول: جو سم بن بکر

دوم: جو معاویہ بن بکر یہ وہ ہیں جن کے ملک بن حلف نعمی تھا۔

سوم : ابو شہر بن بکر : اسے آخری قبیلہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ انھیں
 کفار قبیلہ بن شہر بن بکر بن ہوز بن سہل اور امی غنی سے متعلق قبائل متفرقہ ہوتے ہیں
 انھوں نے نجد میں اپنے باپ شہیف کے نام سے شہرت پائی اور ان قبائل میں ہم
 قبیلہ ابو عجم بن شہیف اور بن حوت ابن شہیف ہیں۔ اور بن حوت کی شاخ
 رادہ نسب میں ہیں۔ اور وہیں سے قبیلہ بھی ہیں اور یہ سب قبائل حد قبیلوں میں
 تقسیم ہو چکے ہیں۔ اور وہ احلاف اور نمادنگ ہیں اور یہیں وہ جسے بن حوت اور
 نامور کے حکمت و شکر کے ہونے کی حالت میں معرکہ حنین میں شامل ہو چکے تھے۔

اور اس کا اعلیٰ درجہ غایت اور اس کے مقناکات ہیں اور ثقیف جاہلیت
 میں ایک حلی قوت تھے جن کا خد مہاروں تھا اور جاہلیت میں ان مشہور سرگرموں میں انہوں نے
 نے شرکت کی ہے۔ ان سب میں انہوں نے اپنے مخالفوں پر فتح پائی ہے اور جاہلیت
 میں ثقیف کی حرلی تاریخ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ختم دیا ایک نئی قوم بننے کے لئے
 میں ثقیف سے جنگ کی۔ اور ثقیف ان کے مقابلہ میں نکلے اور ان کا سردار غلامان
 بن سلا تھا۔ پس اس نے ان سے شدہ جنگ کی اور اس میں نے سب سے آدمیوں کو
 قتل کرنے کے بعد انہیں شکست دی اور ان میں سے متعدد لوگوں کو قیدی لیا تھا۔
 پھر ان پر ایمان لایا۔

اور جن جنگوں میں انہوں نے فتح حاصل کی، ان میں ایک وادی دنگا دھنٹ
سہہ جو علاقہ کی ایک مشہور وادی ہے اور شاید یہ ان جنگوں میں سے ایک لڑی
جنگ ہے جن میں نصرت نے جاسیت میں نفع حاصل کی تھی یہ مرکز ان کے لازمی دار
المریات ہو گا، جو ہوازن میں سمے تھے اور حج بن قنفذ العرب میں برائے

ان ہی عامر نے اپنے احباب میں سے بہت سی جوہر جمع کی بطریقِ وقت میں

ثقیف کے پاس چلے گئے اور نذرِ عمر بنِ ملوہ ثقیف کے حلیف بنے، پھر یہی ثقیف کربنہ بنی عامر کے چٹائی کا مقام بنی تو انہوں نے بنی نضر کے مدد طلب کی۔ اور انہوں نے بنی مددہ اور ثقیف بنی عامر کے مقابلے میں نکلے اور عیلام بنِ سلیم ثقیف کا سامنا کیا، لیکن انہوں نے ان سے ملاقات نہ کی اور ثقیف نے ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور بنو عامر اور ان کے ساتھی شکست کھا گئے اور ثقیف کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور انہوں نے ان میں خوب قتلام کیا۔

اور ان کے شہر کو طائف کا نام دینے سے اسے میں ابکری نے معصوم بنا کر بیان کیا ہے کہ بنی ثقیف کو اس جگہ سے آج کل طائف کہتے ہیں اس کی تفصیل کا علم ہوا اور اور یہ جگہ ہوازن کے بنی عامر بنِ ربیعہ کی تھی تو انہوں نے بنی عامر سے کہا، یہ پوچھنا کہ یہاں دلی جگہ ہے اور یہیں معلوم ہے کہ تم نے اس پر چڑھاؤں کو فضیلت دی ہے، جنہوں نے اس کی تابعدار کیا اور اس کا ان کے پیچھا ہے اور ہم تمہاری نسبت اس کے حل کو ترجیح دیتے ہیں۔ پس تم کہتی اور تمہیں جے کرلو اور اپنے اس علاقے کو جس سے وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں بن لیں گے (انگور، بھیل اور درخت) اور اس کا بھی طرح نہ کر رہے گے اور اسے کوئی کیلئے کہو دیں گے۔ اور اسے آبادی اور باغات سے بھر دیا ہے۔ ہماری فرمائش اور توجہ اس کی طرف ہوگی اور تم اس سے غافل ہو گئے اور تمہاری پشت دوسری ہوگئی۔

پس جب پہل پہل جائیں گے تو ہم تم سے آدھے چل تقسیم کر لیں گے، علاقے میں حق کی وجہ سے تمہارا نصف حد تھاگا۔ اور ہم اس میں کام کرنے کی وجہ سے نصف حد میں پس تم کہتی اور تمہیں کے درمیان ہو گئے۔ اور عرب میں اس جیسی چیز کسی کے لئے کبھی نہیں ہوئی، پس بنو عامر نے طائف کو اس کی آبادی کے لئے ثقیف کے شہر کو دیا۔ اور جب کٹائی کے حل آئے تو بنو عامر آکر باپ کو نصف چھل سے لیتے اور دوسرا نصف ثقیف سے لیتے اور بنو عامر اور ثقیف طائف کو تباہی سے بچاتے اور وہ ایک زندہ

ی حالت میں رہے۔ پہلے ایک کیفیت بکثرت سمجھ گئے اور انہوں نے طائف کو
مغزوہ کر دیا۔ اور منیٰ کی ایک فیل بنائی جو اس کے اوگڑد چکر لگاتی تھی۔ مرنے لگا
۴۴ حالت رکھ گیا، اور جب وہ اپنے قتل کی کثرت کے باعث طاقت دہم ہوئے تو
بنی عامر سے مغزوہ کر گئے۔ اور وہ ان تک نہ پہنچ سکے اور وہاں پر قابو لگے اور منیٰ کی
اس جیسے فکر میں اترے۔

ثقیف بڑی شدت سے کفر اور

ظہور اسلام کے وقت ثقیف کی حالت | عثمان کے ساتھ غالبہ تھے

پھر مکہ میں شریعت شمسک کرتے ہوئے اپنے قلعہ میں بند ہو گئے اور صحر
۴۵ میں ہی دھن اسلام ہوئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شدت
کفر کو جب سے دیکھ کر یہ دعا کرنے کی بجائے ان کے لئے دھن سب سے اسلام
توں کو لیا۔ مرنے سے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس لے
د قلعہ مکہ پر زور نہ پایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ثقیف کے لئے دعا
(رہے تو اپنے فرمایا) اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور اسے لا۔

پس ثقیف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ہجرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی قلم کے فیصل اسلام کے ساتھ مدینہ گیا۔

ثقیف کا دین کیلئے متبعین لانا | قریش کے صلح حدیبیہ کو توڑنے کے
بعد جب حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ پر قبضہ کرنے اور اسے بہت بڑی فتح کے ہونے سے ناگوار
کئے مارچ کیا تو ثقیف نے خیال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملہ کر رہے
ہیں۔ پس انہوں نے اپنے صحابہ کرام کو جو ان کی قبائل میں سے تھے ملا کر دی، پھر انہوں
نے اپنے سردار عودہ بن مسعود اور دوسرے لوگوں کو جو ان کی طلب بھیجا جو انہوں میں

ہوئے تھکے وہ وہاں سے جاری اسلحہ کے بدلے اور چلے گئے کیڑے بگ بگ حاصل کر کے جو
 شیخوین پتھر پھینکتے تھے اگلات اور ٹیکوں وغیرہ کی صورت میں تقابیر صرف تیار ہو
 حلا کرنے کا اٹھ کے دفتر کے لئے مستعمل کیا جاتا۔

اور پیش کش اس حد میں ایک طرف سے تھا جو درمی جگہ مت کے جوئے سے
 واقع تھا اور اس کے باشندے سے جاری اسلحہ کے بدلے میں مشہور تھے اس لئے
 تعین شدہ سروراء عروہ بن سعود کو ایک وفد کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس کے خلاف
 کی مسکلاتی کریں اور جب سلطان طاعت کا محاصرہ کریں تو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں
 اس کے استعمال کرنے کا ہر ذریعہ حاصل کریں پس تعین شدہ پتھر اور آگ پھینکنے
 والے آلات منجھوخت اور بڑے بڑے بیڑوں وغیرہ سے ان پر آگ کے گولے پھینکے۔

معاشرہ کا نصف قبل از خرابی کا کردار ایسا حین سے طاعت میں تعین
 محاصرہ کے لئے ماوراء کریم سے قبل حضرت بن عمرو الدوسی کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس
 کے طرف غم کا ایک شہر ہے جس کے آگے وہ بھی لڑنے کی اسٹی ٹھکت یہ واقعہ جیسا اس لئے
 لڑنے کی جانتا تھا ایک جگہ کو جوش کہتے ہیں۔

تھ۔ سید بن عمرو بن طریف بن عباس اموی دوسرا کا ایک بھائی ہے جس کا لقب عبد المؤمن
 تھا اور دوسری قوم میں ایک طاعت اور تھانہ تھا اور اس قوم کے سابقین اور بن
 میں ہے تھا۔ اس نے ہجرت حاکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیٹھ گیا اور محمد کے
 اسلام کا واقعہ یاد دلایا یہ اسلام آباد اصحاب خدا اس وقت میں تعین کے ساتھ
 طاعت فرماتے اسلام قبول کرنے کے بعد طاعت نے اپنی قوم کی طرف دایں ہاتھوں
 محبت اسلام دینا مسلمان ہو گئے۔ اور وہ اس کی کرت میں ہاتھ جو اسے کہ طاعت نے
 کیا اہل رسول کی اپنی قوم میں سے ہوں اور میں ان کی طرف دایں ہاتھوں نہیں دیتا
 (یعنی وہ اپنے ہاتھوں سے)

فوج سامعہ کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو کو حکم دیکر وہ طائف میں اپنی قوم کے ساتھ گئے۔ اور طفیل بن عمرو اسلام کے سابقین ہا دونوں میں سے تھے اور اپنی قوم میں صلہ رکھتے۔ پس طفیل بن عمرو نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کیا۔ اور بیت کو توڑنے کے لئے چلنے سے قبل طفیل نے کہا: "یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے؟" آپ نے فرمایا۔

سلام کہہ دیجئے۔ اور کہانے کو فریاد کیا: "لا والہ سے شرم کرو جیسے اہل محبت طائف آ رہی اسے اہل ہجرت سے شرم کرنا ہے۔" تو ثرائی جو بے قرینگی کر رہا تھا اس نے حضرت طفیل جلدی سے اپنی قوم کی طرف گئے اور قحطی کا بیان کیا۔ اور اس کے پیٹ میں آگ بھڑک رہی تھی۔

وہ قحطی میں تیرے پرستار ہیں نہیں سچے؟ ہاں! پیدا نش تیری بیواؤں سے پہلے کہ ہے۔ میں نے تیرے دل میں آگ بھڑک رہی ہے۔

اور حضرت طفیل کی قوم نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ اور ان کی کمان میں ان کی قوم کے چار ہتھیار تھے جو تھے اور آپ انہیں طائف میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔

اور انہوں نے اپنے ساتھ طائف چلے گئے۔ جہاں سے پہلے وہ پہلے ٹھیک اور تمہیں اٹھائے اور جب انہوں نے طائف کی طرف مارچ کرنے کا ارادہ کیا تو بعض نے کہا: "اسکر وہ اذو شکارا حمیۃ! کون اٹھائے گا؟"

طفیل بن عمرو نے کہا: "جولہ سے جاہلیت میں اٹھا تھا۔" انہوں نے کہا تو نے قدرت کہہ ہے۔ اور وہ انھان بن زافرہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو سلمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف پہنچنے سے چار دن بعد طائف پہنچے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف کی طرف تاج کی طرف سے
مسلمانوں کو ہواؤں پر زبردست فتح حاصل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
خاندانِ ادریسیدوں کو الجعرا (مکہ کے قریب) بھیج دیا۔ اس کے بعد آپ نے نفسِ نفیس
ہواؤں کی غنیمت (خاندان کے تائب میں لگ گئے اور یثیف کی وہ انوارِ حقین چھوڑ
نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی تھی اور طائف میں اس کے ساتھ لازم ہو گئے تھے۔

طائف کی طرف جانے والی فوج کے ہر اہل سالار حضرت خالد

اور حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یثیف کے تعاقب کیلئے تاج پہننے کا
فیصلہ کیا تو حضرت خالد بن ولید کو ہر اہل فوج کا سالار مقرر کیا۔ اور جب حبیب کوئی مکہ سے
میں کی طرف نکلا تو اس وقت سے حضرت خالد سواروں کے سالار تھے۔ اسی طرح
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستوں کے ماہر راہنماؤں سے بھی کام لیا تاکہ وہ طائف
جائے پہنچنے میں فوج کے آگے آگے چلیں۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تعاقب کی کارروائی کو سرانجام دیتے ہوئے
یہاں تک طائف پہنچ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کو داری بخند کے لئے
طائف سے گئے جو آج کل البیانہ کے نام سے مشہور ہے جیسا کہ آپس کی مشہور دادی
میں ہے۔

داعی بیان کرتے ہیں کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سے حضرت خالد بن ولید کو اپنے ہر اہل فوج
پر سالار مقرر کیا۔ اور آپ انہیں راہنماؤں کے ذریعہ طائف سے گئے۔

میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچ گئے۔ اور یثیف نے اپنے قلعہ کی
طرف روت کر لی تھی اور اس سے شکست کھا کر اس میں داخل ہو گئے تھے۔

اور اس کا دل واپس بند کر لیا تھا۔ اور وہ ان کے شہر کا قلعہ تھے جس کے نہ دروازے تھے۔ اور انھوں نے جنگ کیلئے تیاری کی ان اپنے قلعے میں وہ چیزیں لے گئے جو عمارت کی صورت میں پہلے لے سکتے مانتے تھے۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ۔ جب قتیفہ کی شکست خوردہ جماعت طائف آئی تو انہوں نے اپنے شہر کے دروازے بند کر کے اور جنگد کیلئے تیار کر دیے تھے ۔ اور غزوہ ابھار اور عثمان بن سلمہ ، عیسیٰ اور حمزہ مائف میں شامل نہ ہوئے یہ نظروں پرش میں نہیں آتے ۔

محققوں اور محرمہ میں قلعہ کے نزدیک پہنچنے والے آگاہ سے بنائے کی سبب قلعہ کی طرف تھے ۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ سے ناراض ہو کر طائف کی طرف روانہ ہوئے اور غزوہ ابھار میں قرین ، پھر اربع ، پھر اربع کے عہدہ اربعہ کے واسطے چلے گئے ۔ اور وہ اپنے ایک مسجد بنائے اس میں نماز ادا کی ۔ پھر اپنے حواریوں کے ساتھ قلعہ طائف میں داخل ہوئے اور انہوں نے انہیں پھیلایا اور یہ پہلا خون تھا ، میں کا اسلام میں قصاص لیا گیا ۔ یہ بنی لیث کا ایک آدمی تھا جس نے ہرن کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا ، پس آپ نے اس کے برے میں آگے میں کیا ۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میں ملک بن طوف اور اب ہوا دنا کے تعلق سے متعلق حکم دیا ۔ اور اسے گردا لیا گیا ۔ پھر آپ انصاف کے واسطے چلے ، پس جب آپ چلے تو اپنے اس کا نام پوچھا تو آپ کو یہ یاد آیا کہ اس کا نام انصاف ہے آپ نے فرمایا بلکہ یہ ایسری ہے پھر آپ وہاں سے نکلے گئے ۔ اور سردہ میں اترے ، عیسیٰ العبادہ کہا جاتا تھا یہ قتیف کے ایک آدمی کی جائداد کے قریب تھا ، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیغام بھیج کر اسے توڑ دیا ۔ اور نہ ہم تھے ۔ رخ کو ویران کر دیں گے ۔ اس سے بچنے سے انکار کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگ کے برہادر کرنے کا حکم دے دیا ۔

عجیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ آپ نے اپنی قوت کے ساتھ طائف کی طرف مسلسل مارچا جا رہا ہے اور وہ سخت جاہلانہ اپنے معبود (ﷻ) کی طرف جس کو ذکر قرآن کریم میں آ رہا ہے اس شدید میلان رکھتے تھے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے قلعوں میں داخل ہونے کی راہ ہمار کرنے کے لئے ایک کھلی جگہ پر جو جنگ حکمت علی کے نیکو موزوں تھی۔ اور ثقیف کے قلعوں کے قریب تھی وہاں پناہ لے کر لیا اور ثقیف تیرا انسانی اور عربوں کی جو لڑا سے برہم بازئی کے برے ماہر تھے، (جہن) سلاخی قریح اپنے پہلے پڑاؤ میں اپنے بوجھ (اگر نے لگی تو اسے ان تیروں کی شدید بوجھوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں سلاخی قریح پر عسکریوں کی طرف ٹھٹھ پڑے۔ اور یہاں ان کے بہت سے آدمی اس بوجھ کے نیچے رہا) زخمی ہو گئے۔ اس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ پڑاؤ سے بدتر بنی کرنے پر آمادہ کیا۔ اور آپ نے اس جگہ پڑاؤ کیا۔ جہاں آپ کی قوت دشمنوں کے تیروں سے ملوں تھی اور یہ پہلی مشہور فتح کا واقعہ تھی جہاں بنی سادہ کے شہر کے پر عمل کرتے ہوئے اپنے پڑاؤ کو تبدیل کر دیا تھا جس نے آپ کی جنگی حکمت علی کے علاقے میں چڑھ کر دیا اور بدو کے عظیم مرکز کو سہارا ختم دیا۔ اور اس میں آپ کی فتح حاصل ہوئی تھی۔

بالکل اسی طرح حضرت جناب بن سدر نے میسر سید یہود کے حملوں کے پیشے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ سے بدلنے کا مشورہ دیا تھا جس میں آپ نے یہود کے عمرو کے لئے پڑاؤ کیا ہوا تھا اور اس میں آپ کے اصحاب یہودیہ کے ان تیروں سے زخمی ہو گئے تھے جن سے انہوں نے قلعوں کے بڑوں سے بہت سی مخلوق کو بیکار کر دیا تھا۔ اور طائف کے عمرو میں ہی جناب نے پناہ لیا۔ جب اس سب سے بیکار کر دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ پناہ لے گئے جہاں وہ بیکاری ماہر بن گئے تھے۔

سیرۃ نقیضہ نگاہ سے غیر مناسب سمجھا اس لئے کہ وہ شہزادہ ثقیف کے قلعوں کے محاصرہ
کے لئے ہونا تھا۔ واقعی بیان کرتا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اترے۔ حضرت خباب بن
مندرہ آگئے اور آپ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم قلعہ کے قریب آگئے ہیں۔ پس اگر
یہ کام ابراہیمؑ سے ہمارے تو ہم اسے تسلیم کر دیتے ہیں اور اگر وہ دلائے سے ہوا ہے تو
ان کے قلعہ سے بچے پھٹ جانا چاہیے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔
لیکن پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب بن مندہ کی رائے پر عمل
کیا، انہوں نے آپ سے استدعا کی کہ ایک فوجی اس کی طرف آئے کہ آپ ایک اچھا جنگجو تھا
کریں تاکہ فوج اس میں دشمن کے تیروں سے ملہون رہے، اور یہ بات اس وقت
کے بعد ہوئی۔ جبکہ اسلام کے متعدد سپاہی ثقیف کے تیروں کی بھجڑ سے زخمی
ہو چکے تھے۔

ابوہم ان کہا کہ صلہ میں سے جو طائفہ سے محاصرہ میں شامل تھے، ایک صحابی شہید
ہو گیا۔ اسے العزہؑ کی زبان آپ کو سناتے ہیں کہ محاصرہ کا آغاز کیسے ہوا؟ اور حضرت
نباب بن مندہ کے شہرہ سے کس طرح چڑھ کر جنگ کو تبدیل کیا گیا، حضرت کو بیان کرتے
ہیں کہ

کچھ دیر ان کے تیرساری طرف آتے رہے۔ اور ہم ہر روز صیبت نازل ہوتا ہے
اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ گویا وہ بہت زیادہ ٹکڑیاں ہیں اور ہم ان سے بچتے رہے۔
یہاں تک کہ کچھ مسلمانوں کو زخمی کر دیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
نباب بن مندہ کو بلایا۔ اور فرمایا کہ ایک ہند جنگ تلاش کر جو دشمن سے کچھ بچے۔

کی۔ اور وہ اس طرح کہ جب وہ اُن کے قلعے کے نزدیک آئے تو انہوں نے انہیں توراہر
بلکہ کر دیا۔ اور عمرو طائف میں پہلے مسلمانوں کے پہلے شہید تھے۔

اور جس شہتی نے شہید یزید بن زکریا قتل
عذاری کی تھی (اور وہ حذیل بن ابی اعلت)

تھا جو مشہور شاعر اور فلاسفر (ابو بن ابی اعلت) کا بھائی تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے
معصیت میں اٹھایا، پس یہ حذیل، مناسب موقع پر اپنی ایک غزلت کو پورا کر کے
لے کر قلعے سے نکلا۔ اور اس کا خیال تھا کہ کوئی مسلمان اسے نہیں دیکھ رہا۔ لیکن شہید یزید
بن زکریا کا بھائی یعقوب بن زکریا اس کی گھات میں تھا اور قلعے کے دہانے کے پاس ہی
گھات لگاتے ہوئے تھا، اور چھٹی حذیل بن ابی اعلت باہر نکلا تو دوسرے کے پکڑ کر قید
کر لیا۔ پھر وہ اسے دھوکہ دیکر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ
یہ میرے بھائی کا قاتل ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر غصہ نہ
کے۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

مسلمانوں نے قاتل قتل
قد طائف میں مسلمانوں کے دہانے پر کوشش

اسے فتح کرتے سینے کوشش کی، لیکن ثقیف کی مقاومت بڑی سخت تھی۔

۱۰۔ یعقوب بن زکریا بن اسود، ابن ابی اعلت، اس کا بھائی تھا، جس نے حضرت عمرؓ سے
اپنی صواب میں شامل کیا ہے۔ اور عبداللہ بن اسود سے عمرو بن شعیب من عبد اللہ بن عمرو
بن اسود سے روایت کی گئی ہے۔ وہ یہاں کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تھے کہ شب ابی وہب سے ایک گدھا نکلا جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے پکڑ لیا۔ اور پھر کہی۔ اور پھر اس کے بھائی یعقوب بن زکریا نے وہب کو مرنے
واپس کر دیا۔

اور قلعوں پر اثر ڈالنے اور انھیں کمزور کرنے کی کوشش میں تاکہ انہیں پھرتگی پر مجبور کر دیتے، جیش غوی نے جیش کو استقل کیا۔ اور اس کے قریب ممکن ہو تک اہل لائف کے قلعوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے گئے پھینکے تاکہ قلعوں میں جیش اسلامی کے وہ دخل ہونے کیلئے فضیلوں کے شہسواروں سے راستہ ٹھن جلتے۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ جیش کے معیار نے طائف کے قلعوں پر خاطر خواہ اثر نہ کیا اور لعلی اور ان کے ہوازی مانتی۔ پہلے قلعوں میں ٹھہرے رہے اور وہ شہر ریشہ باز تیر خازن تھے اندر خود کے کچھ دستوں نے قلعہ میں عام فوج کے داخل ہونے کیلئے راستہ بنائے اور جنگ کی مشقوں کو کر کے لے کیلئے ایک بہادرانہ کوشش کی، مگر یہ بہادرانہ کوشش بے ثمر ہوئی اور فوج کے کچھ جوان و جنس نہائی کہا جا سکتا ہے، قلعے کی حریت دشمنوں کے کچھ جیش جیتے، بڑے یہاں تک کہ اس کی فضیلوں تک پہنچ گئے اور جنوں نے دشمنوں کی حفاظت میں فضیلوں میں سورج مر کے راستہ بنانے کی کوشش کی۔ تاکہ اسدی فوج قلعے میں داخل ہو جائے اور وہاں انہوں نے جنگ کی حد مقرر کی۔ کیونکہ مسلمانوں کو اس بات کا یقین تھا کہ جب وہ قلعے میں داخل ہو گئے اور انھیں ان کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کی بڑی قوت مشورہ کریں پر غائب آجائے گئے۔

طائف کے قلعوں کے ارد گرد کو گھر بکھیرنا | اندر دوسری جانب دھتوروں کی دھتور
روکنے کے لئے اسلامی فوج کا
کمان نے طائف کے قلعوں کے ارد گرد کو گھر بکھیر دیے اور مسلمانوں نے دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کیلئے گھر و گھر بکھیر دیے۔ اور مسلمانوں نے دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کیلئے گھر و گھر بکھیر دیے اور مسلمانوں نے دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کیلئے گھر و گھر بکھیر دیے تاکہ جب وہ ان فوجوں پر ہوشیار کی حفاظت اور قلعہ کے بڑے قلعے میں ۶ راج کرنے کیلئے گئے ہیں مگر ان کی کوشش کو یہ قوت نہیں روک سکیں

تصفیہ کے بعض جوانبازوں کا تعلق باہر نکلنا اور نام قبول کرنا

حلف کے عام رو کے دہریہ تصفیہ کے لئے کے خلاف ہیں، یہ چندہ چندہ آدمی
 قلعہ سے باہر نکلے اور مسلمانوں کے پناہ میں شامل ہو کر اسمہ ملے گئے اور یہ قلعہ
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کے اطلاق کے بعد ہو کر جو قلعہ قلعہ سے تر اور مسلمانوں
 کے پناہ میں آجئے گئے اور آزاد ہو گئے۔ اور قلعہ کے مال کو تسلیم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مہار کے لئے اسلئے کیا کہ جو غلام قلعہ سے آزاد ہو گئے اور قلعہ سے آزاد ہو گئے
 قلعہ باہر نکل آئے۔

یہ روایت تصفیہ کے نام کے اطلاق کے تحت ہے۔ جب کہ آپ اور سب سے عدم غزوہ کیا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصفیہ نام المذنب رکھا۔ آپ عثمان بن عفان صاحب کے
 خلاف تھے اسی طرح رقیق بن عقیلہ بن اوزاعی کما آئے اور ربیعہ ایک کے علاوہ ثقیف
 کے غلام تھے، پھر ربیعہ کے حلیف ہو گئے، پھر انہوں نے باہم ایک شریعت کے خلاف
 ہو کر جو کہ انہیں نے غلام بن گیا ہے۔ وہ دعوت بن گیا کے خلاف تھے اور یہ کہ انہوں نے قلعہ
 کے غلاموں کے دوران اسلام قبول کیا۔ اور آپ مشہور صحابہ میں سے تھے، حضرت ابو بکر بہت جرات مند
 تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ الوداع میں شامل ہیں آپ ہی نے خود مدینہ پہنچ کر یہ
 مشہور الوداع کے دوران کہہ کر سب کو مسلمان آپ میں جنگ کریں، ایک دوسرے کو قتل نہ کریں
 تو قاتل اور قتل و دوزخ آگ میں پڑ جائے۔ اور حضرت من لہری نے فرمایا کہ میں ہمارے زعموہ
 سکوت اختیار کرتی ہے جس میں عوام پر حسین اور ابو بکر دسے افضل کوئی نہیں، حضرت ابو بکر
 وفات ادا ہوئے اور یمن کہتے ہیں کہ یہ صحابہ میں ہوئی، آپ نے وصیت کی تو کو آپ کی شہزادہ حضرت
 ابو بکر سنی پڑ جائیں، ان کا نام المذنب ہے تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مذنب
 رکھا۔ آپ نے اسلام قبول کیا۔ انہیں بہت سے مسلمان ہوئے۔

لکھیں اور دوران میں تھے جو عبداللہ بن محمد بن قحطانی کے غلام تھے اور یہ فرات بن زید بن ابی وہب بن سہام بن ابی ہاشم بن عبدالمطلب کے غلام تھے جو سیدنا ابن عباس کے غلام تھے۔ ان کا انتقال بعد میں مسلمان ہو گیا اور حضرت ابی کریم نے ان کی ولادت سے پوچھا تو فرمایا: یہ عاتق کے غلام تھے۔۔۔۔۔ اور ابراہیم بن جابر غرضہ قحطانی کے غلام تھے۔ اور شہداء علیہ السلام بن عبداللہ کے غلام تھے۔ انہوں نے اولاد نہیں چھوڑی، ابوبکر قحطانی بن مرثد، عاتق بن سہام کے غلام تھے۔ اور ابوبکر کعبہ کہتے تھے۔ سیدہ حوہ نامی سے ایک چمکری میں اسے رکھے۔۔۔ اور امام ابو اسحاق عقیل بن سلار کے غلام تھے جو عربی خلیفان سے بھی اسلام قبول کر لیا اور ابی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ولادت سے سبب پوچھی۔۔۔ اور مرزوق عثمان کے غلام تھے۔ ان کی ولادت کوئی سہ ماہ تھی۔

انہی سب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا۔ اور ان میں سے ہر ایک آدمی کو 'مسلمانوں کے ایک آدمی' سے غلام بنا بھیجا۔ وہ اس کی ضروریات کو پورا کرتا اور ان کی فطرت و ریت لیتا۔ اور ابو بکرؓ کو حضرت عمرؓ بن سعید بن العاصؓ، اور ان زن کو حضرت خالد بن سعیدؓ اور درودن کو حضرت ابان بن سعیدؓ اور کھنس بن مال کوؓ حضرت عثمان بن عفانؓ اور جب بن مالکؓ کو حضرت سعید بن عبادؓ اور ہر اسیم بن جابرؓ کو حضرت انسؓ انصاریؓ کے ساتھ غلام دیا گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ انھیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ پس جب اقیف نے اسلام قبول کیا، تو ان کے اثرات نے ان کے نزدیک و گردن غلاموں کے بدلے میں بات حیات کی جن میں عاصم بن غنم بھی شامل تھا کہ انھیں غلامی میں دینے پر مجبور رہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'یاشاء اللہ تم آزاد کر دو گے۔' تب اسے ان کے پیچھے کی کوئی راہ نہیں۔ اس بات سے اس طرح ان کو شری تکلیف پہنچی۔ اور وہ اپنے غلاموں پر ناخوش ہوئے۔ کتاب ۵: بیت کہاں رہی تھی۔

یہ آزاد اب اسلام کے فرزند تھے اور اس کی پناہ میں تھے اور اس نے ان کی نہایت اچھی طرح پرورش کی۔ اور اس نے ان میں سے ان کے اور ان کے ماکولہ کے حقوق برابر کرنے کے بعد ایسے آدمی بنائے جو نیکی کے راستوں کے پرائے اور ہدایت کی شعلیں تھے۔ اور انہی میں سے تارکخ اسلام کے مشہور زاحدان مشہور محدث ابوبکر صہابی بھی تھے۔

محدثین بیان کرتے ہیں کہ امتی مطاع

خَائِفٌ مِّنْ عِثْقَانِ كَيْسِ بْنِ مَرْثَدٍ كَيْسِ بْنِ مَرْثَدٍ

و یہ عثقان کے عہد میں عینہ بن حصن نزاری کی طاقت تھا۔ کئی جیش نبوی میں شامل تھا جس نے محاصرہ طاقت کی ذمہ داری نبی تھی اور عینہ نے سچے اسلام کا اعلان کیا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں بھی شامل ہوا تھا۔ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا کہ جب کبھی عینہ نے میدان کیا ہے کہ یہ بڑا سردار عمار کی طاقت تک ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان لوگوں میں ان کے وطن میں داخل نہیں ہوا تھا۔ اور یہ ایسے لوگ کہ جب سے عینہ نے ہجرت کا پتہ بھاری ہے اور یکے دوسروں میں سے جوڑ کر شرک پر قائم رہیں گے۔ ان کے سلاخوں پر غائب آسنکی کوئی اُمید نہیں تو اس نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اور صرف اس کے کئی بناؤ چھانوں میں شامل ہو گیا کہ یہ قیدیوں اور غلاموں سے اپنا حصہ وصول کرے گا۔ اور ہم نے جو بات بیان کی ہے اس کی تائید اس امر بھی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دنوں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلافت کے آغاز میں عہدہ سے اترنا اور خلیفہ کا تو یہ امتی مطاع عینہ بن حصن اس تباہ کن فتنے کے لیڈروں میں سے ایک تھا۔ اور اسی عینہ بن حصن نزاری نے طلحہ بن عوف کے ساتھ شامل ہو کر مکہ میں ان کے خلاف بغاوت کے فیصلہ کن معرکوں میں حصہ لیا۔ اور عطفانی سوانح کے مطابق

عینہ بن حصن کے حالات ہماری کتاب "سنتہ بدیہ میں دیکھئے۔

نے اپنے جنگی اور ڈکے ارکان میں شامل کیا۔ کیونکہ یہ ایک معاشی سردار تھا اور بچہ سید بن ہزول
بزرے اس کے نیچے تھے۔ فتح مکہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منکب میں داخل ہوئے
عبیدہ آپ کے خایں جانب اور عقیقہ کا سردار قریش بن جاسم آپ کی دین میں جانب تھا۔ اور
بنی مینہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کی غلامی سے ایک سو زینت عطا کیا تھا۔
اور بنی معاویہ طائف کے اہل ایمان اسلام لائے، اس طرح کئے خلافت و طائف کا ہی مرد
کنہ ہونے لگی۔ جو برسوں تک داراؤں کے ایک بڑی کامیابی کا اور ثابت کردہ ہو گیا۔
خبر پہر بلانوں کے ساتھ اس کا بیان شریف کے ساتھ ہے۔

یہ کتاب سیر و سفر کی چیز بیان پیدا ہے کہ جب عقیقہ بن حنن نے طائف کے
معاویہ کو اپنے فائدہ اور رہنمائی کے لیے اور اُس نے واسطی فرج میں ایک مکتوب فرج
کی طرح، معلوم کرنا کہ یہ فرج طائف کے قلعوں کی ذریعہ سے معینہ علی سے باعث بن میں
دھن نہیں ہو سکتی۔ اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے ساتھ مذکور
کرنے کی اجازت طلب کی۔ اور بظہر اس نے کیا اثر دیا، مسلمانوں سے مذاکرہ کر کے دار
اس نے کہا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے کہ میں ہمارے ان سے گفتگو کروں تو وہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ دی، پس وہ ان کے پاس آئے۔ اور کہنے لگا۔
اے کامیاب! میں نے اس کے ساتھ کہا کہ تمہارے قریب آجائے، انہوں نے جواب دیا ہاں! اور ابو جہل
نے اسے پرچہ دیا کہ کیا قریب آجائے تو وہ قریب ہو گیا۔ پھر اس نے عقیقہ کے ان کے قلعے میں
جولنے کی اجازت طلب کی۔ تو انہوں نے اسے اجازت دیدی۔

پس جب وہ قلعے میں ان کے ساتھ مل بیٹھا تو بچائے اس کے کہ نہیں دعوت
اسلام سے۔ وہ انہیں اختیار کرنے کا مشورہ دینے لگا تو اس نے انہیں مسلمانوں کی عداوت
بانت گئے پر بعد ازاں ان کے سامنے مسلمانوں کی حیثیت اور جو دانش بجا کہ وہ ان
کا ہی مردہ جاری رکھنے کی سکت نہیں دیکھتے، فیصلہ اس نے عقیقہ کی اس صفت و تربیت

ہر غزوی کا افسانہ کیا۔ عباس نے عیشِ اسلامی کے مقابلہ میں ظاہر کی تھی اور میں نے عیشِ باطنی کی فتح کی جنگ کو منظرِ عمرے سے عاجز کر دیا تھا۔

حینہ نے شعیف سے کہا: ”یہ رے ماں باپ آپ پر قربان یوں قسم کھدا میں نے جو کچھ تم سے دیکھتا ہوں اس نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ اللہ خدا کی قسم، کاش عرب میں تمہارے سوا کوئی اور بھی ہوتا۔ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم جیسے دسیروں سے بھی جنگ نہیں کی، اب اللہ اوتار لائے ہیں، اپنے قلعے میں جو طے ہو۔ تمہارا قلعہ مضبوط ہے، اور تمہارے ہتھیار بہت ہیں اور تمہارا پانی صاف ہے۔ دلائل۔ اور تمہیں اس کے قلعے پر تھکان کا خون ہے۔۔۔ پھر یہ باہر حیل لگائی۔ پس جب وہ نکلا تو شعیف نے اسی لحاظ سے کہا کہ یہ ہے اس کی آگاہی کہ ناپ نہ کی ہے۔ اور میں شک ہے کہ اگر اس نے باری یا ہاتھ قلعے کی کسی کڑی کو دیکھ پا یا ہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ کرے گا۔ البتہ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے مگر اس سے زیادہ ان پر کوئی طاقت نہیں ہے۔“

اور جب حینہ بن حمن، مسلمانوں کے یزائیوں کی طرف آیا تو اس نے انھیں بھیجے تھے اور ان کے متعلق سوچا کہ جانی کوشش کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ انھیں، یا ان میں سے کچھ، اس کے لشکر کی نجات کی جائزوں کے واسطے میں دن عام کر دے گا۔ شہرہ دیا ہے اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قلعوں میں داخل ہوئے تھے اور ان میں نہیں جایں تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عینہ کو بھوکا کیا ہے اور ان کے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو عینہ کی مذہبی حالت سے مطمئن کر دیا ہے اور اس نے بھی جھوٹ لیا ہے۔

اور میں کہہ چکا ہوں کہ اللہ علیہ وسلم نے حینہ سے دریافت کیا کہ تو نے انھیں کیا کیا

محمدؐ سے ہم جدا۔ جس نے انھیں کلمہ اسلام میں داخل ہر جگہ اور ہم نجد جب تک
ترقصوں سے ڈاؤنڈ محمدؐ ہی اللہ علیہ وسلم تھا کہ حسن میں ڈھنڈھیں تھے جس تم
اپنی جائزہ کے متعلق امان حاصل کرو اور وہ تم سے پہلے ہی تھے، عاقرینہ اور
خبرداروں کے حسن میں ڈھنڈھیں ہیں جو نہ ہوں، اس امان اور غلوں والے تھے، بلکہ ان
نے اس پر جوڑ دیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار کر کے دیکھا
اور جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے جوڑ دیا ہے۔
تو انہیں غلامی نشان بتا دی کہ یہ تو وہ شرمندہ ہو گیا۔ اور ان کے سکھار دیکھنے لگے
اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوں۔ حضرت عمرؓ نے لفظ اللہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا
کیا کہ علیہ کے لیے میں قتل کا حکم نافذ کیا جائے، کیونکہ اس نے عظیم عداوت کو اذیت
کی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: یا رسول اللہؐ مجھے جانتا تھا کہ میں سے لگے ذکر قس
کردوں۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے موقف کے جواب میں
فرمایا: اے آپس میں باتیں کرنا کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس سوز عین کے غل میں پاس سے فوت کلائی کی دوائی
کے جنبہ پیر کیا سو خوف باطن میں گھومتے لڑا رہا ہے تو نبیؐ نے فرمایا: خیر کے لئے
ہم پر چڑھاؤ، خدا اور کلامی کلام سے ساتھ ہم سے جگ کرنا تھا، قرآن سن کر یا حبیب کو یزید
اور وہ اپنے دامن کو چوسے، خلافت پر بیٹھ کر کلمہ ہے۔ نبیؐ کا دل سے ابھی نہیں
اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ایسا نہیں کرنا۔ اور اس نے غلامی سرور کی
کامیابی میں بننے کے من واقف کیا اثبات کرتی ہیں کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت
مہربان تھا کہ اس نے یہ اسلام سے جنگ کرنے کیلئے سب سے پہلے مرثادہ ترقی پیش کی اس نماز
کوئی خدا اور وہ اپنی قوم کے لئے۔ نبیؐ اس کی کتاب کو رد ہوا، کہوں کہ یہ بے شک ہے۔ اس میں
جو کلمہ تو کرتا کرو گے۔ اور یہ خداوندی خروج کی اکثریت کے غلام کے وہ ہاں ہیں جو۔

کمزور ہو کر ایک حضرت امین نے یہ بھی کی کہ ان میں شام سے سر ہو کر آئے لیکن غلبہ قتل نے نہ کرنے
 جانے نہ قتل کی مود سے اس لئے کہ یہ اب ہونے ہیں جن کو ان زمین سمیت حتی مکان کر دیا تھا۔
 دیکھو وہاں اور حضرت امین کی کن میں مسلمانوں اور کلمہ نمونہ سر کے درمیان ہمارا فوج
 ہو کر وہاں غلبہ کی مرتبہ ہو کر مسلمانوں اور بڑا ہر قسم قتل و مرتد ہونے کی کن میں ہوا تھا
 اور جب یہ قید ہو گیا اور اسے مرنا یا گیا تو وہ نہ کے بچے آئے تھے بچے گھسیٹے گئے

اور اسے یہ کہہ کر حلاوت نے گئے کہ یہ اسلام سے مرتد ہے اور وہ انہیں کہا خدا کی قسم اسلام
 نے میرے دل کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میں اس سے نکل جاؤں اور تیس دن میں غلبہ
 بن حسن کے پاس میں اختلاف کیا ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس کے پاس
 اور تار کے بیٹے دل کی طرح قتل کا حکم جاری ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اسلام آیا اور
 توبہ کی اور جب خلیفہ مدینہ نے اسے معاف کر دیا تو وہ بہت اچھا مسلمان بن گیا۔
 واللہ اعلم بالصواب

حضرت خالد بن ولید کا مبارز طلب کے نام | مورخین نے کہا ہے کہ مسلمانوں
 کے ہمارے طاقت کے خلاف

میں سے کوئی ایک آدمی بھی قتل سے باہر نہ نکلا کہ حضرت خالد نے لکھا کہ کوئی مقابلہ
 کرے گا۔ مگر ثقیف کا کوئی آدمی آپ کے مقابلہ میں نہ آیا۔ اور وہ اپنے قتل کی نفی
 اور ہر جہاں کے چھ بچے آپ سے مبارزت طلب کرتے لکھا کہ مگر کوئی شخص
 آپ کے مقابلہ میں نہ آیا۔

سپر کا زمرہ ثقیف کا مسلمان اور لیڈر عبداللہ بن مسعود اور اس نے حضرت
 خالد کو مار ڈالا اور بتایا کہ ثقیف کا کوئی آدمی ہرگز آپ کے مقابلے میں نہیں آئے گا

اور وہ اپنے قلعہ میں محصور رہنے کو ہی ہنر خیال کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔
 ہم میں سے کوئی آدمی آپ کے مقابلے میں نہیں اُترے گا بلکہ ہم اپنے قلعہ میں قفل
 کریں گے اور اس میں آنا کھانا موجود ہے جو ساتوں تک ہماری کفالت کرے گا اور
 آپ اس کھانے کے ختم ہونے تک ٹھہر سکتے ہیں تو ہم سب اپنی تلواروں کے ساتھ تیار
 مقابلے میں نکلیں گے یہاں تک کہ ہمارا آخری آدمی تک مہر جائے گا۔

مسلمانوں نے حائف کی
 نصیحتوں میں داخل ہونے
 اور اس کے قسموں کو
 نتیجہ مہر کے لئے جبار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باغات کو
 تلف کرنے کا حکم دینا اور پھر اس سے روکنا

مردمشیں کیں اور مختلف دھاتوں کو اپنا یا تاک جنگی مشینیں کم ہوجائیں اور بڑے بڑے
 چتر اور آگ پھینکنے والے آلات سے ان پر گولہ باری کی اسی طرح ان میں سے فیلوں
 کا ایک دستہ فیلوں کی حفاظت میں فیلوں میں سوراخ کرنے اور دلتے کھولنے کے
 لئے بڑھایا تاک ان سے اسلامی فوج و حملہ ہوجائے مگر انھیں کا بیان نہ ہوئی اور
 کے قلعے مسلمانوں کے لئے چٹان کی طرح کھڑے رہے، ان میں سے کوئی آدمی قلعے
 کیسے باہر نہیں نکلتا تھا، جبکہ وہ عامرو لوہا کرنے والے مسلمانوں پر تیرا اندازی کرنے
 اور آگ پھینکنے کو بھی کافی سمجھتے تھے تاکہ مسلمان جس جگہ ای اسلحہ کو فیلوں پر حملہ کرنے
 کے لئے استعمال کر رہے ہیں، اُسے جلا دیں جیسے کہ انہوں نے ان ٹینکوں پر آگ بھیجی
 تھی جیسے مسلمان فداؤں نے قلعے کی فیلوں پر حملہ کرنے کے لئے کام کیا تھا۔ پس
 انہوں نے انھیں جلا دیا۔ لہذا بعض فداؤں کو بھی زخمی ہو دیا۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قلعہ طائف

کھانچ کر تادشولہ پہنچ کر آپ نے ان کی پریشانی کرتے اور انہیں قمنوں سے بچنے پر مجبور کرنے کے لئے ان کی مزدوعات کے طلب کرنے سے رک گئے۔ اور بعض مہمان ہے کہ آپ نے تعیف کی بعض مزدوعات کو تلف کر دیا اور پھر عاف کو روکنے کا حکم دے دیا۔

اور ایک شاعر نے ہدایہ والہ فیہ میں بیان کیا ہے کہ — جب معاہدہ ہوا تو گویا اور آپ کے مقتدر اہل بیت ہو گئے تو آپ نے تعیف کے انگوڑوں کو کاٹنے کا حکم دے دیا تو آپ انہیں کھٹے گئے۔

اور بعض روایتیں کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعیف کی مزدور کو کاٹنے کا حکم دیا تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے سفیان بن عیینہؓ سے کہا: "وادی خدا کی قسم ہم شیعہ ہیں" کے جواب کو نبیؐ کو ضرور قطع کریں گے۔ تو سفیان نے کہا: "تب بھی تم پانی اور مٹی کو تو نہیں سے جاؤ گے نہیں جب سفیان نے دیکھا تو ہکاڑا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہاٹے سوال کو کہیں کھٹے ہیں؟ آپ ہم پر غالب آ گئے تو آپ انہیں سے نہیں گئے اور یا آپ انہیں اللہ یا رشتہ داری کے تعلق سے نہیں مجبور کریں۔ جیسا بھی آپ خیال سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں انہیں اللہ اور رشتہ داری کی خاطر مجبور نہیں کروں۔"

اسی طرح حبش اسلامی میں سے دو آدمیوں داہر سفیان بن حرب اور خیر

سیرت علیہ

اللہ۔ المواہب: سورۃ میں بیان ہے کہ وہ رشتہ داری ان کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تھی۔ وہ یہ بھی کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہؓ کی ماں بردہ بنت عبدالمطلبؓ بن قحطی اور سہیلہؓ کی ماں ام حبیبہؓ بنتہ اسحاقؓ۔ اور اس کی ماں بردہ بنت مصفٰیؓ اور اس کی ماں فندہ بنت ابیحتہؓ کی اور قتیبہؓ کی ماں بنت ربیعہؓ شقیفہ میں سے تھیں۔

اسے قطع کر دیا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ آپ دونوں ان سے بات کریں کہ وہ اس
 ماں کو اپنے لئے نبی اور یا سے اللہ و پرستہ داری کی خاطر قربان ہو جائیں
 اور ماں کے درمیان تعلقات قرابت پائے جاتے ہیں جو کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ پس
 ان دونوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے اس کو چھوڑ دیا۔

طالب سے محاصرہ اٹھاتا

خلافت کے قلموں میں د فطی ہونے اور اس میں فتح دینے کیلئے جیش اسلامی نے بہت کوششیں کیں، لیکن وہ ناکام رہے۔ بہت مضبوط اور منہمک تھے، اور وہ غذائی مواد بھی کر کے جو ساریں تک نہیں کھاتی تھیں۔ طویل محاصرہ کیلئے تیار ہو چکے تھے۔ وہ کمزوروں و حیوانوں کا پانی حتیٰ ان کے پاس نہ رہتا۔ اور آسمان پھٹل میدان میں کھلے پڑے تھے۔ وہ قیدیوں کی روک ٹوک نہ کر سکتے تھے۔ شہر وں میں تھے اور اپنے قلموں میں قدر بند تھے۔ وہاں کے اہل و عیال بھی ان کے پاس تھے۔ اور اسلامی فوج نے خلافت کی مضبوطی، بلند اور محفوظ تعلیموں میں داخل ہونے کے لئے جوہد پر مشقت کو شمشید کیا۔ انہوں نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور ماہر پیر خان اور دیگر جوہد نے اندر سے شہر کو آگ لگائی تھی۔ اسے جلد ہی سوکھا استعمال کر کے ان کی مخالفت کر رہے تھے۔

مذہب کی فتح کے لئے مسلمانوں نے مسلسل پندرہ سو کوڑھائیوں کی قربانی دی اور یہ فتح کامیاب ہے کہ محاصرہ بیس روز سے بھی زیادہ دن تک نہ ہوا اور مسلمانوں نے وہاں تک فتح کی کوشش میں اپنے بارہ رزمی شہید کر دیئے تھے جبکہ اس کے مقابل میں

[illegible]

^۱ کتب نفیس، جلد ۳، صفحہ ۸۰۔^۲ سید محمد تقی، صوفیوں کی تاریخ، ص ۴۱۷۔

فدائے کے صرف لڑاکو کی ہو گئے۔ ان دونوں تو مسلمانوں نے محاصرہ کے دوران قتل کیا تھا اور کمالیہ کے تمام شہداء ثقیف کے تیرہ لاکھ لے گئے۔ جنہیں وہ بڑبڑوں اور غنیمتوں پر بھینکتے تھے۔

جب محاصرہ خاتم
پر سپردِ احمیس
دن گزر گئے اور

سیدہ خنصرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ جاری رکھنے
یا توڑنے کے بارے میں ماہرین سے مشورہ

مسلمین نے آج کے دن کوئی مشورہ قبول نہ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں موجود اپنے ہر سے بڑے شہسواروں اور ماہرین کے ساتھ اس معاہدے کے ماحق طور پر غور کیا کہ کیا عاقبت کو محاصرہ جاری رکھنا مفید رہے گا یا آتے توڑنا اور چلے گا۔

در مشورہوں کے اختتام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے قائل ہو گئے کہ محاصرہ کو جاری رکھنا بیشِ اسلامی ہے بلکہ میں نہیں ہے اس لئے اپنے فرائض کو محاصرہ توڑنے اور ثقیف کو باقی حالت پر چھوڑ کر نکلے گا پس چلے گا فی سبیل اللہ تاکہ اللہ تعالیٰ خود انھیں مسلمانوں کے قبضہ میں لے آئے اور وہ اپنے آپ کو اللہ جلّ جلالہ کے سرِ کمر میں لگائیں۔ اور ان عرب عناصر میں لکھرا بھرا ہمارے لئے جو جو سب کے سب اسلام داخل ہو چکے ہیں، اسلام میں داخل ہو جائیں۔

وہ شخص آئندہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثقیف کے بلکہ میں آپ کو ہزات نہیں دی۔ یعنی اسلحہ قوت سے ان پر حملہ کرنے کی)

اور ایک حدیث میں ہے کہ خالد بن ولید نے جو حضرت عثمان کی بری حدیثیں کہیں یا رسول اللہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو منع دے۔ تو مجھے ہلاکت بخون

بن مسعود بن سلمہ یا فاروق بن عقیل کے زیورات عنایت فرمائیں۔ اور عقیف کی لڑی زیور والی عورتیں سمیٹیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ”بے خولہ مجھے عقیف کے بارے میں اجازت نہیں ملی۔“

اور خود نے اس بات کو ذکر حضرت عمر بن خطابؓ کیا، تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! آپ نے خویش سے کیا بات کہی ہے؟
 میرا خیال ہے آپ نے وہ بات اُسے کہی ہے، فرمایا وہ بات کہی ہے حضرت عمرؓ کا
 دیکھا آپ کو دن کے بارے میں اجازت نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا نہیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں کُچھ کا اعلان نہ کر دوں۔ ؟

آپؐ نے فرمایا: ”ہاں“ اور حضرت عمرؓ نے کُچھ کا اعلان کر دیا۔

اسی طرح اہل میر نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوب دیکھا، جس نے اس بات کی دشمنی کر دی کہ آپ عقیف کے غلام سے جو بات حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ آپ کو حاصل نہ ہوگی۔ اس کا غلام یہ ہے کہ حضرت جبریلؑ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا، میں نے دیکھا کہ تمہیں ایک شخص کا بھرا چو پہلہ دیا گیا ہے اور اسے قرآن نے چوتھے مادی ہے، اور جو کچھ اس میں تھا، اسے نکال دیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا فضیل ہے کہ اس وقت آپ جو کچھ مانگے، میں کرنا چاہتا ہوں۔ اسے حاصل نہیں کر سکیں گے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا بھی یہی خیال ہے۔

اور اصحابِ معاذی نے بیان کیا ہے کہ جب یمن کے لئے طائف کو رخ کرنا شروع ہو گیا تو اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے حکمران کے بارے میں
 نہ سیرۃ ابن شہام ص ۱۷۵، معاذی الوائدی ص ۹۳، البدایہ النجاشیہ ص ۳۵، سیرۃ النبی ص ۱۷۵
 ص ۱۷۵، معاذی الوائدی ص ۹۳، سیرۃ ابن شہام ص ۱۷۵، البدایہ النجاشیہ ص ۳۵

میں تپ کی کیا رائے ہے تو غور سے غور میں کیا رسول اللہ کو طری بحث میں گھس گئی ہے
اگر آپ میں کی گزائی ہوتے ، یہ کہ گئے تو تم سے پکڑ لیں گے اور اگر آپ نے تم سے جھڑپا کرنا تھا
کہ نقصان پہنچا سکے گی نہ

مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر
حضرت عمر بن الخطاب اور ابو بکر صدیقؓ اور انہوں نے غصے کے درمیان
کے درمیان ٹوک جھونک۔ ان دنوں وہ مشرکیت کا مقابلہ کر رہے تھے۔
وہ بوہن نے خانہ کی غصیل پر چڑھ کر سناؤں کو ڈاڑھی سے ملاسن کر اُن کی قسم کھ
رائی تھی کہ کسی اچھے رشتہ دار سے جدا نہیں ہوا ہے۔ یہ کہ تمہارا کرو گئے بڑی بات
میں رہے۔ ہر جگہ پہنچتے ہو اس کو سن گئے بغیر اس جیسے برکت ہر قسم میں
ہمارا آپ نہ۔ دوسرے ہند جب تک ہم نہ میں ہر اعلیٰ نہیں کریں گے۔ اور یہ نہ
وہ کو مضبوط بنایا ہے۔

حضرت عمر بن الخطابؓ اسے آواز دیا۔ اسے ابن سہیب اُٹھانے کی قسم کھاتے تھے
قدح و دھن کو محفوظ کر دیں گے۔ یہاں تک کہ آجے بھٹ سے باہر نہ گئے گا۔ اور بھٹ
کے ذرا کب لوڑ سے جھینڈی رہا کرتے تھے۔

بوہن نے کہہ : اسے ابن خطاب اگر نہیں گمروں کی ہمیں بڑی تو پانی
اور میں میں دھندلے ہوئے سر پہ ہے جو کہ باہر اٹھیں پیدا کرے گی۔ حضرت عمرؓ نے
کہا : تو پانی رشتہ کی طرف جانے کی حکمت نہیں پاتے گا۔ ہر تیرے جیسے کہ وہ۔ زے
یہ تو نہایت عادی کے حالات ہیں کہ کتاب : شیخ محمد السیّد نے تفسیر کا لفظ ہے
سان اس پر میرے چہرہ اور بکری کے کپ۔ وہ چیتے بچے کے پاس سے گذرے اور تیرے دھن سے مار
تھا تو اس نے اسے مار دیا اور کہا گیا۔

تسا تہد یعنی اس کا دل سخت ہو گیا پس اس کا نام نہ ہو گیا۔

مناہروہی پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے پاس گئے۔ انان عدلیں
 کے ساتھ واضح طور پر معاوضہ کیا۔ اعلان غناہر نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف
 دوزخ سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ سے نفیق کے معاوضہ کے بارے میں گفتگو کرنا پہلے تک
 کوئی ایک ذیل ہو کر طاقت کر لیں۔

اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے معاوضہ کے معاوضہ کو مانیں۔ انے ان معاوضہ
 توڑنے پر غناہر نے کہنے کی کوشش کی۔ لیکن ان غناہر نے اصرار کیا کہ رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نفیق سے ہٹ کر جا کر کہیں۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاوضہ سے انان نہیں ہونے لگے آپ نے
 اس معاوضہ کو سنا اور آپ نے اپنی کسی حکم کے بعد نفیق پر جواب دہ حکم کرنے کا حکم
 دے دیا۔ اور پیشہ سلامی اور نفیق کے درمیان از سر نو جنگ چھڑ گئی اور نفیق پر
 کہ معلوم ہے آپ نے اپنے قلعوں میں قلعوں تھے اور مسلمان گھنے میدان میں تھے۔ پس
 نفیق نے فیلوں سے ان پر نیرانا ڈالی کی۔ اور پیشہ سلامی کو غنیمت کے وہ طائف ہیں
 گھنے کی کوئی مشقہ میں کرے۔ بہت سے زخمی تھے۔ اور اس موقع پر صاعقہ کرنیوالوں
 نے تسلیم کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حائف کے قلعوں سے معاوضہ توڑنے کا حکم
 دیا تھا اور وہی درست تھا۔

وادی داپسی کی پاس سرحد تجویر اور فوج میں معاوضہ کے ظہور پر معاوضہ
 سے برکت اور داپسی اور معاوضہ توڑنے کی تجویز کی تہذیب پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کرتا
 ہے کہ حضرت عربی اعظم اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا سنا، کو کہا۔ کیا آپ کو
 نفیق کے لیے میں اجازت نہیں ملے گی آپ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔
 کیا۔ میں توڑوں ہیں تو بچ کا احاطہ نہ کروں گا آپ نے فرمایا اگر خدا

پس حضرت عمر نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ اور مسلمان بائیں کرنے لگے اور دیکھتے دیکھتے

سے پاس جا کر کچھ کھجور حائف کو فتح کے بغیر ہاں جاتے تھے مگر ایک شہر میں فتح نہ دے ہم یہیں ٹھہرے رہیں تھے اور قسم بخدا، ہم نے ستر درودوں کی جن لوگوں سے جنگ کی ہے، ان میں سے بہت کمزور اور قلیل ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو منتشر کر دیا۔ اور یہ لوح تو نبوت کے لہجہ میں ان کا منہ روکا تو یہ اپنے پیغمبر میں ہی رجا جاتے تھے۔

پس ان کے درمیان بیت اقلندہ تھا، اور بیت اقلندہ میں۔ اور وہیں سے حضرت ابو بکر کے پاس جا کر ان سے گفتگو کی، حضرت ابو بکر نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ پر مسلمان صابر الہی نازل ہوا ہے، تو انہوں نے حضرت کو رسالت کی، مگر انہوں نے ان کی باتوں کو قبول نہ کیا، اور فرمایا: جو نے حدیث دیکھی ہے، وہ کج ہے، کج ہے، یہاں تک کہ یہاں سے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور میں نے اس دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں کہیں، کاش میں ایسا کرتا۔ اور آپ نے جو کچھ کیا، اس میں جلتے ہوئے اللہ کی طرف سے سہلائی تھی اور علی حدیث میں۔ بغیر انہوں کے۔

جو فتح حاصل ہوئی، اس سے بڑھ کر لوگوں کے لئے دور کوئی فتح قائم نہیں ہوئی، اس سے ابن مسعود ہیں، اللہ کی دعا پر نے جتنے آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے روز سے لے کر معاہدہ دیکھنے تک، دعا پر لے گئے تھے، نبیؐ کے ہاتھ میں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا ہے، اس میں سہلائی ہے، اور میں کہہ رہی ہوں کہ اس بارے میں تعجبگو نہیں ہوں گا۔ اور اللہ کا حکم ہی، منہ حکم ہے اور جو چاہتا ہے اپنے نبی کی طرف دیکھ کر رہتا ہے۔

اور دوسری ایک روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر کے ساتھ ۱۲ بارہ جنگ کرنے کے بارے میں، نبیؐ کے معافیہ کرنے، اسے غلامی کے ذریعہ سے لے کر، نبیؐ کے ہاتھ میں حضرت ابن عمر کے ہاتھ میں عرض ہوئی کہ انہوں نے یہ باتیں کہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بات پہنچ کر نیسے انھوں نے کہیں سے بیٹھ کر انھیں کھانے کے لیے مدعو فرمایا تو انھوں نے ان کے ساتھ ہونے کے لیے کہا اور ان کے ساتھ ہونے کے لیے کہا۔

مجھے ایفرین زید بن زید نے کہا ہے اس نے مغرت ابو ہریرہ سے بتایا وہ یہاں کرتے ہیں کہ جب ان کے عاصروں پر چڑھتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دخل دیا معاذ اللہ یہی ہے منورہ لیلہ اور فرمایا

”اے لوگو! تمہاری کیا بات ہے۔“ تو انھوں نے کہا ”یا رسول اللہ! لوہری بیٹھ میں گئی ہے۔ اگر آپ غمناک ہوتے رہے تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر آپ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔“

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصہ سے سختی دینے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بلوایا کہ آپ کے اہل خانہ کو حکم دیا کہ وہ شہر داخل نہ ہوں گے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صبح کو جنگ پر چلو، میں صبح کو جنگ پر گئے تو مسلمانوں کو بہت زخم آئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ نے چاہا تو ہم جیت جائے۔“ اسے یہ تو جنگ اس بات سے خوش ہوئے اور فرمایا ہر دایا، اختیار کر لیا۔ اور کو بیچ کرنے لگے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔

اور یہ مسلمان طاقت کا عاصروں کے

عین بن حصن کا قیدی پر فخر کرنا اور توح کو بیچنے کے لیے تو سعد بن حیدر حضرت عمرؓ بن الخطابؓ کا لے ڈالنا بن اسید بن عمرو بن حجاج ثقفی نے آواز دے کر کہا ”آٹھ ہونے قیدی قیدی ڈالنا ہے تو عین بن حصن کے قیدی کی مقدمت پر قیدی کرتے ہوئے“ کہا ”بیٹھک غدا کی قسم وہ جڑے اور کرم ہو گئے ہیں۔“

تو حضرت عمرو بن العاص نے اسے کہا: اللہ تیرا سیتا مان کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچنے والی مشرب آدم کی تعریف کرتا ہے اور تو اس کی مدد کرنے آیا ہے عینہ نے کہا، خدا کی قسم میں آپ کو کھدکے ساتھ ثقیف کے رہنے نہیں آیا۔ بلکہ اس نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاتف کو فتح کرے اور میں ثقیف کی ایک لڑکی حاصل کروں اور اس سے وطنی کروں شاید وہ میرے لئے کسی جہان کو منہ لائے کیونکہ ثقیف برکت والی قوم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حنظلہ اور کعبہ اور قوم ہے۔

حضرت عمرو نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عینہ کی بات کی اطلاع دی تو آپ مسکرا دیئے اور عینہ بن حنن کی اس نابینہ بیہ بات کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہ کی۔ بلکہ عینہ جو کچھ کہا تھا، اس کے جواب میں صرف اتنا فرمایا کہ یہ جس طرح ہے رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف سے کچھ حاصل کئے بغیر بارہ تہہ دیا اور وہ اسے شرب پر قائم ہے، یہاں تک کہ ان کے ارد گرد ڈیڑھ صدی حد توں میں رہنے والے تمام قبائلی مسلمان ہر گھنٹے، پس انہوں نے اپنے آپ کو محاصرے میں ملحق جاتی حالت میں دیا۔ وہ دنگا بسر رہت تھے۔ مگر ان کے ارد گرد ماحول دشمنانہ تھا۔ جو ہر جانب سے ان کا تھیراؤ کئے ہوئے تھا، پس وہ اسلام میں داخل ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک شخص نے مدینہ جا کر اپنے اسد کا اسد ماکر دیا۔ یہ واقعہ کا واقعہ ہے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا | حواضر توڑا، اور اسے چھوٹے گئے تو آپ کے بعض اصحاب نے خواہش کی کہ آپ ثقیف کیلئے برو ماکریں۔ مگر آپ نے اس سے برعکس ان کی ہدایت کیلئے اللہ سے دعا کی۔

حضرتی نے عبداللہ بن غفاریہ کی حدیث سے جو ابو الزہیر اور عیاض سے
 مروی ہے یہاں کیا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش صواباً نہ کہا یا رسول اللہ! فیض کے
شیریں ستے نہیں، جلاد یا ہے ان کے خلاف اللہ سے بدعا کیجئے تو آپ نے فرمایا اے
اللہ تعالیٰ کہ چاہتے ہو اور بعض کے نزدیک آپ نے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ کہ چاہتے
ہو اور انہیں دے اور اللہ انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول کرتے
ہوئے سرخ میں مسلمان اور خلافت محمد کے ارث دار۔

اور احبابِ یریں کہتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ چھوڑ دیا اور فوج کے ساتھ کوہِ کعبہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کہو لا الہ الا اللہ وحده، صلیک وسلمہ وشرعہ وکلامہ الا کتاب وحدہ۔ اور جب انہوں نے کوہِ کعبہ کیا۔ اور چلے تو فرمایا: کہ یٰ محمد بن شہداء اللہ، علیہ السلام فرمایا

اے ایمان کیخبر کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ کربلا پر وقتِ غیب کے پھلے میں فرمایا

۱۶۔ اللہ انہیں ہدایت دے اور ہمیں ان کے خراب میں کفایت کرے۔ آمین

میاں طائفہ کے شہداء
طائفہ کے حامیوں کے دستانہ مشرکوں کے صرف
دعا دہی مانگے گئے اور مسلمانوں کے بارہ جواہروں
نے شہادتِ الٰہیہ کے سبب ثقیف کے تیروں کے قتل ہوئے ان میں زماہرین
دو تین افراد شامل تھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت سعید بن مسعودؓ _____ امیر

البيان: قال تعالى: "ولم يزل يمددنا حتى بلغنا الشجرة العظيمة" (سورة القصص: 28). وهذا يدل على أن الله تعالى يمدد عباده المؤمنين حتى يبلغوا الشجرة العظيمة، وهي الجنة.

۴. حضرت جلیل بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام)

صیغہ پر شے کے لفظ سے انوی

۳۰. حضرت زید بن زحرہ بن عاصم

ست:

سید حضرت عبداللہ بن ابی بکر صدیقؓ

{ نہیں تیرے تھا۔ اسکے زخم }
 { سے دوسرے میں زخم ہوئے }

٢

۵۵۰ حضرت عبداللہ بن ابی بن الحنفیہ

55-4

۹۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن صعصعہ رضی اللہ عنہ

ہاں، جوئے کی دکان سے ملے گی۔

۱۰. حضرت ابراہیمؑ میں اس بات پر یقین

2.

۹. حضرت مجید الرحمنؑ اُغایت

۱. حضرت علیؓ بن عبدالمطلب

۱۰۰۰

۱۰۔ حضرت ثابت بن الجوزیؒ

نہا رقی

حضرت عابد بن اسمٰ

مسابک

٢: خفرت الخلدية عبد الله

خبردار:

ہفتک کا کام پورے آٹھ گھنٹے میں ختم

۱۔ نبی حضرت محمد ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عسیٰ شد علیہ وسلم بجزائش واپس آئے۔

مکتبہ اسی کے لئے کونسا راستہ اختیار کیا؟

مکتبہ اسی کے لئے کونسا راستہ اختیار کیا؟

حوسلہ نون کو زمین کے روزانہ ہلنے سے پیدا ہونے والی آواز سے

یہی ردی ماستہ بختیار کیا جس کے آپ مخلص تھے چنانچہ قرآن ماری

درمچہ منجھد کے راستے چلے جیسے آج کل کے روزی الیما کہہ سکتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اور ان باتوں میں سے ایسی بات نہ کہو

۵۔ حافظ لائیک عربیہ ہے شہ قرآن اساتذہ کی ایک جماعت میں پہنچا ہے جس نے اسے سمجھ کر ان کی زبان سے

اور پتے ہیں۔

چہن: جو برادر اعلیٰ و اعلیٰ کے شرف کے لیے میں شائع ہوا ہے اس پر
 پر مشتمل ہیں۔ ہر مسلمان قائد اور لیڈر کو جو کسی پادشاه کی قوم کا
 اپنا نصیب بننے کے لیے چاہتا ہو، اس کے لیے چاہئے کہ وہ اس کے
 نور حاصل کرے۔ بلکہ وہ اس کے ان اقدار، اقدار، محبت اور عقیدے کی مستحق ہو۔

ہم جن برس معنوم کرچکے ہیں کہ سرس طرح قوجا کی بکریوں نے کھینچ دی گئی اس کا اظہار کیا۔
اور وہ طائفہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاصروں کو توڑنے سے راضی نہ تھے،
بلکہ انہوں نے جنگ جاری رکھنے کا مطالبہ کیا۔ اور اس کے برعکس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے یونہی قوجا کے سالار اچلی تھے اپنے منادی کو تعینہ سے کوہ کرنے کا احکام کرنے کا
حکم دیا، اور ہم نے نہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً میدان سے واپسی
پر اصرار نہیں کیا، بلکہ اپنے قوجا کے براہِ فرستہ اور واپسی سے ناراضہ عناصر کو، راستی کرنے
کے لئے ان پر اپنے رائے کو ٹوٹنا نہیں، اور نہ ہی مختلف گروہ کے عین واپسی کا حکم دیا ہے۔ اور
جب حملہ ناگہم ہو گیا، اور شریف کے تیروں سے قوجا کو بہت زخم آئے تو براہِ فرستہ عناصر نے
تسلیم کر لیا کہ عاصروں جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوجا
کے ساتھ واپس آئے۔ اور قوجا کے تمام عناصر نے بھی واپسی کی غلبہ کو تسلیم کر لیا، اور یہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک عسکری حق ہے جس میں خونریزی کرنے میں ان
لوگوں کا بہت فائدہ ہے جو کسی سطح پر قیادت کے مراکز میں اہم سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ
 رطائف سے واپسی پر اپنی اوقنی پر سوار
 ہو کر مکہ شریف کو پہنچے اور ان کے پاؤں میں دو بوسے بوسے
 دیا تاکہ ان کی اونٹنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے ٹکرائی اور ان کے چوٹے
 کا ناکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند لی پر لگا۔ اور اس نے آپ کو تکلیف دی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو نے مجھے تکلیف دی ہے یہاں تو
 بچے کو روکنا آپ کے اسکے پاؤں پر گھٹا مارا۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے اپنے معاملے سے کسی وجہ سے آغیا اور مجھے خوف ہوا،
 میں نے جو کچھ وہ حکم کیا ہے اس بارے میں قرآن میں دوسرے تعلق حکم نازل ہو گئے ہیں
 جب ہم نے اہل بیت کی کوہنہ لٹ بولنے لگا۔ اس وقت خوف سے ہاتھ میرا
 ہوا حال تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ آگئی اور آپ مجھے طلب فرمائیں گے
 اور جب میں شام میں سوایا گیا کہ وہی لایا تو میں نے پوچھا تو وہی نے کہا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا ہے پس میں آپ کے پاس آیا۔ اور میں منتظر تھا
 آپ نے فرمایا: "تو نے اپنے پاؤں سے مجھے تکلیف دی ہے اور میں نے تجھے کوڑا مارا ہے
 میری ضرب کے عوض یہ بھڑیاں سے ابوہریرہ بیان کرتا ہے کہ آپ کا ہاتھ رانی ہونا لگے
 دنیا دافہا سے زیادہ محبوب ہے۔"

اور ابو عبد اللہ علی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں ظائف سے دایس پر
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اور آپ مجھ سے گفتگو فرما رہے تھے
 اور میری حالت اس کی حالت سے بگڑنے لگی اور میری ناک بڑی طاقت و سادہ تر
 تھی، میں نے ایک طرف رکھنا چاہتا تھا، مگر وہ میری نہ مانتی تھی پس وہ حضرت ابی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک سے ٹکرائی اور آپ کے پاؤں کو چوٹ آگئی آپ نے فرمایا:
 "تو نے مجھے تکلیف دی ہے۔" اور آپ نے کہا کہ اپنا پاؤں نکالا تو وہ روضہ فرمایا
 گوند چہ آپ نے سر سے پاؤں کو کھینچی سے ہٹایا اور آپ کچھ دیر خاموش بیٹھ رہے
 اور تم بخدا میں اس وقت تمرا جب مجھے یقین ہو گیا کہ میرے بالے میں خواب کا حکم نازل
 ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب ہم اترے تو میں نے اپنے دوستوں کے کھلم میں تہائی
 سواریوں کو مہیا کرنا تھا، لیکن آج میرے چرانے کا دن نہیں ہے اور جب میں شام

سکون ان کے پاس سواہرین لایہ رہیں گے کیا۔

دکوتر میرزا محمد شمس الدین آریاتی ؟

انہوں نے جواب دیا: رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری تلاش میں

16-22

میں نے بچے طلب کیا، معافی قسم : ہر بات ہے، میں نے کہا۔

ہم کوئی ایک وقت - ۷

انہوں کے جواب دینے تک ایک اعلیٰ آیت تھا، رد میں مل کر تپا چکا یہ بہت مجھے
 ناپسند تھی اس لئے کہ (نعمت اللہ) پر حسرتی کرتے تھے۔ وہ بیلن کو تپا چکا کہ سچ اس کے
 وہ ایک زلمین کا ایک اعلیٰ مری تلاش میں آیا تو میں خوف زدہ ہو کر گیا۔

پیدا ہوا کہ سولہ سو سو سالہ علیہ السلام کے سنانے چلے گئے۔ اور آپ
میرے سامنے مکرانے لگے۔ پھر فرماتے گئے: "شام تو کچھ میرے اچھے گھر
سے نکلتے ہیں۔"

میر فریاد لگے۔ "بیکریوں کا بیوتل۔" یہی سہ تھے وہ ریوڑ مٹانے۔

اسی طرح انور علی صاحبی لکھتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے قبر بے اعتناں ہے اپنی ناقہ نعویٰ پر وار ہوتا ہے ہا تو میں آپ کے لئے سہیت

۳۔ حکماءِ انبیاء میں جو کہ یہ اوزر اور القسوس اور جانی قتلہ سے بچنے کیلئے جاننے والے ہوں اور یہ

زمانِ یکایک اسحاق بن ابراہیم بن محمد نے جو عشرتِ تیسویں سے حقاریاں کرتا تھا کہ کچھ حرام بن عبدالحق نے

انوار الحق تعالیٰ سے بنایا کرتے ہیں، ان کے لیے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھائے سفید کرے گا ایک

ایسا جوڑ بھینٹا بنایا۔ جسے لوگوں نے عداوت کیا ہے میں کہتا ہوں واقعی اسے بیلن کہا ہے کہ

۱۰۔ رونق کے مدد جیسے ہمالی جھڑا اٹھتے ہوئے تھا۔ درجہ کیے میاں کتاب فتح ہو گیا۔

موتے سمجھے، اس کے لئے کھڑا چنگید اور چار میرے (خاندان میں اپنی بھتیجی تھی۔ پس آپ صبح کے پر سوار ہو گئے اور میں نے آپ کو مہار پکڑا دی۔ اور میں آپ کے پیچھے بھرتیاں اور اور آپ ناقہ کے پیچھے حصے پر اپنا کوڑا مارنے لگے۔ اور وہ سب کوڑے لگے لگے، آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "آپ کو کوڑا لگتا ہے؟"

میں نے جواب دیا: "نہیں! میرے دل آپ پر قربان ہیں، مادی بین قرآن ہے، جب آپ انھیں میں سے تو اپنے خاتم کے ایک طرف بکریوں کا ایک لڑے رکھنا اور اپنے خاتم کے مالک سے ان کے بچے میں دریافت کیا تو اس نے آپ کو کھوتا چور لگے، انہیں رہا پھر آپ نے اذان اور اذان کہاں ہے، میں بیٹا چوں، فرمایا اکل، آپ کو کوڑے سے تکلیف پہنچی تھی، اس کے عوض بکریاں ملے۔ مادی بیان کر رہا ہے میں نے انہیں شہید کیا تو وہ ایک سو بیس بکریاں تھیں، پس میں نے ان سے مال کیا

سراقرین چشم کا اثر انگیز واقعہ | سراقرین چشم سلجی ایک ممتاز شہسوار تھا۔

اسی اللہ علیہ وسلم کو مردہ یا زندہ حالت میں ملے گا۔ اسے سوانح خاتم دیا جائے گا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ان کے پیچھے تھے، کھن کر سونہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور من ظالماہ اعلان پر سراقرین کی طرف چلتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کو طہم کرنے کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے کے ارادے سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ہتھیار لے لے، مگر کام جوار اور اس نے جو ارادہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اس پر قدرت دی تو اس نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو قریش کے شر سے محفوظ رکھے گا، اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کہ آپ آتے ہیں لکھریں، تاکہ وہ اسے ضرورت کے وقت پر دکھائے۔ آپ نے حضرت ابو بکر کو حکم دیا تو آپ نے اسے اونٹ کے شانے پر

ہفتہ لکھ دیا، پس سراقہ نے احان کی اس دستاویز کو جو دوش کے شکنجے پر تھوڑی سی
سنبھال کر لیا۔ سال گذرتے گئے اور وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند
ہو گئی یہاں تک کہ مکرہ عین میں جو سب سے بڑا حربہ مکر تھا، آپ کی خدمت نے
آپ کو جان پریشانی کا قلع تہا دیا۔

اور سراقہ کے احان کی دستاویز کے انہماک (مادہ بھی آجی) بیکاروں کی عزت
سے بھونک رہے۔ پس سراقہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دستاویز کو
اس وقت نکالا، جب آپ طائف سے واپس تشریف لے رہے تھے تو آپ نے اس کے
مطابق اس سے سہلو کیا، تب سراقہ بن مالک مطلق اس دلچسپ داستان کو خود ہمارے
سامنے بیان کرتے ہیں۔ سراقہ بیان کرتے ہیں۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے الجرانہ کی طرف رخ کر رہے تھے تو
میں آپ سے ملا اور میں نے آپ کو اچھی طرح سپاہیہ لایا اور لوگ آپ کے آگے کوچ کی
ٹکڑیوں کی صورت میں ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے تھے، پس میں انصار کے سوا کسی
ایک لڑائی میں شامل ہو گیا۔ اور وہ مجھے تیز سے مار رہے تھے، پھر بے ہوش ہو کر
ہوا اور آنکھوں نے مجھ نہ پہچانا، اور میں جب قریب ہو گیا اور میں نے سارا دیکھا
کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز سن رہے ہیں تو میں نے معذرت ابو بکر کی
نمونیہ کردہ دستاویز پکڑی اور اپنی دوا بھٹیوں کے درمیان رکھ لی۔ پھر میں نے اپنا
ہاتھ بلند کر کے آواز دی۔ میں سراقہ بن مالک بن جشم ہوں۔ اور یہ میری دستاویز ہے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج اتفاقاً دن ہے اسے قریب کہ آپ مجھے
آپ کے قریب نہ یاد کیا اور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی کد بیکھ دیا تھا جو
وقت خرم کے جو مذکی طرح تھی، پس جب میں آپ کے پاس آیا تو میں نے سلام کیا اور صوبہ
آپ کے پاس لے گیا اور میں نے آپ کے ہونٹ پر حوض کیا کہ یا رسول اللہ اگر گشہ کوٹ

میرے جنوں پر مائیں جھین میں نے اپنے اونٹوں کیلئے جبرائیلؑ انہیں پانی
پلا دیں کہ کیا کھجے چڑے گا؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے مجھے ہرگز
وائے جانور کے پلندے میں نہ لے جاؤ“

معاشرۃ طہارت کے واپسی کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
فقہی مسئلہ کو اسلام کا ایک آدمی ملا جس کے پاس بکریاں بھی تھیں اور رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تقریر سوار تھے اس نے کہا: ”یا رسول اللہ! یہ حدیہ ہے جسے میں
 نے آج بھی خدمت میں پیش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو میں بکریاں میں سے ہے؟ اس نے
 جواب دیا: ”میں اسلام کا ایک آدمی ہوں“ آپ نے فرمایا: ”میں شریک کے حدیث کو
 قبول نہیں کرتا۔ اس نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ میں انسانا اس کے محل پر ایمان رکھتا
 ہوں“ میں برید بن الحویب کے پاس بجا حینہ اپنے ماں کا صندوق لے کر گیا تھا، وہاں بٹا
 کر لٹکے کر برید آئے اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقت کر کے
 عرض کیا کہ اس آدمی نے درست کہا ہے یہ میری قوم کا سردار ہے جو صفات میں
 رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو غلہ سے کیوں آیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ”آج کل وہ
 صفات سے زیادہ سسر بڑ ہے۔ پھر کہنے لگا: ”میںا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہم سوار ہیں
 پس ہم الجھرا رہے ہیں۔“

ماہ کی بیان کرتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منافق کے بلقالبی دوست
 ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: ”یا رسول اللہ میں اپنے ساتھ بکریوں کو الجھرا رہے چاہتا ہوں
 آپ نے فرمایا: ”نہیں! بلکہ میں الجھرا د میں ملنا ہم تجھے اور بکریاں دیں گے انشاء اللہ
 میرا سلی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دین کے بدلے میں سلی
 بات دریافت کی، مجھ سے پریشان نہ کہئے ہوئے تھے اس نے کہا:

”یا رسول اللہ مجھے اونٹوں کے پلندے میں نماز کا وقت آجاتا ہے یہاں اس میں

نہاڑ پڑھ لیا کیوں؟

قریبا ۵۰ باب

اس نے کہا "یا رسول اللہ! لیسافات پانی ہم سے دور ہوتا ہے اور ماویٰ کے پاس اس کا پیریا بھی ہوتی ہے۔ کیا وہ گچا اس سے قریت کو مستلج ہے؟ فرمایا ہاں اور وہ نیم کو فیا کرے، اس نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں حلقہ نہ بھی ہوتی ہیں فرمایا وہ بھی نیم کرے۔

ہادی بیان کرتا ہے پھر حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الجبرائیل پہنچ گئے۔
اور آپ نے اسے سو بکریاں عطا کیں۔

کیا فیصیح نے حدیث رسولؐ کی واپسی کے بعد اس کی لڑکیوں کی اطاعت کی

ہائیں آئے۔ مورخین اور اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے۔

شکوہ کے علاوہ کچھ روایات بیان کی جاتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد اسلامی فوج کی کچھ یونٹوں نے اسی سبب زلزلہ کا محاصرہ کر لیا اور ان یونٹوں نے جو ہمیشہ یونٹ کی واپسی کے بعد امدادی شکل میں آئی تھیں، نقیب کا محاصرہ تنگ کر دیا۔ جہاں تک کہ نقیب نے ان یونٹوں کی امداد تیار کر لی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان لیا اور کارروائی صحرائے امویہ کی طرف میں پہنچی جو انہی قوم امویہ کے ساتھ ملحق کے ساتھ آیتھا اور یہ لوگ عمر بن الخطاب

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱

ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ہم سے حضرت عمر بن الخطابؓ ابو عاصؓ انصاریؓ ابی بکرؓ عروہؓ یعنی ابن عبد اللہ بن ابی حاتمؓ نے اپنے ہاتھ لے کر اس نے اپنے باپ سے اور اس کے چچے داد سے صغر۔ یعنی ابو العیساؓ حمصیؓ سے بیان کیا ہے کہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدد کرنے کے لئے گھڑ سواروں کے ساتھ نکلیا اور اسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کتنے بغیر واپس چلے گئے ہیں۔

پس حضرت نے مہر کیا کہ وہ طاقت کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا۔ جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مان لیں اور اس سے انہیں اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم کو نہ نہیں یہ اور محضر نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل نہ کیا۔

زاد بعد "یہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا حکم مان لیا ہے" اور میں اپنے سواروں کے ساتھ انھیں مارا ہوا تھا۔ قد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کے جمع ہونے کیلئے مذاہی کرنے کا حکم دے دیا۔ اور احسن کیلئے دس دھنوں میں رائے اللہ احسن کے سواروں اور پیادوں میں بکرت تھے؛

جب وہ لوگ آئے تو مغیرہ بن شعبہ ثقیفی نے گفتگو کی۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت میری سپہ سالاری کو بکھر دیا ہے۔ حالانکہ وہ اس میں داخل ہو چکی ہے میں میں سلطان دار الحکومت چکے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جاکر فرمایا: "جب لوگ سے ملے ہوئے ہیں وہ تیرے اپنے اخوان اور اموال محفوظ کر لیتے ہیں" حضور کو اس کی بھڑکی واپس کہنے تو اس نے اسے اس کی سپہ سالاری واپس کر دی۔ اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نبی سلیم کے باقی کے متعلق پوچھا جو اسلام سے یہاں کہ اس پانی کو چھوڑ دیتے تھے اس نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ مجھے اور میری قوم کو اس پانی پر اتار دیکھتے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "بہت اچھا" میں آپ سے آتا ہوں۔ اور یہی سنا

جو مجھے تو انہوں نے صغیر کے پاس آکر کہا کہ وہ من کا پانی انہیں دے دے تو اس نے انکار کر دیا تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم مسکین ہو گئے ہیں اور ہم صغیر کے پاس آئے ہیں کہ وہ ہمارا پانی ہمیں دے دے مگر وہ چاہا بات نہیں مانتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے سزا جب لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے خون اور اعمالِ معصومہ کو فریستے ہیں۔ ان کو پانیِ استسجیر دینا چاہیے۔ اس نے کہا: (اے اللہ کے فرشتے) بہت اچھا۔“

مادی یا لائیکل ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس بڑی کھوپڑی جیسے کے باعث دہلیزم
صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ میرا سے شہرہ بھر ہوا تھا " اللہ واثق اس صوفی کی روایت میں
مقتدر ہے ۔

امام ابن کثیرؒ و ابن کثیرؒ میں دلچسپی اور محنت اور اہل بیت کے واقعہ پانچواں ہے جو کہ
 بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حکمت الہی اس بات کی متقاضی تھی کہ فتح کو اسی سال
 سرخ کر دیا جس کے ساتھ وہ قتل سے نجات دلا دیا۔ جو جہاں ہے اس کے کہ پہلے بیان ہو چکا
 ہے کہ ہر آپؐ طاقت کی طرف سے تو آپؐ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی تھی۔ وہ
 بھی دی کہ وہ آپؐ کو پہنچا دیں۔ تاکہ آپؐ اپنے رب کے پیغام کو پہنچا سکیں اور یہ واقعہ آپؐ
 جہاں اللہ کی وفات کے بعد ہے۔

پس انہوں نے آپ کی بات کو دیکھا۔ اور آپ کی تکذیب کی۔ اور آپ مخالفین پر
 طاری آئے۔ اور قرآن شعلہ و ریزانِ ممانی کے پاس آپ کو ہر شاخ لانا کیا دیکھیں جس
 کو ایک بدلی میں چمڑکی ہے اور یہاں لوگوں کے فرشتے نے آواز سے کہا کہ "۱۰" اے محمدؐ! آ
 جیو وسلم آپ کا رب کہتا ہے اور اس نے آپ کی قوم کی اس بات کو دار جو انہوں نے
 آپ کو جواب دیا ہے اس سے سن لیجئے، اگر آپ پیغمبر کریں تو میں دونوں پہاڑوں کو
 نچھٹاتا ہوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض میلست و دشاید

اشکان کی اصحاب سے ایسے ٹوک پیدا کرے جو خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔

پس آپ کے قبولی۔۔۔ بلکہ انھیں مہلت دو۔۔۔ کہ مناسب حال یہ ہو کہ ان کے قتل نہ ہوتا کہ سب قتل نہ ہو جائیں۔ ہزینے کو غور کر دینے چاہئے کہ اس کے بعد آئندہ سال ۶۱۰ء رمضان میں مسلمان ہو کر آئیں اور یہ وہ سال ہے جس میں یوسف کے سادات مرید گئے اور انہوں نے اپنے اور یوسف کے مسلمان ہونے کا عہد کر لیا اور اپنی صحیح میں امام ہونے والے جو اسلوبِ کلام اختیار کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحرا بنو اہل بیت اور اس کی قوم کو بکھیلنے سے تعلق رکھتی تھی تاکہ ان کے عین میں ہرگز نہ بکھلے گئے۔ اور اس نے ان کا ہی سرہ اس وقت چھوڑ دیا کہ انہوں نے رشتوں کو چھوڑ دیا۔ علیہ السلام کے حکم کو مان لیا تھا۔ پس وہ ان میں مدد دینا اور وہ مسلمان ہو گئے، اور انہوں نے اپنے خلف اصحابوں کو غور کر لیتے اور وہ اسلام کی فوج بن گئے۔ اللہ اعلم

غنائم اور قیدی اکبرانہ میں
مسلمانوں نے ہفت حنین میں فتح پانچے بعد
عظیم غزوات میں جس میں صرف ہشتاد
ہیں ہے جو اس دور میں عربوں کی توانائی کو سمجھنا چاہیے (۵۰ ہزار) دقت اور چاہیں
ہزار ہو کر اور بہت سی چاندی تھی اس طرح چھ ہزار لوگوں میں اور بچے کی قید ہو کر سلاوی
خود کے قید میں آئے۔

اور یہ قیدی اسلامی فوج کے غلام بن گئے۔ جیسا کہ اسلام کا جنگی قانون ہے جس پر اُس دین نے مذہب کی حربہ کا دعویٰ کیا ہے جو یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی جہاد نہیں ہے بلکہ جنگی غلام ایک نامی مسئلہ ہے جس سے تمام جواب اور حکم مل جاتا ہے کہ اسے کس طرح سزا دی جائے اور اسے جو سزا دی جائے اسے کس طرح سزا دی جائے۔ اللہ علیہ السلام کے یہ علی رسولین
یہ غلامی کے متعلق حدیث کا وقت ہماری کتاب غزوہ بنی قریظہ میں دیکھیے۔

ہیں نہ پتے نہ سبکدوش کو نہ جیسا کہ ذیل میں اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرر کہتے ہیں فتح حاصل کرنے کے بعد اعدائے شکست خوردہ مہمانانہ کے اہم بازو یعنی تعزیت کے تعاقب کا بیخونہ کیا آپ نے فقیہوں کے تعاقب سے زاپس نہ لے کر الججرانہ میں غنائم اور قیدیوں کی حفاظت کو لے کر حکمران اور سالار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنائم کی حفاظت کا حکم بربیع بن رباح اور دیگر جو غرامہ کے نائبین میں سے ایک تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعاظی تھے اور یہ دونوں ہیں ہندو روتوں اور تپوں کا حکم بھرت سنیان فرما رہے تھے۔

ہوازن کی شکست سے
الججرانہ میں قیدیوں کی رہائش گاہوں کی تعمیر [عبد قیس بن اسلمی نوچ
 کی جگہ میں ایک امانت تھی اور اسلمی تعلیم نے رحمت و شفقت کی تعلیمات سے
 متاثر ہو کر سیر و مسکن کے واسطے زلطی و الطعمی و الطعمی علی جہ مسکنہ و متی و اسیرانہ
 ہیں جس میں کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکون دیا کہ ان کے لئے رہائش گاہیں تیار کی
 جائیں جو میں اور ان کے ساتھ رہنے سے سبب حاصل کر سکیں۔ چنانچہ ان کے آگے
 حلف سے زاپس نہ لے کر ان کے لئے یہ قلعہ بنایا گیا۔

یہی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلمی نوچ کے مافی اور
 اسباب زندگی کے معاش کے لئے نگران بھرت سنیان کو حکم دیا کہ وہ تمام قیدیوں
 کو کپڑے خرید کر پہنائیں، پس مہمانانہ لے کر بڑے خر و کھان سب کو پہناتے۔
 واقعی بیان کرتے ہیں کہ غنیمت سے ہوازن کے چھ ہزار آدمی قیر بوسے تھے۔ اور
 جو سیر ہزار اونٹ تھے اور بکریوں کی تعداد معلوم نہیں کہ اتنی تھیں اور ان سے
 کھلے کہ وہ چالیس ہزار تھیں۔

یہ خامی کے متعلق اسلام کا کوئی بڑی کتاب غزوہ جہاد میں دیکھتے۔

یہ حب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے حضرت سفیان غزالی کو حکم دیا کہ وہ جا کر قیدیوں کے کمرے خریدے اور انہیں ہجر کی چادریں زیبہ کرتے دے اور ان میں سے کئی آدمی بے پاس درپے، پس پسینے پر اس غریبے اور سب سے بڑے کو پہنا دیجئے۔

اور اب قیدیوں کو غلام کی تقسیم سے متعلق احادیث

ہو اذن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے اور حضرت علیہ السلام جو انہی آپ کی رضاعی ماں تھیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اہل بیت پر ہمدانی و مہر حسب روئے ہوئے اور اپنے بھائی کی رفاقت کا مطالبہ کرتے ہوئے آئیں گے اور آپ انہیں خود کے درمیان تقسیم کرنے سے قبل ہی آزاد کر دیں گے۔ غلام و قیدیوں کی تقسیم کو تقریباً ایک ماہ تک تو غزوتوں کے لیکن ایک ماہ تک ہمدانی میں سے کسی آدمی نے جبکہ نبوی صلوٰۃ علیہ وسلم کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ ملائکہ کی اہل بیٹی کرنے کے لئے یہ سنت کافی تھی۔

در قیدی اور غلام اور اس پر سب سے بڑی قاذن کے مطابق اور ان کی ملکیت سے منسوب اور جس کے متعلق قرآن نے نشانہ دیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف کے تحت ہوگا، کہ آپ سے مفاد دار کے مطابق خرچہ کر سکیں، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جسے کہ کی غلام کو زمین میں قیدی ہوا شامل تھے تقسیم کرنے پر مجبور ہو گئے اور غلام و قیدیوں کی تقسیم کے بعد ہوا ان کا ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیدیوں کی آزادی

۱۔ الانسانیت ۲۔ مدح و تحسین کا ایک شہر ہے جس سے چادریں دسہ کی ہوتی ہیں

۳۔ غزای او اتدی ۴۔ دیکھیے مغازی، الواقری جلد ۵ ص ۵۵ البیہ و المعجز جلد ۳ ص ۵۵

۵۔ جلد ۲ ص ۵۵ ۶۔ اسیرت علیہ السلام ۷۔ ۲۵۳ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۴۹-۵۰

۸۔ انصاری جلد ۲ ص ۵۵

کا مطالبہ کرتے ہوئے آیا۔ لیکن سرکرہ حنین میں شرکت کرنے والی سلاطین اور بچے کے علاوہ
 بن قریظہ کرنے کے بعد آیا۔ پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاکت کی غم میں شرکت
 لپہر اکٹھا کیا اور قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ حالانکہ وہ سب نبی قیدی تھے جس کا کہ غنیمت پر یہ تعین
 کیا گیا تھا۔ اور جن ہتھیار اعراب نے معرکہ حنین میں شرکت کی تھی انہوں نے مخالف
 سے اپنی واپسی کے بعد امرار کیا کہ آپ غنائم اور مسلمانوں کے تقسیم کرنے میں جلدی کریں،
 حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو شگ کر دیا اور آپ کے ارد گرد ایک دائرہ سا بنالیا یہاں تک
 کہ پھر کی شرکت سے آپ کے مزے سے چادر گر گئی۔

اصحاب سناڑی دسیر بیان کرتے ہیں کہ اعراب راستے ہی میں بار بار آپ سے
 رہ چھٹنگے اور کہتے تھے: ہماری غنیمت ہم میں تقسیم کر دیجئے! یہاں تک کہ وہ آپ کو
 مجبور کر کے ایک ببول کے درخت کے پاس سے گئے جس سے آپ کا پیلو اچھٹ گئی تو
 آپ نے فرمایا: مجھے میری پیلا رحا پس سے دھستہ لٹو! مجھے میری چادر دو! اس
 ذات کہ قسم ہے جس سے بے غنیمت قدرت جی میری جان ہے کہ اگر اس درخت کے کانٹوں
 کی تعداد کے برابر بھی تمہارے لئے اُلوٹ جوتے تو میں انہیں تم میں تقسیم کر دیتا۔
 اور پھر تم مجھے بھینٹ بڑول اور کتاب نہ پاتے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ
 کے چھوٹے بچے پر کڑی اس کی کوتاہی سے کچھ اون بکڑی اور اسے اپنی دھول اٹھایا
 سے درمیان دکھا، اور پھر اسے بٹہ کر کے کہا۔

”اے لوگو! مجھے خدا کی قسم ہے“ کہ مجھے نہ بھاری غنیمت سے
 کوئی ملحق ہے، اور نہ اس اونٹ سے! اور میں نے تو دیکھا ہے
 کہ فرمایا کہ: خدا کی قسم! اللہ نے جو غنیمت تمہارے لئے حلال کی ہے
 وہ اس اونٹ جتنی چیز میں سے لے جائز ہے، میں اس میں حصہ کا تھا
 ہوں۔ اور حصہ بھی تمہیں دالیں کر دیا

جانتے تھے کہ پس سوئی میں داپس کر دو بلا مشتبہ جہانت و قیامت کے بعد اٹھ اور یقیناً
کلاماً عث ہوگی۔

اور منہ سے اود مسلمان سپاہی کا بلند کردار | کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی
نے سپاہیوں کا انتباہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ کوئی سپاہی خدا سے کوئی چیز نہ لے، قسم
سے قبل نہ اٹھائے (تو قلیل ہو) اس نے کہا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا
ہے وہ خیانت نہ کرے۔ اور رسول نے اپنی خانقاہ کو ایک بنگو رکھ دیا یہاں تک کہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مابل مقرر کر دیا۔

اور حضرت عقیس بن ابیعب (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شادی سے اعلان
کرنے سے قبل) اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان کی توار ثون سے لٹکری ہنسی ہوئی
نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مشرکین سے جنگ کی ہے۔ اپنے منام سے کچھ داپس
کیا ہے۔ حضرت عقیس نے کہا: ہاں ایک سوئی ہے جس سے اٹھاپے پڑے سنی ہے۔ دوا ہے
یہ سوئی اپنی بیوی کو دیدی جو خاطر حسد دیدین عبد بن ربیع تھی، پھر منہوں نے رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے شادی سے اعلان کو سنا کہ جس نے غنیمت سے کوئی چیز حاصل
کی ہے اسے داپس کر دے تو حضرت عقیس واپس آکر بیوی سے کہنے لگے: خدا کی قسم
مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سوئی بھی جلتی ہے، پھر آپ نے اس سوئی کو لیکر اسے منام میں پھینک دیا
کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے دیکھئے کہ امانت اور امانت کا محرک کیسا ہو گا کہ ایک سپاہی اپنے نبی
ذمہ کی کویت کے لئے پیش کیا ہے وہ مسلمان کے مال میں سے جس میں وہ خود بھی ان کے ساتھ شریک ہے
اپنے لئے ایک سوئی بھی حلال نہیں سمجھتا، خدا کی قسم جتنا کارناموں کی بیاد رکھتی اور حق کے جھٹکے کو
بلند کرتا اور باطل کے جھٹکے کو گرہ میں آتا دیکھتی ہے اور یہ وہ ایمان اور شجاعت و بیاد منائی
تربیت ہے جو دلوں کو آباد کرتی ہے۔

اوس ایک آدمی سید اللہ بن زید عازدی نے جنگ بسماعان میں لڑنے کی ایک کتاب لے لی۔ وہ اس سے تیرا نہی کی بات کہتا تھا اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی کی آواز کو سنا تو اسے غلام میں بیس کر دیا۔

دار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ کے بعد اگر جس شخص نے غیبت سے کوئی چیز واسطے کہے واپس کر لے، ایک سنت کا ایک گوارہ آپ کے پاس لایا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ مجھے دے دیجئے، جو کہہ مجھے اور نبی عبدالمعذب کھٹے لگا رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا آدمی غیبت میں واپس کر دیا، اور ایک آدمی آدمی کے کہ آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ رسی مجھ اس بگو سے ملی ہے، جس نے دشمن سے شکست کھائی ہے میں نے اپنے کھاد سے پر لٹا دیا، کیا ہوں؟ آپ نے فرمایا غیبت سے جو میرے ہاتھ سے نکلے گا، وہ میرا ہوا۔ اور جو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلے گا، اس کا میرا حصہ ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے عرق گیر میں بہاؤ دے کر فرمایا کہ اس سے جو کچھ کہے گا وہ سچا ہے۔

۹۰۳. نسخہ صحیح بخاری جلد ۱۰ - البزاج و الخطایہ جلد ۱۰ مکہ ۱۴۰۵ھ: معتمدی: واقعہ جلد ۱۰ جلد ۱۰ جلد ۱۰

فروع میں جن کے خاتم کی تقسیم

ابو جرب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
کے قریب انجمن میں شہر گئے وہاں

مناقم نے تصدیق کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سردار حضرت زید بن
نابرہ کو غلام کے شمار کرتے تھے اور چاروں یہ اسلوا غلویت کہہ دیتے تھے یہاں ہی
کو دینے کا حکم فرمایا۔ میں حضرت زید کے غلام کو شمار کیا۔ اور میرا نہیں ہوا میں
میں تقسیم کر دیا۔ اور ہر آدمی کو چار لوٹ اور چار لوٹ بکریاں حصہ میں ملیں۔ یہ یاد رکھ
کا حصہ تھا۔ اور مولودوں میں سے ہر بچہ کو چار اونٹ اور ایک بکریاں حصہ میں ملیں۔
یہ شریعت اسلام میں ہر مہینے میں تقسیم کیے جاتے ہیں اس سے کہ پیادہ سپاہی کا ایک
حصہ ہوتا ہے اور حاکمین شرف ہوتے ہیں، ایک حصہ گھوڑ سپاہی کا ملتا ہے اللہ تعالیٰ
یعنی اس کے گھوڑے کم ہوتے ہیں اس لحاظ سے اسلام پیادوں اور سواروں کے
درمیان برفا فرق کرتا ہے اور سوار جنگ میں غیر سوار سپاہی کی نسبت دشمن بہت زیادہ
ہے، میں گھوڑ سوار چار ہزار بہت ہی وجہ کے لحاظ سے اس ٹینک ڈیوڑ کی طرح ہوتا ہے۔
جو اس کی ملکیت ہو اور بلاشبہ وہ اسے پانچ حصے کی نسبت گھوڑے کا ایک حصہ دے دینا
کہ بہت زیادہ قتل کرنے والا ہوتا ہے۔ اور میں شخص کے پاس ایک حصہ زیادہ گھوڑے
ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں اس کا حصہ نہیں لگایا۔ یعنی اپنے
سرف اس گھوڑے کا حصہ لگایا ہے جس پر اس نے جنگ کی ہے لہ

سیدی ذوالن ابو قرآن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤلفہ الصلوٰۃ کو بشیرہ عقیلا بنی
غنائم کے بارے میں نازل ہوا ہے جنہیں اسلامی فوج حاصل کرتی ہے یہ فصل کر تہ
کہ خمس کو غنائم سے الگ رکھنا چاہئے تاکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تھے؟ ہوا اور آپ کے خاص تصرف میں ہونا کہ آپ سلام کے مفاد کے مطابق مجھے آپ رسول اسلام ہونے کی حیثیت سے ٹکوں سے بہتر جانتے ہیں اس میں تصرف کر سکیں اور بیوقوف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واضح دلیل پر میلان چاہیے کہ۔

وَاللّٰهُمَّ مَا خَلَقْتَ مِنْ شَيْءٍ قَدْرَ لَدُنْكَ فَخَصَّهِ فَاَرْسَلْهُ وَارِثًا لِّدَعَا الْاُمَمِ اِيْنَ رَسُوْلٍ

۱۔ سلام کا فائدہ کچھ نوح نے زمین میں دشمن کے موالی سے جو کچھ حقیقت میں حاصل کیا

اس پر نظر ڈالئے سے معلوم ہوتا ہے کہ عظام میں جو میں چڑا اورٹ اورچالیس ہزار کے

قریب بچہ ان اور جاندی کی سبب بڑی مظلومیۃ اس بناء پر ان مفاد تمام کا عکس سلاسلہ سون

صلی اللہ علیہ وسلم کیسے الگ کر لیا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام کے

ختم میں سلام کے مفاد کے مطابق تصرف کیا۔ کیسے اس قسم کے بہت بڑے حصے کو

صریح الاسلام عربیہ عمامہ کے قلب مانی کرنے کے لئے خرچ کیا۔ تاکہ ان کے ذریعہ دین

کھلافت حاصل ہو اور دنیا میں کے دھوکے سے بچا جائے اور بین لگوں کو رسول پر مبنی

علیہ وسلم نے جن دشمنوں میں سے اکثر وہ تھے جو سرکار حسین سے قبل مکہ میں تعزیر پائے

دن قبل مسلمان ہوتے تھے۔ اور کچھ وہ لوگ تھے جو اب تک ان سے نہیں تھے

ان مولیٰ القلوب کے: جو نہیں عمامہ میں سے حصہ دیا گیا | یہ ان مولیٰ القلوب کے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں اور ان کو اور جاندی کی مفاد سے ان کے موافق

کے مطابق حصہ دیا۔

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۱۰۰

۱۰۰

امام	ادبوں کی تعداد	میراثہ کے اوتاروں کی تعداد
۱. معاویہ بن ابوسفیان	۱۰۰	۱۰
۲. یزید بن ابوسفیان	۱۰۰	۱۰
۳. حکیم بن عمام	۱۰۰	
۴. انصاریہ بن الحارث بن کلاب	۱۰۰	
۵. یزید بن حارثہ الزہری	۱۰۰	
۶. اعلیٰ بن حارثہ	۵۰	
۷. یزید بن نوفل	۵۰	
۸. انمارت بن شہام	۱۰	
۹. سعید بن ربیعہ	۵۰	
۱۰. صفوان بن ابیہ	۱۰	
۱۱. قیس بن عدی	۱۰	
۱۲. عثمان بن وہب	۵۰	
۱۳. سہیل بن عمرو	۱۰۰	

۱۳۔ اس وقت میں اس کا نام انصاریہ بن کلاب ہے جو قصبت چٹا ابن اعلیٰ بن کلاب انصاریہ بن
الحارثہ کا مولد تھا جو مدینہ کے رہنے والے تھے اور انصاریہ مولفہ ہجرت میں سے تھا۔
۱۴۔ سعید بن ربیعہ بن منکثہ بن حارث بن خزیمہ قرظی مخزومی فتح کے سال مسلمان ہوا۔ اس کا نام دیکھو
تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سعید رکھا۔ مدینہ میں حکومت اختیار کیا اور انھیں جاتی رہے
حضرت عمر بن الخطابؓ انھیں کھانے میں اس سے تعزیت کرنے آئے اور اسے کہا مولد شفا مسجد
اور جماعت چھوڑنا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ نے تعزیت کرنا ہے ایک دنہ کہہ پاس بھیج
و یا سعید نے مدینہ میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

کہئے چالیس اونچے چاندی تولے اور اسے ایک سواؤٹ بھیجے

ابو سفیان نے کہا : ” میرے بیٹے یزید کو بھی عطا فرمائیے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ” یزید کے لئے بھی چالیس

اونچے چاندی تولے دو اور اسے ایک سواؤٹ بھی دے دو۔“

ابو سفیان نے کہا : ” یا رسول ! میرے بیٹے معاویہ کو بھی عطا فرمائیے۔“

آپ نے فرمایا : ” اے بلال اس کے لئے چالیس اونچے تولے دو اور ایک

سواؤٹ بھی اسے دیدو۔“

ابو سفیان نے کہا : ” میرے ماں باپ آپ پر فریاد ہیں، آپ کو بتادی

ہیں۔ میں نے آپ سے جہنم کی ہیں، اور آپ بھیابی اچھے جنگجو ہیں، پھر میں

نے آپ سے شہ کی ہے۔ اور آپ یہاں ہی چھتے مسلح کرنے والے ہیں، اللہ

تعالیٰ آپ کو جزا سے جزا دے۔ اور آپ نے نبی اسد میں بھی عطا

دیجئے۔“

والہدی بیان کرتا ہے کہ حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں

درویش حکیم بن حزام نے میں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی

سواؤتوں کا سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمادیئے پھر میں نے ایک سواؤتوں کا سوال

کیا تو وہ بھی آپ نے مجھے دیدیئے۔ پھر میں نے ایک سواؤتوں کا سوال کیا تو وہ بھی

آپ نے مجھے دے دیئے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حکیم بن حزام

یہ مال بظاہر اچھا اور شیریں ہے جو شتمن اسے دلی ندرت سے میاں پر اس کے لئے اس میں

برکت ہوتی ہے اور جو شتمن اسے دلی حرص سے لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت

نہیں ہوتی۔ اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو کھاتا ہے اور صیر نہیں ہوتا بلکہ پتھر کا ہتھکڑی ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اور تو حین کی پدمرشی کرکھ ہے اس سے آغاز کرو۔
 رادوی بیان کرتا ہے حکیم بن حزام سنا کہ تھے اس ذات کی قسم میں نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں آپ کے بعد کسی کو کسی چیز کی تکلیف نہیں دوں گا اور
 حضرت عمر بن الخطاب حکیم بن حزام کو طلبہ لینے کے لئے بلایا کرتے تھے۔ مگر وہ ہنکے
 لینے سے انکار کر دیتے تھے تو حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے اسے روکنا میں نہیں حکیم پر عزت
 نامہ ہوں کہ میں انہیں ان کے عطیے کی طرف بلاتا ہوں اور وہ اس کے لینے سے انکار کرتے ہیں تو
 ان ابی الزنادیہ کہتے ہیں کہ حکیم بن حزامؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے محمدؐ کو
 کے سوا مزید کچھ نہیں لیا تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عباس بن مروان کی ناراضگی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مروان سے دینی سلیم کے سرور کو پہلے مفت حجاب اور مفت عطر کے تھامنے سے انکار میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قنایہ کیا۔ وہ کہتا ہے کہ

میں نے پورا رزمین میں دشمن پر حملہ کر کے غنیمت کا مال حاصل کیا۔ اور میں نے سپاہیوں کا تمباکو اور وہ مدت کے آفری جتنے میں سفر کریں اور غنیمت بوجھ سے پیرا میں اس وقت نہیں سوتا کلبیں میرا اور میرے ٹھوڑے علیہ مال غنیمت، حبیب اور افرات کے درمیان ہے مجھے چھوٹے چھوٹے چار اونٹ، سب سے بڑے تھے ہیں اور میں جنگ میں اہانک ٹوٹ پڑنے والا آدمی ہوں پس نہ مجھے کچھ دیا گیا ہے اور نہ مجھے دے گا گیا ہے اور حسن اور عائشہ صبیح میں صرف اس سے فوقیت نہیں کہتے اور فری میں ان دونوں سے بکتر آدمی ہوں اور آج آپ حسین کو گرا دیں گے، وہ بلند نہ ہو سکے گا۔

پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس بن مریس سے شہزادہ قتیبہ کی
 اطلاع مل تو آپ براہِ فرزندِ خورشید نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ نے اس کی عقابانہ باتوں پر اس کا جواب
 کیا بلکہ تو کچھ آپ کے کلبہِ نبویہ تک آگئے آپ نے عباس بن مریس کو حلیوں پہنائے ایک حلیہ
 زیبہ کا حکم دے دیا۔ آپ نے فرمایا میرے لیے میں اس کی زبان نہ کہوں اور عرب کے
 نژاد ایک نہ کہوں گا مضمون یہ ہے کہ جو شخص عید میں نہ آئے اس کے طریق کے مطابق کسی چیز
 کے ماحول رہنے کا نہ ہوتا ہے اس کو خاموش کر دینا اور آپ نے اُسے ایک سقائے
 عذرا لیے دیا۔

تقسیمِ غنائم کے دوران منافقین کی باتیں

مقامِ فیض کے دوران، حلیہ بھری میں موجود بعض عناصر سے دلوں میں لغات کے بیج
 ہوتے۔ اُن کے گرد میں بیٹے لگے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے میں
 ناپسندیدہ باتیں کیں اور آپ پر انتہا کرنا کہ آپ نے جو کچھ کید ہے اس میں عدل حکام
 نہیں ہوا اور یہی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی جستجو کہے جب آپ نے یہ بات سنی تو آپ
 نے فرمایا: مگر آپ نے ان لوگوں کے خلاف کوئی تادیبی حکم نہ دیا تو ان کی جھوٹ نے اپنی
 زبان پہنچ دیہ باتوں سے آپ کو دکھ دیا تھا۔

اس سیرتِ ابنِ ہشام جلد ۲ ص ۱۵۷، تذکرہ ابنِ کثیر جلد ۲ ص ۱۶۷، تاریخِ ذی الحجہ ۲ ص ۱۶۷ اور سیرتِ ابنِ ہشام
 اور ذی الحجہ ۲ ص ۱۶۷ کے ذیل لکھا کہ اللہ علیہ السلام نے جنس بن ہشام سے فرمایا تو نے یہ بات کہ میرا دیر سے
 گھر سے صبر کا دن صفت، اقراب اور غنیہ کے درمیان دہان ہے، حضرت ابوبکر نے عرض کیا
 فیض اور انفرطت۔ دیوانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی ایک ہر قسم آپ خدا تعالیٰ
 سے غرور کر رہے ہیں۔ یہ ایک نئی بات ہے آپ نے کیا تمنا نہیں کی کہ وہ لوگوں نے عرض کیا
 ہر گز ہی تمہارے لئے کسی کو نہیں دیا تھا، مگر جنس بن ہشام نے فرمایا کہ میں نے یہ بات کہ

صحابہ میں اہل حدیث نے یہ سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عین میں غلام تقسیم کیں تو ایک آدمی نے جو انعام میں شمار ہوتا تھا کہا، آپ نے اس سے اللہ کی رضا مندی طلب نہیں کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو تکلیف کے باعث آپ کا جہر و متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا:

حضرت رسولی علیہ السلام پر اللہ کی رحمت نازل ہو، انہیں اس سے بھی زیادہ نصیب لگا گیا ہے۔

اور ایک دوسری صحیح روایت میں ہے ابوہریرہ سے بیان ہے کہ عین کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ آپ نے اگر حابس کو ایک سو رشتہ دار مانے اور حبشہ کو بھی اتنے ہی اور شہر دیتے اور دیگر لوگوں کو بھی دیتے تو آپ نے آدمی نے کہا اس تقسیم سے خدا تعالیٰ کی رضا مندی مطلوب نہیں ہے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مغرور کے قول کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ نصیب دی

گنا اور انہوں نے صبر کیا۔

امدادیگر صحیح روایت میں جو ایک دوسرے کو تعویذ دیتی ہے۔ بیان ہوا ہے کہ نبی تقسیم کا ایک آدمی جسے فدا ہو لیں و کہا جاتا تھا تقسیم غنائم کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوٹرا تھا، اس نے آپ سے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے آج جو کچھ کیلئے نہیں ہے اسے دیکھا ہے، آپ نے فرمایا اچھا، آپ نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا، میں نے آپ کو بدلہ دینے نہیں دیکھا، اور اسی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر دینے کو فرمایا، تیرا بڑا ہو اگر میرے ہی بدل نہیں ہے تو کس کے پاس ہے؟

ہندوستان میں انتخاب لے کہا گیا کہ اسے قتل نہ کریں، میں نے یہودیوں سے کہہ دیا کہ تم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، منقریب اس کے کچھ چیر دیا۔ چونکہ جو دین میں قتل کریں گے، اور اس سے بڑا بھل جائیں گے جیسے نیر، گمان سے بھگن جو تاجے تیر کے پھرن پر غور کیا جائے گا کہ کوئی چیز موجود نہ ہوگی، وہ خوف اور ڈر سے بہت کر جلتے گھلاہ

ایک اور طریقہ سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ

جب میں سے واپسی پر ایک آدمی، بھرانہ میں حضرت بنی کریم بھی، شہ علیہ وسلم سے آیا اور حضرت بدل کے کپڑے میں چاندی لگا کر دیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیزیں کوئی سے روپیہ لے لیا، اس آدمی نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صل سے کہہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تو ملامت اور جب میں سے مانگیں کرنا تو ملامت کرنا کر گیا۔ درحقیقت میں نے صحت نہیں کیا تو میں نے ملامت دیا اور آدمی کو، حضرت عمر بن خطاب نے کہا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے، میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا: میں اس بات سے اٹھ گیا، پناہ چاہتا ہوں کہ وہ یہ باتیں کہیں، آپ نے صلابت کو قتل کرنا، ہولناکیاں یہ بھی اداس کے سامنے قرآن کریم پر صاف ہے، وہ وہاں کے غلوں سے آگے نہیں جائے گا، اور وہ دین سے اس دین لعل ہائیں گے جیسے ہر ملک سے بھل مالک ہے۔

دوسری گئی جہنم سے ہے، میں ایک دوسری روایت ہے کہ ابو سعید ابوسریحہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غلام تفسیر کر رہے تھے، وہ ہم سے کہے: ہاں بیٹھے تھے کہ ہم تک، جو تفسیر پر ایک آدمی کو دیکھ لیں، اس پر آج اور کچھ لکھا یا رسول اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تو بلاک ہو، اگر میں نے مرل نہیں کیا تو میں اکرام و احرار ہوں گا۔ پھر کون دل کرے گا؟
 حضرت عمرؓ کا انتخاب نے کہا: یا رسول اللہؐ مجھے اس کے نقل کی اجازت دیجئے وہ لایم
 علیؓ علیہ السلام نے فرمایا، اسے چھوڑ دو، یقیناً اس کے کچھ ساتھی ہوں گے، ہمہ آوری ان کی
 قادی کے ساتھ اپنی نماز اور رات کے رندوں کے ساتھ اپنے رندے کو تھوڑے گا، وہ قرآن
 پڑھیں گے مگر وہ ان کے گھونڈے آگے نہیں جائے گا۔ وہ اسلام سے ٹولنا چاہتا ہے
 جیسے تبرکات سے نکل جاتا ہے ۱۵ اس کے بھل کی طرف دیکھو تھا تو اس میں کئی چیزیں
 رہیں، سہوہ اس کے تیر کو دیکھے گا، تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی وہ گوبرہ
 خون سے صفت کر چلائے گا، ان کی طاعت ایک سیلہ خام اسی پر لگا جس کا ایک بازو
 صورت کے پستان یا ٹوٹے چنا سے جوڑے کی طرح لگتا ہے، وہ دو گلوں کے اختلافات
 کے وقت کو دہرا رہا ہے، ابوسید بیان کرتے ہیں کہ اسی وقت ہوں کہ میں نے یہ آپ
 رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نئی اور یہ گواہی لیا دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ
 نے ان سے جنگ کی اور میں آپ کے ساتھ تھا آپ نے اس آدمی کے متعلق حکم دیا پس
 اس کی تلاشی ہوئی ادا کئے آجہ کے پاس لایا گیا یہاں تک کہ میں نے اسے بن صفا
 کے ساتھ دیکھا جو رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی باتیں، اور انہیں یہاں کوٹے
 دیے کہ میں نے بھی اسے اسی طرح تو اس میں نقل کی حیثیت سے ابوالنصر سے اور ابوسید
 سے بیان کیا ہے۔

عناں کے بابے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراضی | بہت عقلمند ہوں

موجودہ نقد کی اصلاح کے مطابق، ایک فرقہ تھا یہ تھا، جو انصار اور بنو ہاشم کے
 رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پایا تھا اور اس میں انصار نے رسول کریمؐ کی

مخالفت کا عہد کیا تھا کہ وہ اپنی جانوں اور اپنی عورتوں اور بچوں کی طرح آپ کی مخالفت کرینگے۔ اور دشمنان اسلام کے خلاف ہر سرگرمی میں یہ انصاف ہمیشہ ہی پیش کیا گیا کیڑے کی ٹہری رہے ہیں اور انہوں نے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی تھی اور پناہ نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی تھی۔ اسلام شروع ہونے ہی ہجرت کے بعد آپ کی مخالفت کی ذمہ داری اٹھائی تھی، حالانکہ انہیں علم تھا کہ مصروع و تمام ہتھیار سب سے جس کے باشندے ان دونوں مشرک اور توحید کے دشمن تھے، دشمنی کرینگے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ تکتے سے ہجرت کرنے والوں کے ساتھ انصاف نے جو مشرک بنا دیا، موقوف اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ولی میں اس کی تعریف کی ہے۔

قَالَ اللَّهُ

..... .

..... .

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور انصاف نے جیسا کہ اللہ نے ان کا نام رکھا ہے، ہر موقف میں اللہ کے رسول کے وعدہ نگاہ تھے۔ اور وہ اپنی کثرت تعداد اور جنگ میں اپنی شدید شجاعت کے باعث اس فوج میں جس کی کمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھے مرکز تعلق تھے، اور ہر لمحہ کے صلح معرکہ میں جس کے بعد صلح حدیبیہ کے وسیع ترین دروازے میں داخل ہوئے۔ تمام اسلامی فوج تیرے ساتھ تھا، جا غباروں پر شعل تھی جن میں صرف انصاف کے تقریباً دو سو تیس جا غبار تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۚ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَالِمُ الْغُيُوبِ ۚ

در حبس نوبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کونوں کے فتح کرایا اور جو دس ہزار جان نثار
پر مشتمل تھے اور جو میں سے زیادہ قبائلی سے تھے ہفتی تھی اس میں صرف انصار کا قبیلہ
قریباً نصف نوبہ کی نمائندگی کرتا تھا کیونکہ کھارویں صرف ان کو تعداد چار ہزار چار ہزار
پچھتر تھی۔

دوسریں کے قبیلہ کن معرکہ میں اب جنگ کے پہلے مرحلہ میں نوبہ کو شکست ہوئی
اور صلہ پریم متقی امیر علیہ وسلم نے مسلمانوں کو میدانِ شہرت کی طرف بلا لیں آئے کی
اپیل کی۔ تو سب سے پہلے آپ نے انصار صحابہ کی وہ میدان کی طرف ہٹ
آئے اور وہ اس قبیلہ کن معرکہ کا مدد بن گئے۔ جس میں بلائے مسلمانوں کو ہوانہ کی شہرین
ہر دہرہ ست فتح حاصل ہوئی کن انصار کام نے ان بشمار عطیات پر ابو جہلین کی خاتم
یس سے قبائلی کے بعض الشہریت الاسلام زعمہ کو دیتے تھے جن کے اسلام پر دلچسپی
ابن ایک ماہ سے زیادہ نہیں گذرنا تھا برگانی کا اظہار کیا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایک
اونٹ دیتے تھے۔

اور یہ کام اس ذاتی رسول نے جس کے دل میں دنیا کی بہت کی گئی تھی نہیں۔
ان کی تلافی تلووب اور انصاف اسلام کی طرف کھینچنے کی خواہش کے مزید سے کیا اھمیل
کہ آپ نے بعد میں انصار کے سلسلے جب انہوں نے موضوع کے متعلق جو کچھ کہا
تھا کہ دیا اس کی بحریہ کی وضاحت کی۔

مورخین اور اصحاب حدیث جیسے سوانح اور مسلم نے بیان کیا ہے کہ حبیب رسول
سرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجی حکمران اطوار کے قبائلی کے زعمہ کو خاتم سے بشمار عطیات
دیتے۔ تو انصار سے جو کچھ صادر ہوا۔ اسے رسول پریم سے ہمارا جنگی کا نام ہی دیا جاسکتا
ہے۔

وہ اب اس نادر جنگ کی اطلاع گوشِ نبوی تک پہنچی تو آپ اس سے بہت متاثر ہوئے

یہاں تک کہ واضح طور پر آپ پر غصہ کے آثار نمودار ہو گئے۔ تو یہ انصار سے بہت محبت رکھتے تھے، اس لئے آپ نے نہ بھلا کر بولا، اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا، اس کے متعلق اور آپ نے مولانا اعلیٰ کو جبے شمار رعایات میں تھے جس کے باعث انہیں نام فحش ہوئی تھی، اس کے متعلق آپ کے اور ان کے درمیان کئی گفتگو ہوئی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انصار اصحاب کے ساتھ اچھے نقطہ نظر اور ان اصحاب کو مدد دی کہ جو غلطیوں سے دور ہو جائیں گے اور ان کے لئے سولہ اعلیٰ کو جیسا رعایات میں تھے، پس انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو تسلیم کر لیا، مگر انہوں نے غلطیوں پر اپنی رضا مندی کا اعلان کر دیا۔ اور وہ آپ سے اس قدر متاثر ہو گئے کہ مدینہ کے قریب پہنچ گئے تھے، اور اصحاب مغازی و سیر نے اس واقعہ کے واسطے کئی تفاسیر بیان کی ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں۔

حنین کی غنائم میں سے انصار کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے زیادہ لے لیا، جبکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور سید بن ابی وقاص اور افراسیاب بن ہاشم جیسے آدمیوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک سواونہ حاصل کئے۔ اور انہیں اسلام کی مدد میں کوئی سبقت حاصل نہ تھی، ورنہ حدیث اور اصحاب بیان کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں اللہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نادر انگلی میں جوہر رکھا وہ یہ تھی کہ

”جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے جنگ کی تو اس وقت ہم آپ کے اصحاب تھے اور جب تقسیم غنائم کا وقت آیا تو آپ کی قوم اور آپ کا خاندان آپ کے ساتھ تھا۔ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ فعل کس کا ہے اگرچہ اللہ کا فعل ہے تو ہم صبر کرتے ہیں اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تو ہم آپ کی رضا مندی چاہتے ہیں۔“

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آذینوں کو ایک ایک سواؤں سے نہہے
تھے تو دیگر انصار کچھ لگے: "اللہ تعالیٰ رسول اللہ علیہ وسلم کو سنا کرے وہ عرش کو
غناؤں سے نہہے ہیں اور یہاں تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔"

۲ اور دوسرے انصار نے کہا: — "خدا کی قسم یہ کبھی بات ہے کہ ہماری تلواروں
سے ان کا خون ٹپک رہا ہے اور غنائم ان میں تقسیم ہو رہی ہیں اور امام بخاری کی ایک روایت
میں ہے کہ انصار نے کہا کہ

جب کوئی حق معیشت پر تو نہیں، گلابا جاتا ہے اور غنیمت ہمارے غیروں کو دی جاتی ہے۔

خروج کے شرار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنی قوم کی ناسمجھی کی اطلاع دینا

خروج کے سربراہ حضرت سعد بن
عبادہ رضی اللہ عنہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ساتواں قریش اور دیگر قبائل کے زعماء کو جو غنائم دی
تھیں، ان کے باعث انصار کے دلوں میں الجھ پڑا جاتا ہے۔ حضرت سعد نے کہا: آپ کو
جو غنیمت ملے ہے اور آپ نے اس میں جو بھرت کی ہے اس کی وجہ سے انصار کا یہ قبیلہ اپنے دلوں
میں آپ سے کداحن ہے۔ آپ نے غنائم کو اپنی قوم میں تقسیم کر دیا ہے اور اپنے قبائل عرب
کو بغیر معیشت دیتے ہیں اور انصار کے اس قبیلہ کو کچھ نہیں ملا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: "سعد! میری اس بارے میں کیا اندیش ہے؟ انہوں نے عرفہ کیا، یا رسول اللہ
میں بھی اپنی قوم کے ساتھ ہی ہوں۔"

اور بعض اصحاب میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے سعد میری

ملکہ ابراہیمہ رضی اللہ عنہا جلد ۳ صفحہ ۴۷۲ حدیث بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۷ روایت صحیحین
حدیث شعبہ سیرۃ طیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ ابوداؤد والاضواء جلد ۳ صفحہ ۳۳۱ سنن ابی یوسف بخاری

۱۲ تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۱۰ و توحیدی جلد ۲ صفحہ ۳

س: اسے میں کیا پوزیشن ہے ؟ قرآن نے کب میں بھی اپنی کی طرح کا ایک ادنیٰ ہوں اند
ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کونسا حکم سے ہوا ہے ؟

دعا احمدیہ: اے اے یسوع مسیح
الذین انکم عنکم بحکمہ اللہ علیہ السلام
سے غصہ ہونا اور ان سے منافقت کرنا

معاذ اللہ ! جو شخص نے بعض سادات عرب کو بے شمار عداوت میں پرت کر کے اپنی ملازمت کی
نہیں تو آپ بنا فریختہ ہو گئے، یہاں تک کہ نہ ملازمت کے شائبہ آپ کے چہرے
پر منعکس ہو گئے، صاحب سیر بیان کہتے ہیں کہ آپ نے غزوہ کے سرور و معززت و سعادت و جلال
کو محسوس کیا کہ اللہ کی آیت کا کہ میرے پاس لایق تاکہ آپ ان سے غصہ کر کے ان کے سامنے
نہ آپ کی ولایت کریں جو اس فعل کا جو آپ نے میرے غصے میں کر دیا ہے۔
اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا کہ یہاں ہے، نیز آپ نے سعد بن عبد اللہ کو یہ بھی حکم دیا کہ اس
جنگ میں انصار کے سوا کوئی دوسرا آدمی شریک نہ ہو۔

حضرت سعد بن عبادہ نے عقیقہ اہل انصار کو ایک بڑے غصے میں اکٹھا
کر دیا اور حضرت محمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے اکٹھا ہو جانے کی اطلاع دی تو آپ
ان کے پاس تشریف لائے اور یہاں پر گئے کچھ بھی آگئے تھیں آپ نے وہاں پر یہاں تک کہ آپ
خاص طور پر انصار کے ساتھ جنگ کرنا چاہتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجنبات انصار کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کے چہرے سے
ہمدردی، سحر و جادو، سحر و جادو کے بعد ہا میں تقریر کیا، جو میرا آپ نے فرمایا۔
ہو جاتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ میں نے فرمایا: "لنکفرہ" اور انہوں نے کہا کہ میں نے فرمایا
کہ بات کا علم ہو گیا ہے جو تمہارے دنیا میں موجود ہے کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں
آؤں، جب تم گمراہ تھے، تو تمہیں اللہ نے ہدایت دی۔ اور تم نے توبہ کی۔ تو
اللہ نے تمہیں غنی کر دیا۔ اور تم دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں میں ممانعت

پیدا ہوئی۔ یہ دونوں نے جواب دیا۔ "ہاں : اللہ اور اس کا رسول بہت احسان ادا بہت
 خلق کرنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا : ۱۲ گروہ انصار کی قائم تھے جواب دے گئے۔
 انہوں نے کہا : ہاں رسول : ہم آپ کو کیا جواب دیا، اور اللہ کے رسول کیلئے یہ
 احسان اور فضل ہے۔"

مہاجر نے فرمایا : "خدا کی قسم، اگر تم چاہتے تو یہ سچی بات بھی کہہ سکتے تھے کہ
 "آپ ہمارے پاس آئے تو آپ کی تکذیب کی جا رہی تھی اور ہم نے آپ کی تقدیر
 کی اور آپ بے یار و مددگار تھے اور ہم نے آپ کی مدد کی، آپ تھکے تھے، ہوسے
 تھے۔ اور ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ محتاج تھے تو ہم نے آپ کو دیا۔ اور اپنی طرح کا ہاتھ
 دے انصار : تم اپنے دلوں میں کچھ ناراضگی پالتے ہو اور بعض روایات میں
 ہے کہ تم اپنے دلوں میں دنیا کی ایک آفت پالتے ہو۔ میں نے ان لوگوں سے کوئی کچھ
 بوسطن ہوئے ہیں اور جو کچھ اسلام نے تمہیں دیا ہے میں نے تمہیں اس کے برابر دیا
 ہے۔ اس گروہ انصار کی قائم اس بات سے درمنی نہیں کر لوگ اونٹ بکراؤں لے جائیں
 اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں جاؤ اور قسم ہے اس
 ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر میرے ہوتے تو میں انصار کا
 ایک آدمی چھوڑا اور ان کا ایک راستے پر چلیں تو میں انصار کے راستے پر چلوں گا۔ انصار اللہ
 کا لباس ہیں اور لوگ اور دشمنے والا ٹکڑی ہیں"

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 "قریش نے یہاں جا کر حاکمیت کو چھوڑا ہے اور وہ ایک معیشتہ مرد ہیں۔
 میں ان کی اصلاح، اور ان سے دوستی کرنا چاہتا ہوں کیا تم اس بات
 کو خوش رکھو؟" دنیا کا مال بیکار ہو گیا اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر

بچے عمر دل کو داپس جاتا : انہوں نے کہا : "اے آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک راوی ہیں صحیح، واللہ رب العزت راستے میں چلیں تو سب انصار ملک وادی پر چلوں گے۔" اور بعض انصار میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ -- اپنے انصار کے ساتھ نہ تشریف لے کر اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرنے کے بعد نہ کسی دوسرے آپ نے غنائم کے غنم سے، بعض قریشیوں کو بٹھار عطا کرے خاص کیا تھا، انہیں کہا کہ "میں تم کو بحرین کا بھدانا لکھ دیتا ہوں" یہ سب بعد دوسرے فتوؤں کو چھوڑ کر بہتھامے لئے مخصوص ہو گیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام ملاقاتوں سے بہتر بہتہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انصار کو فروز دی ہے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمیں آپ کے بعد دنیا کی کوئی ضرورت نہیں : آپ نے فرمایا : تم میرے بعد غریب نو روپ بندی کو دیکھو گے پس ممبر روپ بیاں نکالو، تم اللہ اور اس کے رسول کے ملا تھامے دوسرے کی جگہ فرض ہے اور وہ صفا اور نکلان کے درمیان عدالت کی طرح ہے اور اس کے وقت شام کی لحد سے پہلے یا وہ ہیں۔ اسے اللہ انصار پر اعلان کے بیٹوں یا وادی کے بیٹوں کے بیٹوں پر رقم فرو۔ پس انصار دوسرے یہاں تک کہ ان کی وادی میں شہر ہو جائیں اور وہ کہیں تک : یا رسول اللہ! ہم سب سے اور تقسیم سے راہی ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور وہ منتشر ہو گئے تھے

اور اسبابِ حدیث و ملاذی سے بیان کیا ہے کہ یہی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جیسے بنی ہاشم اور بنی جاحلہ میں سے ہر ایک کو ایک ایک سو اونٹ لے کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس گیا کہ "یا رسول اللہ! آپ نے علی بن ابی طالبؓ کو

٢٥٤ سجدة خلدی / فافقوی جلد ۳ مسجود سیرة ابن شام جلد ۲ ص ۱۰۷ (اسماء والاشعار فی السيرة)
٢٥٥ سجدة خلدی / فافقوی جلد ۳ مسجود سیرة ابن شام جلد ۲ ص ۱۰۸

حسین ہیں ہوازن پر پہننے والی شکست
نے اچھا اپنے معرے میں تمام سوال

خواہر رسولی - قید یون میں

عورتیں اور بچے سب لے لئے تھے (اور شکست کے حادثے کے نتیجے میں یہاں رہا ہے) (حیدر)
مسدود ہو چکی قانون ہے۔ اس وقت دنیا میں جو تسلیم شدہ قوانین حکومت کر رہے
ہیں ان کا بھی پوچھا جاتا ہے کہ ہوازن کے تمام بچے اور عورتیں قید یون میں ہیں اور وہ قاتل
جائے ہوازن میں قید ہیں۔ ہوازن کی عورتوں کا حق خیال کئے جائیں۔

اور یہ ایک شرمناک ہے کہ مسعود بن بکر بن ہوازن کی تمام دستور شدہ عورتوں اور بچوں
علیہ السلام کے رہنے والی رہیں تھیں۔ قید یون کے منت میں مسلمانوں کے لئے آئی تھیں۔
زمان قید یون میں آئی تھیں۔ نیت انہوں نے یہی تھیں جس کی بنیاد پر یہ نیت آئی تھی
مسعود بن بکر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنے والی ہیں تھیں جو عیسائی کے روز
ہوازن کے قید یون کے منت میں جہیز اسدی کے ہاتھ میں آئی تھیں۔ روز مسعود
نے اسے برا بھلا کہا۔ چلائے میں اس سے سختی کی وہ کبھی تھی

الغیر وہ ۱۲ سالہ عورت تھیں کہ ایک غفر بن قاسم سے لڑا نہیں لکھا۔ یہاں رہتے ہیں مسعود
یہ ہے کہ ان کے اس کے بارے میں کچھ بیان کیا گیا ہے کہ مسعود بن بکر بن ہوازن سے بچے کے ہاتھ
کے وجود بھی ہے اور یہ قید یون کے اجڑے ملکوں (شہر) اور یہ وہ ہے کہ وہاں کچھ ہے اور
ان قید یون کے ایک چھوٹے علاقے کی گئی ہے۔ عیسائی کے مسعود بن بکر بن ہوازن سے بچے کے ہاتھ
یہ ہے کہ وہاں کے عیسائی کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ
مسعود بن بکر بن ہوازن سے بچے کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ
مسعود بن بکر بن ہوازن سے بچے کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ

یہاں مسعود بن بکر بن ہوازن سے بچے کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ
یہاں مسعود بن بکر بن ہوازن سے بچے کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ
یہاں مسعود بن بکر بن ہوازن سے بچے کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ میں وہاں کے عیسائی کے ہاتھ

خطبات میں بتا کر سے ہو کی بہن ہیں۔ مگر وہ اس کی بات کو دھت تسلیم نہ کرتے
 کو انصاف کی جس پلٹی نے اسے بھڑھکا، وہ مجازاً پر بڑی سختی کرتے والے تھے اور یہ
 وہ آگے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لئے تو وہ کہنے لگائیں آپ کی رضا اعلیٰ
 بہن ہوں۔

آپ نے فرمایا: اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں وادی ہجر
 میں آپ کو اپنی زبان پر اٹھاتے ہوئی تھی اور میں کُن دونوں ان کے چہرے تھے۔ آپ نے
 میری پشت پر دست سے کاڑھا تھا۔ اس کاٹے کا نشان موجود ہے۔ آپ کے ماں باپ میر
 ان باپ تھے اور میں نے پشتان کے محلے میں آپ کے بھگوان کی تعابیر میں مسدود کیجئے
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانی کو پہچان لیا تو ایک نیم کھڑے ہو گئے۔ حد بھلاں کہنے
 اپنی جاؤں پر کھادی اور اسے کہا: اُن پر بیٹھ جاؤ، اور اسے خوش آمدید کہا اور آپ کی آنکھیں
 اشکبار ہو گئیں اور یہ دعائیں کہ: اپنے رضا اعلیٰ ماں باپ کے متعلق دریافت کیا تو
 اس نے آپ کو کرتے کے اہت کی اطلاع دی پس آپ ملے اسے اختیار سے دیا کہ
 چاہے تو وہ آپ کے پاس بہت دور ہے تو اپنی قوم کے پاس چلے جائے۔

اگر تو پسند کرے تو چاہے پاس عزت و احترام کے ساتھ وہ سبکتی ہے اور اگر
 تو اپنی قوم اور رشتہ داروں کے پاس واپس جانا چاہتی ہے تو تو اپنی قوم کے
 پاس واپس جا سکتی ہے۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کے پاس واپس جہنوں کی بھرپور
 احترام قبول کریں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم کیا۔ اور اسے اُدھت
 اور بکریاں عطا فرمائیں اور ان کی غلامی و لائٹری بھی عطا فرمائی جن کی اس نے ایک لاکھ
 سے مشاوری کر دی۔

و بعض مفسرین میں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بہن نشا
 سے سے چادر کھینچی تو آپ نے فرمایا: جو ان کے غی تجھے دیا جائے گا دیر ہی مغائش

جنوں کی جستجو۔

موجودہ بیان کو سب سے پہلے غلط سمجھنے والے قوم شیعوں کے ایک آدمی سے متعلق ہیں کہ انہوں نے
 تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش کی۔ یہ شخص جوئے قتل کا شوق تھا اور نہ
 اس نے ایک مسلمان کو قتل کر کے دے دیا تھا۔ نیز اسے قتل کرنے کے بعد اس کا
 سے جلاد دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سونہروں کو اس کی تلاش کا حکم
 دیا اور فرمایا اگر تم سجدہ پر قابو پاؤ تو وہ تم سے جگہ نہ جلیجے ورنہ ہی بیان کرتا
 چکا بجا دے گا جس سے تمہارا حال اس کے پاس ایک مسلمان آج تو سجادے بکھر کر اس کی تلاش کرے
 محنت کر دیتے اور پھر اسے آگ سے جلاد دیا اور بیکار کیا اس پر سواروں نے
 اسے پکڑ لیا۔ اور اسے شیعہ جنتِ حشر کے پیر و گمراہ ابو عبد اللہ محمد بن کریم سے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کو سچا بیان کیا اس کا انکار کیا اور اس کے بعد
 شیعہ ائمہ پر اس نے اپنے مقام پر واپس آئی تو ہوازن کی عورتوں نے اس سے یہود کے بٹے
 میں بھٹگو کی تمنا سے اپنے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آکر اپنے
 مطلب کیا کہ وہ بھائی کو اسے بخش دیں اور اسے معاف فرما دیں تو آپ نے ایسے ہی کیا
 ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہی مومنوں کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا | واپسی کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوازن کے قیدیوں کو رہا کرنا | نے ائمہ پرانے میں تقریباً ایک ماہ کے بعد

کیا اور اس امید پر ہوازن کے قیدیوں کو حبش اسلامی میں قسبہ دیکر ہوازن کے
 سرکردہ آدمی اور ان کے نہ عمارت آئے اپنے کوٹ اور عورتوں کی آزادی کے بٹے میں تھا
 کر نیچے لیکن نبی ﷺ ملا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قسم کی اپیل
 کرنے میں سبیل افلاکی سے کام لیا اور فتحِ سند اسلامی قریب کے عوام نے رسول کریم صلی
 علیہ وسلم سے قسبہ عمارت کے لیے میں اور ان کے لیے کہ ان میں سے قسبہ لے لیں

ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سپاہیوں میں سے تھے۔
 کر دیا۔ کیونکہ اسلامی قوانین کے مطابق یہ ان کا حق تھا، لیکن محاسب
 دشمن کی عورتیں، بچے اور اموال ناسخ خودی کی ملکیت سمجھا کر تھے یہاں
 تیرک سے غلام بن جاتے ہیں۔

اردھس نے اپنی چرتی کتاب درغزوہ بختر لفظ کے متعلق اسلام
 کے فطریہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور یہ کہ یہ دین بشریت کو
 کہ آزاد کرنے کے لئے آیا ہے پس اس فطری کائنات متعلقہ کو چھوڑ کر
 بندہ دیا ہے۔ جو اس وقت مال میں لکھتا ہے اور صرف عربی غلامی کی حلیہ کی
 حکمرانی کا رد و ان کی طرح حق کا ہے اور جیہ فریاد کا غلام کو اس نے تمام ملکیت کی
 آلودگی کے متعلق اسلام نے کیا ترمیم دی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ
 غلاموں کے آئینہ نگاہ بنے۔ جسے غلاموں کی دماغی و جسمانی غلامی خراج
 کے پاس قیدیوں کے شہداء اور نے جس قدر کہ آچھے چاروں کے چہرہ قیدیوں کو
 کر دیا۔

جواز فی ذلک۔ و باب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ تہ قہ تمی ہوا دین سے اپنے کہلے
 مالک و ذمہ داری کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیلئے بھیجا تاکہ آپ اپنے گھر
 جسے کہ وہ قیدیوں پر احسان کرے ملا ماہیں آزاد کرے یہ ممکن ہوا دین کا وہ اس وقت
 جب قیدی، توہ کے عوام میں شہم ہو چکے تھے اور انہیں ان کے سرشتہ وادوں کو واپس
 کرنے اور آزاد کرنے میں کچھ مشکل اور الجھن پائی جاتی تھی، لیکن رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اس مشکل پر قابو پالیا اور ایسے اقدامات کئے جو قیدیوں کے ہوائی و شہاد
 کو واپس کرنے کے فیصلے تھے۔

کہ ایک رضا می چاہی مشافہ تھا اس نے اسے روز بکھا "پھر سولہ اشنان باہوں میں لٹکا دیا پھر پھیلان، خالائین اور نرسین بھی ہیں جو آپ کی خبر گیری کرتی رہا ہیں۔ (اوسکے ہمارے گھر ددی کے ہائے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے اپنے لپٹاؤں سے آپ کے درد کو بٹایا ہے۔ سارے میں نے آپ کو شیر فرمائی ہیں دیکھ لے۔ اور میں نے آپ سے بہتر کوئی شہر خواہ نہیں دیکھا پھر میں سے آپ کو جوائی میں دیکھا ہے اور سید نے آپ سے بہتر کوئی جوان نہیں دیکھا۔ اور آپ میں جلال کے مضافات کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم آپ کے ہیں اور آپ کا فائدہ ہے۔ میں ہم پر اوصاف کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مرضی فرمائیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے آپ کیلئے تاج کر کے بنوائے ہیں ایک لکھ زینہ ہر اکرم لوگ نہیں آئے۔ اب قیدی تقسیم ہو چکا ہے ان کا حبلہ لگ چکا ہے۔

اللہ داندی وفد کے مسلمان ہوئے اور ان کے کچھ جو لوگ تھے ان کے مسلمان ہوئے اور ان کے مسلمان ہوئے کہ شہرت کر لیا کہ وہ صہبہ کے سب اسلام کو ساتھ لے گئے تھے وہ یہاں تک پہنچے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جازن کے چھ دو مسلمان آئے اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے چلے گئے ان کے اسلام کو بھی میسر آیا کہ اور ان کا سرواہ اور اسپر بالہ ضرر نہ ہر ان سرور تھا اس نے کہا۔ "یا رسول اللہ ہم آپ کے اہل طاعت ہیں اور میں جو بیعت کی تھی" بچے وہ آپ کے غم نہیں" یا رسول اللہ ان باتوں میں آپ کی وہ پھر پھیلان خالائین اور نرسین بھی ہیں جو آپ کی خبر گیری کرتی رہی ہیں اور اگر انہوں نے حادثہ بن دیا شہر اور نعمان بن مسعود کو دھڑکایا ہے سارے اہل عرب دھڑکے ہائے اس طرح آتے ہیں آپ آتے ہیں تو ہم ان سے فتنوں و رجعت کی امید رکھتے ہیں اور آپ جہنم پر دروہ ہیں اور کہتے ہیں لا اومروا نے اس سے کہا کہ۔ ان باتوں میں قطعاً کچھ نہیں" پھر پھیلان اور پھر پھیلان اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ یا رسول اللہ میرے آپ آپ پر قرآن ہیں ان کا دور تباہی آپ کا قرآن ہے انہوں نے آپ کو اپنی آدوں میں

ہاں ہے اور انصافیت اور ان سے وعدہ چلا ہے اور آپ کو انچا ملوں پر بٹھایا ہے۔
اور آپ بہترین پر وعدہ ہے۔

پھر اس نے یہ شعار پڑھے

”یادِ رسولِ محمدؐ ہم پر فائز فرمائیے آپ وہ لہی جہنم
ہم ہمیشہ کہتے ہیں، اور آپ کو خزانہ سمجھتے ہیں۔
ان عورتوں پر نواز سٹیں فرمائیے جنہیں نوازندہ
نہ نصیب دیا ہے۔ اور حق تو اس نے لہنے میں ان کے
شریازے کو کھجیر دیا ہے۔ ان عورتوں پر فائز
فرمائیے جن کا وہ دھ آپ پتے پہنچے ہیں اور آپ کا
مناں کے خاندان وعدہ سے بھر رہا تھا۔ جب آپ بچے
تھے تو آپ کو کدوہ پلایا کرتی تھیں اور جب آپ کچھ
پنیں کر سکتے تھے تو وہ آپ کو آراستہ کیا کرتی تھیں۔
اسے آزادانہ کے وقت سے جبر آہی نکلیا وہ نصیبت
جنہیں تو کھجیر رہا ہے ان کو نہیں ملیں گی، ہمیں
ان لوگوں کی طرح نہ بنا دیجئے جن میں اختلاف ہو گیا ہو
اور ہم سے سبقت کیجئے، ہم زہری گرہ ہیں اگر نصیبت
ہمارے پاس آئیں تو ہم ان کا شکر یہ ادا کریں گے۔
اور آپ کے بعد وہ ہمارے پاس ڈھیسہ ہو کر
میں آئی گا۔“

مذہبین بیان کرتے ہیں کہ حبیب جہان کے آدمی اپنے قیدیوں کے بارے
میں غفلت کر چکے اور انہوں نے ان کے آزاد ہونے اور ان پر احسان کرنے کا تقاضا

کہا تو صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب کے گھمساتے ہوئے جو سب سے پہلے ہو، تم میرے پاس مسلمانوں کو دیکھو، یہ جو تمہیں اپنے بیٹے اور عورتیں اپنے سوال کے ساتھ بھیج رہے ہیں، انہوں نے بھیجا، رسول اللہ ﷺ بھیج رہے ہیں، پہلے مطلب اور احوال کے لئے، بعد ازاں قتیلہ کے دیا ہے، انہیں ہمارے بیٹوں اور عورتوں کو بھیج رہے ہیں۔ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو کو میرے اور بنی عبد المطلب کے بیٹے آپ کا چچا، انہیں تمہارے لئے لڑائی کے پرچہ ہیں، اور یہ ہیں ان کی طرف کی غلہ چھوڑ کر تم سے کہہ رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے پاس سفارشی بناتے ہیں، اور مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارشی بناتے ہیں، تو میں آپ کے کہوں گا کہ جو کچھ میرے بعد بنی عبد المطلب کیلئے ہے، وہ آپ کا چچا اور میں تمہارے لئے دو گوں سے اپنی عمر دے گا۔“

پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کی طرف کی غلہ چھوڑا، تو ہزاروں سے کھڑے ہو کر وہ بات کہی، کہ انہیں حکم دیا گیا تھا، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے پاس سفارشی بناتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کو میرے بعد بنی عبد المطلب کے لئے ہے، وہ آپ کا چچا، تو ہمارے لئے کچھ بھلا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے، اور انصار کے لئے بھی، انہیں اللہ عز و جل بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عباس بن مرداس بن علی کے بہنوئی کے لئے، وہ خیر لاقی ہو، یہ ان کے آواز کرتے ہوئے ہیں۔

انصار بن عباس نے کہا: میں اور جو تعیم بیٹا نہیں کر سکتے، اور غنیہ نے کہا: میں اور زناہ ایسا نہیں کر سکتے، اور عباس بن مرداس نے کہا: میں اور جو سلیم ایسا نہیں کریں گے۔

مگر موسیٰ نے اپنے سرِ دل پہن مرناس کی مخالفت کی اور کہا کہ حکمِ خدا ہے۔
 رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے تو کیا میں نے کہا تم نے مجھے کفر نہ کر دیا ہے
 اور لیجئے : چنانچہ بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریر کیلئے کھڑے ہوئے اور آپ
 اعلان فرمایا کہ ہر آدمی کے تمام قید یوں کو توڑا دیا جائے گا۔ اور ان میں سے ہر قیدی
 اپنی طرف سے چاہے گا۔ نیز آپ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ جس کا دل ظالمی طور
 پر آئندہ کرے گا وہ چاہے تو مسلمانانِ کابیت لڑا لیا اسے مسلمانوں کے سلطانِ مرناس
 حواضہ فیہ گا۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرناس میں شامل ہونے والے قیدیوں
 کے لئے اور مرناس کے قادیان کے لئے (یعنی ہر مرناسی مسلمان جو گرفتار ہو گیا ہے) اور مرناس
 ان کے بارے میں غور و فکر کیا ہے، انہوں نے انہیں کھول دیا۔ پھر وہ مسلمانانِ کابیت
 اختیار دیا ہے اور انہوں نے احوال کو غور و فکر اور پتہ کے برابر قرار نہیں دیا۔ لیکن
 مرناس کے پاس ان میں سے کچھ ہوں مرناس کا دل خوش ہو تو وہ آزاد کرے اور تم میں سے ہر
 شخص انکار کرے اور اپنے حق کے ساتھ شک کرے تو وہ بھی انہیں دے گا۔
 اور اللہ تعالیٰ ہمیں جو پہلی قیمت دے گا اس میں سے پھر وٹا دینا تم پر فرض ہے
 اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے لئے یہ میں اس وقت
 منسک رہنے والوں کیلئے بیت المال سے کچھ قیدی کا نذرین تھے۔ اور میں چاہتا تھا
 کہ یہ ہے۔

اور قیدیوں کو آزاد کرنا اور حصہ ہونے والوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مقربوں کو مخاطبہ کر کے کہا کہ اللہ اور حسین علیہ السلام کی فاتحہ کی فاتحہ
 یہ یقیناً فاتحہ کی فاتحہ ہے اور جس کی فاتحہ ہے کہ یہ ہے چنانچہ مسلمانانِ کابیت
 نے۔ فاتحہ کی فاتحہ ہے اور جس کی فاتحہ ہے کہ یہ ہے چنانچہ مسلمانانِ کابیت

ہاجرین و انفسادہ نے سلیم رحمہ اللہ کے پس جماعتی تھے انھیں بدعت تھی کہ خیراتی لوگوں پر
تجاوز کر دیا تھا۔ اور جو لوگ تہذیبوں کے بارے میں اپنے حسبے تکلیف سے جھگڑتے رہے
اور اب کی ایک تسلیل سی اقلیت تھی انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقررہ
حدود معارف سے کہہ کر کہا کہ تم تسلیم کرتے ہو اور یہ بھی ہیں رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں شرعاً کہ اپنے قبیلوں کو حکم دیا تھا کہ انھیں اپنے قبیلوں کے
میں کہ جس معلوم ہو جائے پس انھوں نے ایسا کیا۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے صحابہ میں ہوازن کے چھ بزرگوں کو آنا دیا کہ اہل انصاف پر شائع ہوا تھا انھیں اللہ کے
سے مدد دیا۔ اسی سبب سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عطاء بن یدریس فرمایا کرتے تھے
کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی عرب پر دلائل یا سلاطین
ہو تو آج ثابت ہوتی لیکن یہ تو فیضا اور قدر تھا۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاجرین کے اکثریت سے صلہ لینے کیلئے
دعائیں دیں کہ چکر لگانے کے لئے بھیجنا کہ آپ کے پیروں پر چڑھ کر وہ ہوازن کے ملک کو تہذیب
کے زانو کرنے سے پہنچی ہیں۔

پس آپ نے ہاجرین کی طرف حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی طرف حضرت ابی
بن ثابت کو بھیجا۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کے پاس چکر لگانے کو بھیجے کہ کیا وہ ہوازن
میں با تو غور سے بتاؤ کہ وہ کتنی ہیں اور ایک آدمی نے بھی تخلف کر لیا۔ اور آپ نے حضرت
عمر بن الخطاب کو اس بات کے دیانت پر بھیجے ہاجرین کے پاس بھیجنا کہ ایک آدمی
نے بھی تخلف کر لیا۔ اور حضرت ابی بن ثابت رضی اللہ عنہما نے قبائل عرب میں چکر لگایا، پھر انھوں نے
نقیورہ کو اکٹھا کیا اور وہ سکر ٹری کی آگے ہوئے صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے بھیجا تھا۔ اور انھوں نے ایک ہی بات یعنی تسلیم و رضا پر اتفاق کیا۔ اور ان کے پاس

خاتم کے نمونے کو ملا کہتے ہیں۔ مترجم

طریقہ کی طرف رجوع نہ کرنا چاہیے۔

یہودین کے بادشاہ اور الہی ملک عورت کی تصویر اور
ہواتن کے بادشاہ اور سلاطین کے

نے صلیبیوں کے ساتھ سخت جنگ کی۔ اعدائے کفر و ایمان اس قدر قتل و غارت گری سے تھک چکے تھے کہ ان کے قریب جنگ نہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر سلطان ملک نے جب دیکھا کہ ہریان جنگ نہ کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے واسطے جنگ باندی لکھنا اور ان کے لئے سوتے سردیں تو اس نے اپنے جنگی بروجوں کے ساتھ ہریان

۱- طبقات پندرہ جلد ۲- ۱۵۳۵ء تا ۱۵۴۰ء طبعی علی ۳- ۱۵۴۱ء تا ۱۵۴۶ء طبعی علی ۴- ۱۵۴۷ء تا ۱۵۵۲ء طبعی علی ۵- ۱۵۵۳ء تا ۱۵۵۸ء طبعی علی ۶- ۱۵۵۹ء تا ۱۵۶۴ء طبعی علی ۷- ۱۵۶۵ء تا ۱۵۷۰ء طبعی علی ۸- ۱۵۷۱ء تا ۱۵۷۶ء طبعی علی ۹- ۱۵۷۷ء تا ۱۵۸۲ء طبعی علی ۱۰- ۱۵۸۳ء تا ۱۵۸۸ء طبعی علی ۱۱- ۱۵۸۹ء تا ۱۵۹۴ء طبعی علی ۱۲- ۱۵۹۵ء تا ۱۶۰۰ء طبعی علی ۱۳- ۱۶۰۱ء تا ۱۶۰۶ء طبعی علی ۱۴- ۱۶۰۷ء تا ۱۶۱۲ء طبعی علی ۱۵- ۱۶۱۳ء تا ۱۶۱۸ء طبعی علی ۱۶- ۱۶۱۹ء تا ۱۶۲۴ء طبعی علی ۱۷- ۱۶۲۵ء تا ۱۶۳۰ء طبعی علی ۱۸- ۱۶۳۱ء تا ۱۶۳۶ء طبعی علی ۱۹- ۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۲ء طبعی علی ۲۰- ۱۶۴۳ء تا ۱۶۴۸ء طبعی علی ۲۱- ۱۶۴۹ء تا ۱۶۵۴ء طبعی علی ۲۲- ۱۶۵۵ء تا ۱۶۶۰ء طبعی علی ۲۳- ۱۶۶۱ء تا ۱۶۶۶ء طبعی علی ۲۴- ۱۶۶۷ء تا ۱۶۷۲ء طبعی علی ۲۵- ۱۶۷۳ء تا ۱۶۷۸ء طبعی علی ۲۶- ۱۶۷۹ء تا ۱۶۸۴ء طبعی علی ۲۷- ۱۶۸۵ء تا ۱۶۹۰ء طبعی علی ۲۸- ۱۶۹۱ء تا ۱۶۹۶ء طبعی علی ۲۹- ۱۶۹۷ء تا ۱۷۰۲ء طبعی علی ۳۰- ۱۷۰۳ء تا ۱۷۰۸ء طبعی علی ۳۱- ۱۷۰۹ء تا ۱۷۱۴ء طبعی علی ۳۲- ۱۷۱۵ء تا ۱۷۲۰ء طبعی علی ۳۳- ۱۷۲۱ء تا ۱۷۲۶ء طبعی علی ۳۴- ۱۷۲۷ء تا ۱۷۳۲ء طبعی علی ۳۵- ۱۷۳۳ء تا ۱۷۳۸ء طبعی علی ۳۶- ۱۷۳۹ء تا ۱۷۴۴ء طبعی علی ۳۷- ۱۷۴۵ء تا ۱۷۵۰ء طبعی علی ۳۸- ۱۷۵۱ء تا ۱۷۵۶ء طبعی علی ۳۹- ۱۷۵۷ء تا ۱۷۶۲ء طبعی علی ۴۰- ۱۷۶۳ء تا ۱۷۶۸ء طبعی علی ۴۱- ۱۷۶۹ء تا ۱۷۷۴ء طبعی علی ۴۲- ۱۷۷۵ء تا ۱۷۸۰ء طبعی علی ۴۳- ۱۷۸۱ء تا ۱۷۸۶ء طبعی علی ۴۴- ۱۷۸۷ء تا ۱۷۹۲ء طبعی علی ۴۵- ۱۷۹۳ء تا ۱۷۹۸ء طبعی علی ۴۶- ۱۷۹۹ء تا ۱۸۰۴ء طبعی علی ۴۷- ۱۸۰۵ء تا ۱۸۱۰ء طبعی علی ۴۸- ۱۸۱۱ء تا ۱۸۱۶ء طبعی علی ۴۹- ۱۸۱۷ء تا ۱۸۲۲ء طبعی علی ۵۰- ۱۸۲۳ء تا ۱۸۲۸ء طبعی علی ۵۱- ۱۸۲۹ء تا ۱۸۳۴ء طبعی علی ۵۲- ۱۸۳۵ء تا ۱۸۴۰ء طبعی علی ۵۳- ۱۸۴۱ء تا ۱۸۴۶ء طبعی علی ۵۴- ۱۸۴۷ء تا ۱۸۵۲ء طبعی علی ۵۵- ۱۸۵۳ء تا ۱۸۵۸ء طبعی علی ۵۶- ۱۸۵۹ء تا ۱۸۶۴ء طبعی علی ۵۷- ۱۸۶۵ء تا ۱۸۷۰ء طبعی علی ۵۸- ۱۸۷۱ء تا ۱۸۷۶ء طبعی علی ۵۹- ۱۸۷۷ء تا ۱۸۸۲ء طبعی علی ۶۰- ۱۸۸۳ء تا ۱۸۸۸ء طبعی علی ۶۱- ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۴ء طبعی علی ۶۲- ۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۰ء طبعی علی ۶۳- ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۶ء طبعی علی ۶۴- ۱۹۰۷ء تا ۱۹۱۲ء طبعی علی ۶۵- ۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۸ء طبعی علی ۶۶- ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۴ء طبعی علی ۶۷- ۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۰ء طبعی علی ۶۸- ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۶ء طبعی علی ۶۹- ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۲ء طبعی علی ۷۰- ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۸ء طبعی علی ۷۱- ۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۴ء طبعی علی ۷۲- ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۰ء طبعی علی ۷۳- ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۶ء طبعی علی ۷۴- ۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۲ء طبعی علی ۷۵- ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۸ء طبعی علی ۷۶- ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۴ء طبعی علی ۷۷- ۱۹۸۵ء تا ۱۹۹۰ء طبعی علی ۷۸- ۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۶ء طبعی علی ۷۹- ۱۹۹۷ء تا ۲۰۰۲ء طبعی علی ۸۰- ۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۸ء طبعی علی ۸۱- ۲۰۰۹ء تا ۲۰۱۴ء طبعی علی ۸۲- ۲۰۱۵ء تا ۲۰۲۰ء طبعی علی ۸۳- ۲۰۲۱ء تا ۲۰۲۶ء طبعی علی ۸۴- ۲۰۲۷ء تا ۲۰۳۲ء طبعی علی ۸۵- ۲۰۳۳ء تا ۲۰۳۸ء طبعی علی ۸۶- ۲۰۳۹ء تا ۲۰۴۴ء طبعی علی ۸۷- ۲۰۴۵ء تا ۲۰۵۰ء طبعی علی ۸۸- ۲۰۵۱ء تا ۲۰۵۶ء طبعی علی ۸۹- ۲۰۵۷ء تا ۲۰۶۲ء طبعی علی ۹۰- ۲۰۶۳ء تا ۲۰۶۸ء طبعی علی ۹۱- ۲۰۶۹ء تا ۲۰۷۴ء طبعی علی ۹۲- ۲۰۷۵ء تا ۲۰۸۰ء طبعی علی ۹۳- ۲۰۸۱ء تا ۲۰۸۶ء طبعی علی ۹۴- ۲۰۸۷ء تا ۲۰۹۲ء طبعی علی ۹۵- ۲۰۹۳ء تا ۲۰۹۸ء طبعی علی ۹۶- ۲۰۹۹ء تا ۲۱۰۴ء طبعی علی ۹۷- ۲۱۰۵ء تا ۲۱۱۰ء طبعی علی ۹۸- ۲۱۱۱ء تا ۲۱۱۶ء طبعی علی ۹۹- ۲۱۱۷ء تا ۲۱۲۲ء طبعی علی ۱۰۰- ۲۱۲۳ء تا ۲۱۲۸ء طبعی علی ۱۰۱- ۲۱۲۹ء تا ۲۱۳۴ء طبعی علی ۱۰۲- ۲۱۳۵ء تا ۲۱۴۰ء طبعی علی ۱۰۳- ۲۱۴۱ء تا ۲۱۴۶ء طبعی علی ۱۰۴- ۲۱۴۷ء تا ۲۱۵۲ء طبعی علی ۱۰۵- ۲۱۵۳ء تا ۲۱۵۸ء طبعی علی ۱۰۶- ۲۱۵۹ء تا ۲۱۶۴ء طبعی علی ۱۰۷- ۲۱۶۵ء تا ۲۱۷۰ء طبعی علی ۱۰۸- ۲۱۷۱ء تا ۲۱۷۶ء طبعی علی ۱۰۹- ۲۱۷۷ء تا ۲۱۸۲ء طبعی علی ۱۱۰- ۲۱۸۳ء تا ۲۱۸۸ء طبعی علی ۱۱۱- ۲۱۸۹ء تا ۲۱۹۴ء طبعی علی ۱۱۲- ۲۱۹۵ء تا ۲۲۰۰ء طبعی علی ۱۱۳- ۲۲۰۱ء تا ۲۲۰۶ء طبعی علی ۱۱۴- ۲۲۰۷ء تا ۲۲۱۲ء طبعی علی ۱۱۵- ۲۲۱۳ء تا ۲۲۱۸ء طبعی علی ۱۱۶- ۲۲۱۹ء تا ۲۲۲۴ء طبعی علی ۱۱۷- ۲۲۲۵ء تا ۲۲۳۰ء طبعی علی ۱۱۸- ۲۲۳۱ء تا ۲۲۳۶ء طبعی علی ۱۱۹- ۲۲۳۷ء تا ۲۲۴۲ء طبعی علی ۱۲۰- ۲۲۴۳ء تا ۲۲۴۸ء طبعی علی ۱۲۱- ۲۲۴۹ء تا ۲۲۵۴ء طبعی علی ۱۲۲- ۲۲۵۵ء تا ۲۲۶۰ء طبعی علی ۱۲۳- ۲۲۶۱ء تا ۲۲۶۶ء طبعی علی ۱۲۴- ۲۲۶۷ء تا ۲۲۷۲ء طبعی علی ۱۲۵- ۲۲۷۳ء تا ۲۲۷۸ء طبعی علی ۱۲۶- ۲۲۷۹ء تا ۲۲۸۴ء طبعی علی ۱۲۷- ۲۲۸۵ء تا ۲۲۹۰ء طبعی علی ۱۲۸- ۲۲۹۱ء تا ۲۲۹۶ء طبعی علی ۱۲۹- ۲۲۹۷ء تا ۲۳۰۲ء طبعی علی ۱۳۰- ۲۳۰۳ء تا ۲۳۰۸ء طبعی علی ۱۳۱- ۲۳۰۹ء تا ۲۳۱۴ء طبعی علی ۱۳

۱۷۵۶ء - اسد الخیر جلد ۲ - ۲۰۶ - ۲۰۹ - مہینہ رمضان ۱۲۳۴ھ - ۱۲۳۵ھ

۱۷۵۷ء - اسد الخیر جلد ۲ - ۲۰۷ - ۲۱۰ - مہینہ رمضان ۱۲۳۵ھ - ۱۲۳۶ھ

یہ جوان نظریں محراب بن یحییٰ چھانٹ لہری، اس درخشاں میں ہے کہ اس کی کنیت ابو علی تھی۔ وہ ایک شہنشاہ تہ کی حرکت و مقلد میں بنی ہیں مملوئی کو شکست دینے کی تو یہ شریک ملاح تھا ہر شہرین کو

نفس کی جو غمخیزانہ لنگھ بھٹ بھٹ کا تاج بادشاہ تھا، وہ اب سید ہوا غمخیزانہ گوتے ہیں بڑھد مانگ نے جیسی کے
سدا رہی ہو مگر مٹی اٹھ جائے، سلم و سلمے کھلا رہ گیا، مگر غمخیزانہ کی طرح آگے نہ بڑھا، تو خاک نے کہا:

ہوتا ہے جو یہ شکل دیکھ کر میرے حسیہ آؤں تو اسے جیسے تھوڑے سی ہلکے سے ہلکا کرنا اور پکڑنے

یہ کہیں بوجھ میں تو اس میں کام کر لیتے دلائی شکست کھاؤنہیں، ناگہن ہوش نے اسلام قبول کر لیا۔

سندھ میں کونچھو والہ کا امیر مقرر کر دیا۔ بعد حضرت شیخ عظیم علی الشاہ علیہ السلام کے بعد ایک نئے دشت
نشاء میں شہزادہ احمد علی دشت سورجہ قلعہ کے ساتھ حوائج میں ملکہ سرگ، خٹک میں خٹک پور

سید صاحب نے ملخصے جو سوانح لکھی ہیں ان میں بھی معلوم نہیں کہ مالک کب پورگیان فوت ہوا۔

کاہ زہر سے وہیں چلے جاتے گا فیصلہ کیا تاکہ وہ مسلمانوں کی تلواروں سے بچ جائیں (ہیں)
 وہ خطر (جسے) جسکے پانچ کہتے ہیں) کے لئے اپنے حلقہ کو دہسدا ہو گیا۔ پھر مدلل ہو گیا
 رہا تھا کہ طائف کے قریب وادی میں پہنچ گیا۔ اور وہ اپنے قلعہ میں بند ہو گیا، پھر
 اس نے وادی میں کوئی بھڑو دیا۔ اور طائف چلا گیا، جہاں ثقیف اپنے قلعے میں بند
 تھے۔ ان کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا، اور ثقیف ہوازن کے ہم بطون میں سے ہیں اور
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ محمد و طائف کے لئے اپنے رشتہ پر جا رہے تھے۔
 اس واقعہ کو آپ سے گزرتے ہوئے مالک بن عوف کے قلعہ کو تہا کر کے اُسے آگ سے جلا دیا۔

مصائب یسوی مغازی بیان کرتے

ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوازن میں غنائم کی تقسیم سے

مالک بن عوف کی معافی کے متعلق
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان

فانزع حملتے اور چواڑوں کو قیدی لاہیں کہ سیکھتے تو آپ نے ان کے ذمہ ان کے سلاخ
 اور یاد شد مالک بن عوف نصیری کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ
 ہمارے قلعہ صفت میں ثقیف کے اس چلا گیا ہے آپ نے فرمایا اُسے اطلاق دے دو
 کہ اگر وہ مسلمان ہو کر آئے تو میں اس کے اہل اور مال اُسے واپس کر دوں گا۔ وہ اچھے
 ایک سوار و شہسوار بھی دیا گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن عوف کے
 اہل اور اموال کو خاص بخشہ دینے کا حکم دیا ہوا تھا۔ اور یہ کہ مدبروں کی طرح ان پر
 غنائم کی تقسیم کا قانون لاگو نہ کیا جائے۔

پس سالار مالک بن عوف کے اہل اور اموال کو میں اُن کی بھجوں گی اتم عبد اللہ
 حبیب ابی اسیر کے اہل و عورتوں کو گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کو
 بکے اہل اور اموال کے سبب بخشہ کا حکم دیا تو ہمانے کہ حضرت نے کہا یا رسول اللہ! وہ ہمارے
 اور محبوب ہیں تو آپ نے فرمایا: میں بھی اُن سے بھولائی کا غما ہاں ہوں۔

اور جب ہوازن کے ساحل پر داخل ہوئے تو اس کے باوجود کہ اس کی طاقت زیادہ تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمائی تھی۔ اور اس کے اسلام میں داخل ہونے پر آپ نے اس سے جو وعدہ کیا تھا۔ اس کو طاق معلوم ہوا۔ اور آپ کے اس کے اٹھارہ ہزار مال پر تقسیم فرمادی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غنہ لود اپنے اسلام کے احاطہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن یہ وعدہ نہ کیا کہ تعینت کو وہ بت معلوم نہ ہو جیسے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک اور اس کے اہل و عیال کے متعلق فرمائی تھی۔ وہ اسے معذرت فرمائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے سے مالک دیں۔

اس نے اس سے اس خبر کو پوشیدہ رکھا۔ اور پوشیدہ طور پر عاتق کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس نے اپنے ایک قہار آدمی کو اپنے لئے اونٹنی پسٹیا کرنے کو کہا۔ اور ایک وہ بے وقوف تھا۔ اس کے لئے تیار رکھے، پھر اس نے اپنے گھوڑے کے متعلق حکم دیا۔ تو راستہ کو ایک ایک ہیرہ لگا دیا۔ اس کے پاس سے کہار میں دو نلوں کا قف سے مناسب ترقی پر غلط اور اس نے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور اسے دوڑاتا ہوا دھنکا آگیا۔ اور وہ اس سے دھبے اونٹ پر سوار ہوا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو یہ بے وقوف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اہل و عیال کے پاس کہہ دیے اور پھر اسے ایک ہواؤں کی طرف فرار سے اس موقع پر مالک نے اسلام قبول کر لیا۔ اور بہت اچھا مسلمان ہوا۔

جب مالک بن عوف نصری جس نے حنین سالار مشرکین کا سالار یا رہبر تھا اس کے فیصلہ دہنی سر کے سپہ جیش نبوی کے غلامان کی تھی مسلمان ہو گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسلام سے متعلق ہر گھنٹہ اس کے اجماع سے اسے اس کے قوم ہوازن اور انہم کے مسلمانوں کا حاکم اور فوجی سالار بنادیا۔ اور یہ ان کے ساتھ اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرتا تھا۔

۲۔ طاقت کے ایک سو سے کاڑھ ہے۔

دور ہفت کے قریب ہی علامہوں میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آئے سن کا بیشتر اظہار فرمایا اور ملک نے ان مسلمانوں کا ایک فوج تیار کیا اور وہ ان کے ساتھ مشرکوں پر حملے کرتے تھے جس وقتکہ اس جماع نے مسلمانوں کے جنگ سمونے کیلئے فوج تیار کیا اور حنین میں شروع شروع میں، انہیں شکست لگائی اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے قتل و غارتگری کا سرچشمہ بنا۔ مگر بعد میں اسلام کے ستونوں کی مضبوطی کا اثبات ہو گیا۔ اور پھر اس کے نواح میں یہ لوگ شریک پر قائم تھے۔ ان کے لئے پریشانی اور غمناکی کا سرچشمہ بن گیا۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آئے، اس کی قوم کے مسلمانوں اور پھر وہی فوج کے باشندوں پر امیر اور سالار مقرر ہوئے تو یہ ان مشرکین پر اور غصہ مٹا اپنی قوم ثقیف پر حملے کرتا تھا جو حنین میں شکست کھا چکے تھے اور ان کی بابت مزید اقوام میں اسلام سے دشمنی رکھنے والی سب سے پہلی قوم تھی۔

اسلام جب انسان کے دل کو تسکین کرتا اور

اس میں روح بس جاتا ہے تو اس سے شریک

اسلام کی قلبی مہمیت کو ثابت

تمام حوالہ کو زائل کر دیتا ہے اور ان کی جگہ بھلائی کے عناصر کی جگہ بھلائی کرتا ہے۔ یہ ملک بن عوف نصری کا مشرک تھا تو۔ پہلے درجے کا مخالف اور دشمن اور شیطان کی راہروں کو اختیار کرتے والا تھا۔ اور انہیں علوم ہے کہ اس نے کس طرح ہوازن کے میں ہزار جانداروں کو اسلام کے تہہ کرنے کیلئے بھیج دیا اور مکتبہ ثقیف کے خیال آئے کہ وہ انہیں اپنے لئے فوج کے ساتھ شریک اور بت پرستی کی ترقی کے لئے مسلمانوں کو مکتبہ سے نکلنے کا باعث امداد کر کے جنگ کے لئے نکلا۔ اور یہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ملک نے مسلمانوں پر تباہ کن شکست ڈال کر کے کیلئے کیا کوششیں کیں۔

اور جب اُس کی قوم کے بعض دانشوروں نے فوج کے ساتھ ہوازن پہنچ کر ہوازن کے لائے پر اس سے معارضہ کیا، نیز انہوں نے اس کے ساتھ اس کے بعض

جنگی مفسوبوں پر کہ معاذ فرمایا کہ اس نے انھیں اس وقت دیکھی کہ اگر انہوں نے اس سے مفسوب کے ساتھ اتفاق نہ کیا۔ جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کیلئے بند کر دیا ہے تو وہ خود کش کر دے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ان نے شرک کے مستورین کی بغیر ہی کیلئے عین وقت پر اس تمہل کہ جہد و جد کی۔ دراصل قتال و کھانا۔

لیکن آج ہماری مانگ ہے۔ مجھے اسلام نے ایک اور شرم کا نشانہ بنادیا ہے جسے قرآن نے ادا کیا ہے اور اس کی۔ ظلم سے نفور طبیعت کا اظہار کیا ہے۔ دیکھتے یہ دیکھتے جو پیشہ خیر تھا بن گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خلاف موزن ہے اور اسلام کے ساتھ خاص ہو کر بن کر رہا ہے۔ وہاں تک کہ اس نے ان کی دھوکا اپنی قوم ثقیف کو دیا ہے۔ اور اس کا جہاد میں تعلیم عوزیل سے ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کیستے ماسکتا ہو گیا۔ بلکہ اس کا سایہ شہت تو ہم پر درخشاں ہو گیا۔ تک و محبت اسلامی کی زبردست منہٹ تھی اور پوری محنت و معاذ کے ساتھ اس سے جنگ کرتی تھی۔

واللہ اعلم بالصواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ بن موت کو اس کی قوم کے مسلمانوں اور حالت کے اندر جواز اور شہد کے تباہی کے مسلمانوں پر امیر مقرر کیا۔ اور کچھ مسلمان بھی اُس کے پاس آ گئے تھے۔ اور آپ نے اُس کے لئے ٹھکانہ بنا دیا۔ اور وہ ان کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ درحقیقت کہ جو سولہوی چرنے کے لئے نکلتے تھے انھیں وقت لیتا تھا۔ اور جب وہ واپس بھیجیا تو لوگوں نے اپنے حبشی حبشہ کے لئے بھیجے۔ اور حبشہ پہنچ کر یہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پرستار بن گئے تو وہ اپنے خیالی میں مطمئن ہو گئے۔ وہ جس جانور پر قابو یا مائے بکری لیتا۔ اور جس آدمی پر قابو پاتا۔ اسے قتل کر دیتا۔ اور اُس نے جو کچھ لٹا تھا۔ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا خدمت میں غلام سمیلا۔ آپ دفعہ کوئٹہ سے اتر کر ملک صاحب و خیمہ قرار بکری اور اس نے وہی طائف کے باشندوں پر بھی مدد سے لڑائی لڑی۔ اہل ملک جیسے کو ایک ہزار بکریاں پانچ ہزار تو ابوحنن بن حنیف نے کھا۔

۱۰ دشمن چاہے خوف نہ لے۔ پھر محمد بن مسلم سے جنگ کرتے ہیں اور ملک جوہر مت کے توڑ کر انہیں چاہے پانی لایا ہے اور وہاں کے غروں میں آئے ہیں۔
علاوہ ازیں وہ بڑے غتہ والے ہیں۔ اہل مالک بن حنیف حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سے کرتے ہوئے کہتا ہے۔

۱۱ اور میں نے تمام ملک میں محمد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند کوئی آدمی دیکھا ہے نہ سنا ہے وہ بڑے مفاطم ہیں، اور یہ وہ بڑے آدمی کو عید مہتے ہیں تو خوف مہتے ہیں۔ اور یہ تو ہلکے تو وہ بڑے سارے کو چوڑے دان پست کی بجائے بیگے اور جب نورانی کھیلوں کو شرقی تلوار اور ہندی تلوار کی طرح آراہ کر دیتی ہے لہذا اپنی جتنی کائنات میں بھار کے اندھ پڑے ہوتے ہیں جیسے شیر اپنے بچوں کو کھانا دیتا ہے۔

صفوان بن ابراہیم، لکھا سادات قریش سے
صفوان بن ابراہیم کا قبیلہ اسلام تھا ذات سندس و برحق اور یہ قریش کے ان سادات میں سے تھا جس کی طرف حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص توجہ تھی اور آپ نے فرمایا کہ ان کو مشرک پر قائم رکھنے کے لئے ان سے منہ سونک لڑا ہے۔ اور جب حبشہ جہی نے مکہ کو آزاد کر دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امان دی۔ پھر اسے چار ماہ کی مہلت دی تاکہ وہ منہ اپنی مرضی سے احکام میں داخل ہو سکا نہ نہ کرے۔ اور صفوان و مشرک جو بنی سادات میں حبشہ جہی کے ساتھ مہینہ تھا۔

اور باوجودیکہ نعتہ شرک تھا، امیر مہر وہ جہش نبوی کا صحت تھا، خود مشرک نہ ہوا نہ پر
اس کی نعت کا خود ہش نہ تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اٹھلیک خوف ترشی نے مسعود
کی شکست کی اطلاع دی تو مسعود نے اسے قیامت کر کہا، اللہ عز و جل نہ ہو کہ اسے کھجور
کے کسی آدمی کا محکوم ہونا، ہوا زن کے کسی آدمی کے محکوم ہونے سے زیادہ پسند ہے۔
اور مسعود نے جہش نبوی کے ساتھ شرک پر قائم رہتے ہوئے جو مسلمانوں کے
علاقہ کوئی قابل، قرآن و احکام نہیں کیا، بلکہ وہ (نعت کے بعد) اکثر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ، خاتم اور قیدیوں کے حالات کی جانچ پڑتال کے لئے گھومتا پرتتا اور وصیت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ باوجود اس کے شرک پر قائم ہونے کے۔ اُسے
خمس سے ایک ہوا دس دیکھے۔

بعض توجہین نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امیرانہ میں خاتم
کے متعلق حکم کر گئے، تھے اور مسعود بن ابی بکر آپ کے ساتھ تھا کہ آپ ایک درخت میں مسعود
کی اس کیفیت کے پس سے گذرے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی جس میں بکر و زب اور انٹ
تھے اور ان کے جھلکانے سے شور مچا رہا تھا، اس پر مسعود نے ان کی طرف سے کھینچ لیا۔
دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اسے ابوہب کیا اس نے تجھے حیران کر دیا ہے
اس نے جواب دیا ہاں، تو آپ نے فرمایا یہ وہ اور جو کچھ میں ہے وہ ترے لئے ہے
اور مسعود نے کہا میں چاہی دیتا ہوں کہ اس بات سے نبی کے مولا اور کسی کا بعد خوش نہیں
ہی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے اور بہت احباب مسلمان
ہیں اور مسعود نے خود بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حسین کی خاتم
دیتے رہے۔ وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے عزیز تر تھے، حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ اللہ

نکلتے ہیں انہیں پیدا نہیں کی جیسے ان سے زیادہ محبوب ہو۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلانہ
م حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی واپسی | تو اس میں غنائم تقسیم کر چکے اور آپ نے
 تقسیم غنائم کے قرآنی حکم سے مذاق ہر حجاز کو اس کا حق شے دی۔ اور مولانا غلام
 علی حس سے سیکرٹ ویرچے تو اس کے بعد آپ نے امیرانہ جیسا ترہ دن قیام کیا یعنی وہ
 دو اہل حق سے دار فرائض مقربہ کا حکم

اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ واپس آنے کا فیصلہ کیا۔ مگر
 مدینہ واپسی سے قبل آپ مسکتہ مکرر میں داخل ہوئے اور آپ کے اصحاب نے غزو
 کی عبادات اور کیں اور آپ نے امیرانہ شہر مدینہ میں کے باہر واقعہ ہے معمولاً احزاب
 اور جب آپ نے دور آپ کے اصحاب نے غزو کی عبادات مکمل کر لیں تو آپ نے غزو
 دارا حملے اور اپنے رزوم کے حالات کا جائزہ لیا۔ اور اس میں سب کا حکم مقرر کئے اور
 اس کے انکسار کئے۔ حضرت عتاب بن اسید اس کا عام مقرر کیا۔

اور اس آپ کے اصحاب میں سے جو تھا اور قبیلہ کی پالی تھی آپ نے اس کے ذریعہ عام
 ایسا کیا کہ آپ کو کہ حدیث اسلام کو ان کو اور دین کی تعمیل دیں ہیں وہ انہیں دین کی تعمیل
 دینے کے اور انہیں قرآن پڑھنے کے لئے تاکہ وہ اس دین جدید کی حقیقت سے واقف
 ہو جائیں جس میں دین دین کے لئے دین کے لئے ہیں۔

اور ہجرت سے قبل اس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت حرمہ کی مکہ کے درمیان ہے
 اور آپ کے ساتھ وہ چھ سو گئے کیا کہ اس کے آپ نے اس کے برعکس ان کے ساتھ وہیں ہر اہل
 فاسوک کہ۔ اور مکر کے بیٹے نے گورنر کو اہل مکہ کے متعلق جن کو آپ نے انہیں شہر کا

سے اس لئے منتخب کیا کہ آپ مگر سے دانش مند اچھے مسلمان اور انبی قزم کے مطلع و روا تھے۔ حضرت عثمان بن عفان کا بیٹا تھا اور حضرت عثمان بن عفان امیر مومنین کے مصلی اللہ علیہ کے رفیق اعلیٰ کے پاس واقعے تک مکتہ کے امیر رہے۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ مکتہ لئے رہا اور مکتہ کے نوجوان امیر عتاب نے جوڑے سے دانش مند تھے ایک شریف و سرفراز خاندان سے۔ عتاب کی مدت دین اور مشائخہ اخلاص پر دلالت کرتا تھا۔

یاد رہے کہ مکتہ کے رسول امیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نرنگ میں آپ کے پاس شکایت کی کہ حضرت عتاب بن ربحی کرتے ہیں اور حضرت عتاب بن ربحی سے علیہ السلام اور متشکین پر بڑے سختی کرنے والے تھے اصحاب ابن جبر میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب کو مکتہ کی امامت عطا فرمائی اور اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ اور حضرت عتاب متشکک پر بڑے سخت رد کرنے کے ساتھ بڑے نرم تھے اور آپ کہا کرتے تھے خدا کی قسم تجھے میں شخص کے متعلق معلوم ہو گیا۔ وہ اس سے عتاب میں کچھ رہ گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا اور بڑا شہرہ ملا ہے اس سے کچھ رہ گیا ہے تو اب مکتہ کے علم میں کیا "یہ رسول اللہ آپ نے ابن ابی ہریرہ سے اچھڑا کر کوئی مقرر کر دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفت اور اچھے نوجوان کی صفائی دے دی تھی انہیں جواب دیا میں نے غضب و کجیاد کو عتاب بن ابیہ سے دیکھ کر اس کے دھارے پہا کر اس کی زنجیر پکڑ کر اسے کھینچا تو اس کے لئے دروازہ کھل گیا اور اس میں داخل ہو گیا اور حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے قول را حلیٰ لی من لک سفہاء لفیہ کی تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے مراد حضرت عتاب بن ابیہ ہیں

ثقیف کا اسلام لانا
اس بحث میں اس کے منب سے متعلق بیان ہو چکا ہے (معاذ حسنین میں مسلمانوں کے خلاف
حسد و بغض والی فوج اسلام بازو تھے، میزبوحہ اس کے متعدد و اہم قبائلی پرچوسب کے سب اس
ہواندن کی طرف مشروب ہوئے تھے جس کی کلان ممالک آج عرب کے حسیں میں حضرت نبی کریم ﷺ
علیہ وسلم اعدائے اصحاب کے خلاف کی تھی۔

اس لحاظ سے تعیف جو انی فوج کے ہم باؤ تھے جس نے حنین کی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف حشر کیا تھا اور جنہیں اسلامی مہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان سپرد پر عمل کیا۔ اول انہیں طائف کے مقبوضہ قلعے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور جب آپ انہیں طائف کی فصیلوں کے چھپے قلعہ زندہ پاؤ تو آپ نے اس امید پر کہ وہ طاعت اختیار کر لیں گے یا مسلمان طائف کے قلعوں میں داخل ہونے کی قدرت پائیں گے۔ ان کا محاصرہ کر دیا۔ لیکن قیدیوں نے مسلمانوں کا ڈھکے کر مٹا دیا۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محصور ہوا کہ تعیف کے محاصرہ کا کوئی فائدہ نہیں تو آپ نے ان کا محاصرہ توڑ دیا اور کچھ کی طرف آئے۔ اور وہاں سے اس اسیر پر مبنی آئے کہ اللہ تعالیٰ تعیف کو لے گا۔ اور وہ فرما رحمت اسلام میں داخل ہوں گے اور پہلے یہاں ہر چکا ہے کہ بعض صحابائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ جب آپ طائف کا محاصرہ چھوڑ دیتے تھے تعیف پر یہ دعا فرمائی تو آپ نے انکار کیا۔ اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ انہیں لے لے۔

اور کیفیت و بجائے چستی سے دلہستہ ہو کر
اپنے گھر پر قائم رہے اور مالک بن علوت
نہری جس نے حضرت جعفر طیار علیہ السلام

تقیف کا اپنے سرار کو اس کے
مسلان پر نیچے تختل کرنا

روپ کے بھاپ کے مختلف ٹھہرن کے فیصلوں سے کہیں کہیں کمان کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُسے سلام کی ہدایت سے مرزا فرمایا۔ تو وہ اسلامی معاشرے کے ایک ایسے شخصیت سے شریعت پر مسلح ہونا اس امر کا کام کیا کرتا تھا۔ اگرچہ وہ کسین عورت کے علم بڑے صحت سے نکلنا صحتوں نے اسلام دشمنوں کو خوف پر کوئی اثر نہیں ڈالا کیونکہ ثقیف ایک بڑی قوت تھے۔ جو متعدد مسلمانوں کے قبائل سے متاثر تھے۔

مگر جب شکیف کا سردار تلوہوہن مسعود جرنیل سے واسطہ نہیں یا، تو ان وہ سبھی کی سامان فروغیے اور اس کے لئے ان کو اس کے کام نپینے اور اسے جرنیل کی حریت حاصل کرنے کی تھی۔ تو ان کی حکومت اسلام کے متعلق تبدیلی ہونے لگا۔

اور عروہ بن مسعود ثقیف کے عظیم اور دانشمند سادات میں سے تھے۔ وہ جب وفات پائی
تو خیرین میں مسلمانوں کے فرائض اپنی ناکام جنگ میں حقداروں کا اٹھایا۔ اس کا اٹھایا کھانا ہونا
موقوف تھا۔ لیکن جب پھر کربلا۔ عروہ اپنی قوم کے دیرینہ موجود تھا کیونکہ ہوزن نے
اسے اپنے ساترات کے وفد کا سربراہ بنا کر بھاری سلو و تھقیس کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر
کے خیموں کے ساتھ حشر کشیں تھیں۔ عروہ بن مسعود امام کا قومی وفد اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے اہل قریبوں کے ساتھ فتح مکہ کے لئے چلے گئے تھے۔ جو حشر عقیقہ یعنی حنین کے پاس

وہ فوت لے، بچے سمجھ میں نہ آئے، بہرہ کہ جن دن ٹیچر کو شہید ہو گیا، وہ یہاں کرنا، ہکا بکشا میں کالیکٹ ہوئے لیکن اس وقت نہیں کیا کرنا، مصلحت سے یہ سچ کہ سب کے بڑے، ایک عظیم الشان اور بے قعدہ، جو سب کے دین ہو چکا ہے، جسے اس سے دیکھنے اور سمجھنا ہے کہ وہ زبان پر چھ ہے اور وہ ان پانچ گنوں میں چار کی جانی بدلہ دے رہے ہیں۔ وہ یہاں کرتا ہے کہ اس کے دین میں خیریت ثابت ہے اس وقت تک مستعد اور چمکیں کو چلائی ہے اور وہ دشمن کی تعداد میں رخصتی تھا اور وہاں پر جہاں السوادینہ کو مشرق میں دیکھتے ہیں کہ ہر روز جو فتنے کے پہلے وہ رویہ ان کے دین کی ناشکی محنت میں بھیجے تک موجود ہیں اور اس کے انور کے مشن یہ کہ وہاں کے خلیفہ شہر قہار اور اہل بیت کا بھی بہت جہاں ہے کہ عرب میں مسعود و ماس کو وہ مسلمانوں کو دیکھ رہے ہیں۔

حرکت سے متحرک ہوا وہ جہن میں جہاد کے لئے شکت لگائی۔

عمرہ بن سعد اور اس کا مرید وفد تشریف آیتن وہ ہرٹش میں شہرہاؤ۔ اس وفد میں دند نے بعدری اسلحہ کے بنانے کی فریشنگ مامنی کی، اس کے ثقیف کے سردار عمرہ بن سعد ہرٹش سے اس بھادی اسلحہ کے ساتھ اس وقت داسیں کیا۔ جب حنین کا محرکہ قائم ہو چکا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کا معاشرہ چھوڑ چکے تھے۔ حردہ بن سہرہ بڑا دانش مند دان اندر فہم آدمی تھا، البتہ وہ ہرٹش سے دیکھ

بصیرت سے جزیرہ عرب میں اسلام اور بت پرستی کے درمیان بڑا کشمکش ہو رہی تھی اور جو کچھ ہو چکی تھی، اس کا جائزہ دیا تو اس نے محسوس کیا کہ شرک اور بت پرستی میں بڑی فرق پیدا ہو چکی ہے اور ایمان ایک نیا دھرم بت پرست قوت تھے جو جزیرہ عرب میں مسلمانوں کا سامنا کر سکتے تھے، اس کی دہلیہ یہ ہے کہ اس کے بن جائزوں نے سرکہ بین میں صفہ لیا ان کی تعداد میں ہزار تھی، اگر کسی بت پرستے معاشرے نے اسلام اور بت پرستی کے درمیان ہر نیوال کشمکش میں اس سے قبل تمام جزیرہ عرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے اتنی تعداد اکٹھی نہیں کی۔

اس سے اور انڈک قوفیق سے عودہ بن سعد نے محسوس کر لیا کہ ہم نے اسلام غالب آگے گا، اور تصور ہے ہی وقت میں تمام جزیرہ عرب اسلام کے زیر نگیں آجائے گا اس لئے ثقیف کے سردار نے اپنے ولیوں ہرمزادہ بنت حلقہ و گوش ہونے کا عزم کر لیا، عروہ بن سعد کی آمد سے اس کے آخر میں ہوئی اور وہ اس بھادی اسلحہ کو جوڑنے لگا جسے وہ اپنی قوم کیلئے ہرٹش روڑ سے لایا تھا اور اس نے یہ کام اس امانت کی ادائیگی کیلئے کیا جس پر اس کی قوم سے اس وقت ایمان بنایا جب انہوں نے اسے اسلحہ خریدنے کیلئے اردن بھیجا تھا اور وہ اپنی مشرک قوم کو اسلام پیش کرنے اور اسے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے عزم سے نہیں روکا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس

دین کے خود کماؤں کے دل سے ہلکائی کر دیا تھا، اس لئے (بغیر کسی عذر و ثبوت کے) اس نے مدینہ ہانٹنے کیلئے طائف کو خبردار کیا تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کرے۔

اور جب عروبہ مدینہ پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوش آمدید کہا اور آپ اس سے پہلے بھگشتنا سنا تھا، کیونکہ وہ حدیبیہ کے دور آپ سے اس وقت ملا تھا جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اند آگئے قوم کے صحابہ حدیبیہ کا ہر ایک بہت سنجیدہ صورت اختیار کر گیا تھا اور طلحہ بن مسعود نے۔ قرظی کا حلیف ہونے کے اور دو قرظی کر اس وقت ان کے حناد کے انعام سے انبیاء کیا تھا جب انہوں نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا حالانکہ وہ لوگ نے نہیں بلکہ عروبہ کہنے آئے تھے۔ اور اسے امید تھا کہ اس دن کی سرکشی اور ڈینگوں کے نتیجے میں حضرت قرظی پر سخت معیبت نازل ہوگی یہ وہ انہیں چھوڑ کر اپنے حلقے کی طرف دھکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عروبہ بن مسعود کے اس تصرف کو اس کی دانش مندی اور فہم اندیشی کی دلیل سمجھا ہے۔

اور جب عروبہ بن مسعود نے اسلام قبول کر لیا اور حق کی شہادت دی تو اس نے اپنی قوم کو اپنا اپنی قوم تحفیت کو دعوتِ اسلام دینے کا فیصلہ کیا۔ اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی اجازت طلب کی کہ آپ اسے اتباع کیا کہ اس کی قوم اسے قتل کر دے گی اور عروبہ نے کہا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی قوم کو بلکہ دعوتِ اسلام مدد اور مشق بخدا میں نے اس دین کی مانند کوئی راستہ نہیں دیکھا اور میں اچھا آنے والا ہوں۔ اور میری طرح کوئی آنے والا اپنی قوم کے پاس مجھ سے بہتر چیز نہیں لایا۔ اور یا رسول اللہ میں نے بہت سے معرکوں میں جنت کی سہولت عروبہ بن مسعود اپنی بندہ و صلیغی، نرم اخلاقی اور شرافت کی وجہ سے بالفعل اپنی قوم میں ایک

معارضہ اور محبوب مرزا قلعہ اسٹیشن سیدتی کو جب وہ انہیں دعوت اسلام دے گا تو ان کے منہ کی بات نکال دے گی۔

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان سنگلی اور کٹر شیعہ مشرکوں کی توجہ و توجہ آدھکے تھے... ایک دن اس وقت جب آپ کے چچا ابوطالب کی وفات ہو چکی تھی آپ پر سخت آزار آتش کے مارے گئے تھے۔ آپ ان کے پاس گئے تھے تو تعجب آپ کی یہاں فحاشی اور عورت کرنے کی بھڑکے سبب وہ قویوں اور غلاموں کو آپ کے گرد بٹھکے کر دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے طالع کے کٹھنوں میں آپ پر چکر لگایا۔ آپ پر کئی برس سے محبوب رہ کر آپ کے طائفہ کو بھڑکایا۔ مگر مگر آپس آج میں، جہاں پر سیدہ اویسہ زکاتیں کا سلسلہ تھا۔

اور وہی دفعہ اس وقت جب بنین سے ان کی شکست خوردہ فوجیں واپس آئیں اور اس کے بعد آپ نے ان کا حصار کر لیا تو انہوں نے آپ کا سخت مقابلہ کر دیا۔ عداوت کا منہاں کر دیا اس نے جب عذوبہ بن مسعود نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ اپنی قوم کے پاس جاکر انہیں دعوت اسلام دے گا تو وہ پاس جاتے پر اصرار کیا تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہ تجھ کو پیچھے" آپ نے یہ بات تین بار فرمائی، لیکن عذوبہ نے ان کے پاس جانے کے بار بار اصرار کیا۔ راجی تو مگر نہایت پر اعتماد تھا، انہوں نے کہا: "اس بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پورے گھر لوگوں سے بھی لیا وہ محبوب ہوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اگر آپ جہاد چاہتے ہیں تو پیچھے جائیں، وہ طائفہ کی طرف گیا اور جب یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو یہ کیا تھا یہی کوئی اور اس کی قوم کے لئے مسکتی ہوئی یا حالانکہ وہ انہیں دعوت اسلام دے رہا تھا۔

اور ابھی اپنی زندگی نہیں گذرے تھے کہ عموؑ ملائت پہنچ گیا۔ اور جب ثقیف کا سردار اپنے شہر پہنچا تو ثقیف اس کی حسبِ ہمت سے واقف تھے۔ انہوں نے اس پر عیب لگایا اور نہ برصافت آنے والے پاس کو عیب لگاتے تھے (اور ابھی انہیں اس کا اسلام قبول کرنے کا علم نہیں ہوا تھا)۔

اور وہ بات یہ تھی کہ سفر سے ملائے آنے والا آدمی بن کے بڑے بہت رات کی گھڑیوں میں آتا اور اس کے حضور فرائض عبادت ادا کرے اور اس کو عذر دے اس بات سے احتجاج ختم کیا کہ وہ ایک مسلمان پیکر ہے وہ اس بات کی اپنے دل میں کوئی جگہ نہ بنا۔ تھا وہ ہیں وہ جلدی سے اپنے گھر گیا تو اس کے بعد اس کی قوم کے ایمان صحیفہ مال کی دیانت کیسے اس کے پاس آئے اور انہوں نے اسے مشرکان تو اس کے سپر انٹینس ملک کی اور پھر انہیں دعوت اسلام دی جس کے نتیجے میں وہ قتل ہو گیا اور اس نے اپنے گھر میں نماز کے لئے اذان دیتے ہوئے شہادت پائی۔ مگر مرنے سے قبل عہدہ خور زبزی سے بچنے اور عہدہ جنگ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے اپنے قاتل کو اپنا منوف سعادت دیکر دیا تو زبزی کا کردہ بن مسعود کا قتل ثقیف کے قاتل کو تہہ مکن نہ دینے کی نکتہ پشیمانیا۔ جبکہ مسعود کے قاتل نے گردہ بندی کر لی تھی اور اس کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہو چکے تھے لیکن عہدہ کی زندگی اور موت بہترین تھی۔

اب ہمارے امام قادسی سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاذی کا شہرہ پورین نواف ہے۔ عہدہ بن مسعود کے ماسلام کا واقعہ سنتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ہاتھ کا می ہر دیا۔ اس وقت عہدہ بن مسعود ہر ش میں سمیعوی اور متنبول کا کام سیکھ رہا تھا اور جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو عہدہ بھی ملائت واپس آ گیا اور اس نے مسجیدی کے کلمات اور نیک بنائے۔ اور اس کے لئے تیار کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام کی محبت ڈالی

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آکر مسلمان ہو گیا۔ پھر کہنے لگا: یا رسول اللہ مجھے اہانت دیجیئے۔ میں: اپنی قوم کے پاس جا کر انھیں دعوتِ اسلام دوں۔ قسم بخدا میں نے اس دین کی مانند کوئی راستہ نہیں دیکھا۔ میں اپنی قوم کے پاس اپنے دوستوں کے پاس بہترین آئے والا چمکا اور میری طرح کبھی کوئی آئے والا اپنی قوم کے پاس مجھ جیسی چیز نہیں لایا۔ اور یا رسول اللہ میں نے بہت سے معرکوں میں شہادت کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تجھ سے جنگ کریں گے، اس نے کہا: یا رسول اللہ میں انھیں اپنے پوتے لڑکوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔ پھر اس نے آپ سے دوبارہ اجازت طلب کی تو آپ نے اپنی پہلی بات کو دہرایا اور فرمایا: وہ تجھ سے جنگ کریں گے، اس نے کہا: یا رسول اللہ مجھے سوتا ہوا یا اس کو بچے میدانہ کو بھیجا اس نے آپ سے میری اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو چلے جاتیے، اس نے اس کے گھر آئے اور انھوں نے اسے مشرکاً سلام کہا تو سب چلے اس نے ان کو مشرکاً سلام پر علامت کی۔ اور کہا: تمہیں اہل بیت کا سلام کہنا چاہیے پھر اس نے انھیں اہل بیت اسلام دی اور کہا: اسے میری قوم کی قسم مجھے متہم نہ کہنے ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ختم سے بہترین نسب والا اور زیادہ مال والا اور زیادہ جمہور اور بے نیچے صرف اس بات کے اسلام پر آمادہ کیا ہے کہ وہ چھوڑنے والی بات جس میں میرے منہ کے کو بڑا درد اور میری ذمہ داری نہ ہو اور تمہارا بھائی جو میرے آپ کے پاس لکڑیاں لے کر آیا ہے اس سے بہتر چیز کوئی آئے والا اپنی قوم کے پاس نہیں لایا تو انھوں نے میری نعمت گھٹی اور اسے دھکے باز سمجھا اور کہنے لگا: لات کی قسم، جب تو نے لات کی قربانی نہیں دی۔ اور آئے اس کے پاس سر نہ دیا ہے تو ہمارے دل میں اس وقت تک بڑھ چکا کہ تو صبا ہو گیا ہے، میں انھوں نے اسے: دوست دی اور اس نے ان کے مقابلے میں نہ تو بائیں ہاتھ کی سار و اس کے پاس مشورہ کرتے ہوئے چلے گئے کہ انھیں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے

مسلمان برہمگئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لوگ سے فرمایا میں سے چاہو دوستی کرو
اسی روز نے کہا ہم انہر اعدائے رسول سے دوستی کرتے ہیں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، ابو سہیل بن حرب بخانا منوں ہے اس سے معاہدہ کرو تو انھوں نے ایسی ہی
دو یہ دونوں مغرو بن شہید کئے ہیں اتر سے اور عربیہ میں اقامت اختیار کرنی، یہاں آؤ
سحر میں ٹھیک کا وقت آیا

تمام ثقیف کا اسلام میں داخل ہونا | بن مسعود کے قتل کے مختلف عہد

اور عربوں کے درمیان قاتلانہ علیحدگی کو محسوس کرنے کے بعد ان کے ایک دانش سوار
عمر بن امیہ کو جو بنی حارث کا ایک آدمی تھا پتہ چلا کہ ثقیف کو بڑے بڑے خطرات کا سامنا ہے
انہوں نے اسے ارد گرد کے قبائل کے نمونہ پر احلام قبول کیا تو وہ مختلف کو حقیقت حلاک
جو جو اس جہاں قبائل کے درمیان اپنے خیر پر قائم رہتا تھا وہ اسے مکمل علیحدگی کی حالت
بیس میں اور جو قبائل پہلے ہی انہیں پائے تھے ان پر حملہ کر دینگے اور ان قبائل میں ہمارے
سردار اور ان کے سابق بادشاہ ملک بن ثوف لہری جو حنین میں مسلمانوں کے خلاف شریک
فرجوں کا سالار تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ واپس جانے سے پہلے مسلمان
ہو گیا تھا ابھی سناں پر گھا، اب یہ عمرو بن امیہ ثقیف کے دوسرے سردار جو قبائل سے تعلق
تھا عمرو بن امیہ ثقیف، یہ ثقیف کے بنی ملک کے سلوات میں سے تھا اور وہ ثقیف کے
اسلام کی اطلاع لیکر مدینہ آیا تھا اس کے سربراہ تھا اسد الخویم ہے کہ ثقیف نے اسے
توسیع کا بیجہ جام، لیکن یہ جانتے سے باز رہا اور اس بات سے خوف نہ ہو گیا کہیں وہ
اس کے ساتھ بھی ایسی سلوک کریں جو چاہئے عہد بن مسعود سے کیا تھا تو انھوں اس کے
ساتھ بائج آدمیوں کو بھیجا اور وہ یہ تھے عثمان بن الامامی اس بن موت قمر بن ثورث، نعم بن عمرو
اور شری بن غیلان بن ملہ میں یہ سلوان ہو گئے، اندھیت اچھے کان ہوتے اور اپنی قوم کے پاس
وہیں آگئے تو وہ بھی سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

قوی کئے ہوئے تھا۔ اور اس سے ناموافق رہتا تھا۔ لیکن عورتوں نے اور عبد یاسین کے مذہب میں جو ناراضگی پائی باقی تھی اسے سلطان علاء الدین نے چھینا تھا کہ وہ اس کے ساتھ تعین کی نالائقی میں کے متعلق شک نہ کرنا چاہتا تھا۔ سچا اسلام کے پھیلنے اور تعین کے اور گروہ رہنے والے مذاہب کے کیش کے باعث بیدار ہو گئی ہے۔

ابو عبد یاسین نے عروج میں ایسا کتابچہ طبع کیا تھا کہ دوسرے حصے اور اس نے عبد یاسین کو تعین کی نازک پوزیشن کے متعلق وضاحت سے بتایا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اس شخص سے نکلنے کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ تعین اسلام میں داخل ہو جائے اور عبد یاسین نے اس کی اس تجویز کے ساتھ اتفاق کیا۔ اور دوسری طرف میں ایک عام جنگ چلائی جس میں تعین کے سرگروہ اور سرفارگ تھے جو تھے جن میں عروج میں تھے نے کٹھن جو کہ ایک تقریباً چوبیسویں صدی کے سامنے تعین کی نازک پوزیشن کو دھکیلا۔ اور انہوں نے تقریباً ۱۸۷۰ء سے اتفاق کیا کہ تعین کھینچے۔ اب یہی ایک سبیل ہے کہ وہ دنیا میں اپنا ایک دھڑ بچھنے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تعین کے مسلمان ہونے کا اعلان کرے اور تاریخ کی بنیاد کی کتاب میں برآورد ہے کہ کئی علماء عروج میں ویرانی ناراہگی کی وجہ سے عبد یاسین سے تعلقات منقطع کئے ہوئے تھا۔ اور طرز پر کیا بہت ناخوشہ اندی تھا۔ وہ عبد یاسین کے عمر چلا گیا۔ پھر اس نے عبد یاسین کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس آؤ عروج میں بیان کرتے ہیں کہ عبد یاسین غلطی سے کہا، قرار اور ان کی عمر دس تھے میرے پاس پہنچے۔

اس سے جواب دیا۔ * اور وہ تیسرے عمر میں چلا گیا اور عبد یاسین کے ساتھ مل کر لپٹ کر تھا۔ اور اس کے کہنے کو ناپسند کرتا تھا۔ عبد یاسین نے کہا کہ ایک ایسی بات ہے کہ میں کھینچتا ہوں میں عروج کے متعلق سچ بھی نہیں سکتا۔ اور وہ ایسی بات ہے بہت اچھا ہے کہ نہ تو والدین، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑی بات خود اور ہوتی ہے۔

اور وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے پیغمبر علیہ السلام کے پاس گیا۔ تاہم اس نے دیکھا کہ اسے خوش آمد پر کہا اور عمر دیکھنے لگا، ہم پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جس کی موجودگی میں مقابلہ نہیں رہ سکتا اور وہ مصیبت جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو اس شخص یعنی محمد مصیٰ نقہ علیہ وسلم، ان وجوہ سے اور تمام عرب مطلق ہو چکے ہیں اور انہیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں رہا ہے۔ اس وقت میں تم پر سے رہیں گے جبکہ ہمارے گرد کے لوگ متحد ہو رہے ہیں اور جو شخص ہمارے اس قلعے سے کب باغی ہو جائے گا، اس کے بارے میں حاکموت نہیں ہیں پس تم اپنے حملے کے بارے میں غور کرو۔ عبد یاسین نے عمرو سے کہا: خدا کی قسم جو کچھ تو نے دیکھا ہے، میں نے بھی دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم لوگ اسے پیش کرنے کی سکت نہیں رکھتے اور وہ اپنی اور مشورہ کیے

یا تمہیں میں ہے۔

مورخین یوں کہتے ہیں کہ اس نے ثقیف کے زمرہ کو ایک ماہ کاغزو میں بٹھایا جس میں ثقیفی واداعی سب مل گئے اور انہیں لے آئے اس میں مشورہ کیا اور ایک دور سے کہتے تھے کہ اس شخص معلوم نہیں کہ تمہارا کوئی راستہ بھی پرامن نہیں ہے اور کوئی تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔ یہاں تک جاہلیت کییر تمہارے میں مشورہ کرو اور اگر خدا اسلام میں داخل ہو گا تو یہ بدعت بن جائے گی۔

اور اس اتفاق کے بعد کہ اسلام قبول کئے بغیر ثقیف میں اس شخص سے نجات پانے کا کوئی حل نہیں، ثقیف نے فیہ مد گیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خاص اہلی بھیجیں جسے جو آپ کے ساتھ ثقیف کے دخول اسلام کے راستوں میں لے کرے، میں انہیں لے آؤں گا کہ عبد یاسین کو نرا پیرو بنانا اور اس وقت وہ عبد بن عمر

تھے سر پہ تاج آدمی تھا اور اسی کام میں مصروف تھا اور یہ خبر یاہن درہ شعلہ ہے جو حضرت خدیجہؓ اور ابو سہیلؓ کی وفات کے بعد قریش نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سختیاں کرنا شروع کر دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ لینے آئے تو رہتے آپ کے ساتھ بڑا سنگ کی قوا۔

اور عبید بن جراحؓ نے اپنی بن محمدؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لئے یہ نصیحت سے سوزش کیا اور یہ حضرت اس غزوہ کی دہشتگی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سرنگی کا انتقام لیں گے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا وہ خود تمام عرب و عجم اس بات سے نفرت کریں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے اپنا انتقام نہیں لیتے۔ اور آپ کے اخلاق میں یہ بات شامل ہے کہ آپ ہر طرف کے عقائد میں احسان کرتے ہیں لیکن عبید بن جراحؓ کا اپنی قوم کی نصیحت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کے اسلام کی بھڑک چلنے سے معذرت کرنا اس وجہ سے تھا کہ عبید بن جراحؓ اپنی قوم کی بیہ خلاقیت اور نفرت پر توڑی کی جہالت اور قہر وازی سے راضی تھا۔ اور وہ نصیحت کے بموجب تین آدمی عروہ بن مسعودؓ کے واقعہ سے عبرت حاصل کر چکا تھا۔ حالانکہ اس نے انھیں منتشر دعوت اسلام دینی تھی اور انھوں نے اسے قتل کر دیا تھا۔

اسے ڈھکا کہ اگر اس نے اس کام کا پیرا اٹھا لیا تو اس کا انجام عروہ بن مسعود جیسا ہو گا۔ اور اس بات کا بہت امکان ہے کہ اگر اس نے سیدتہ واپس آکر دعوت اسلام دی کہ وہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس لئے اس سے نصیحت کا اپنی بن محمدؓ کی طرف سے یہ نصیحت جاننے سے حضرت کریمؐ نے اس کا نام نہ لیا۔ لیکن یہ عبید بن جراحؓ نے اپنی قوم کے اموال کو دیکھا کہ وہی ان کا نامیہ بن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے تو اس نے اس بات سے اتفاق کر لیا، لیکن یہ شرط لگائی کہ وہ نصیحت کے ہر نتیجے کا ایک آدمی اس کے ساتھ بھیجیں، پس نفی قبائل نے عبید بن جراحؓ کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا اور نصیحت کے مولود حضرت عبید بن جراحؓ (حلاف اور بنی ماکہ) میں سے ہر ایک نے حاجت

عزیز صلی اللہ علیہ وسلم کے چہن مدینہ جانے والے وفد میں وپنا اپنا سنا یہ قہر یہ وہ
اعلاف اور شہر مالک کے تین آدمی پہنچے تھے ان کا سربراہ عبد بن بن عمرو تھا جو
نئے ملک میں سے تھا۔

اور عبد بن بن کا شریف تمام قبائل کو جو اس کے درپڑے بازو تھا اعلان ہوا کہ میں
سہاوتے تھے۔ مدینہ جانے والے وفد میں شامل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ سے طاقت
دہشی پر ابھر وہ آئے گا نہ پہنچا، جا ہی تو وفد کا پر آدمی اپنے قبیلے کو عبد بن بن کو
پہنچاتے سے روکے اور اس نے ان کی نیابت کرتے ہوئے علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام
پر دعوت کی۔

اس طرح طے پایا کہ ثقیف اپنے وفد کو یامیل کی سہ رہا ہی میں بھیجے سے وہ اسکی
(جسٹ طبیعت کی وجہ سے) قوم کی کچلی کہتے تھے اور اس سے کہے کہ تم میں وفد طائف سے
مدینہ کیلئے روانہ ہو۔ اور مدینہ پہنچ گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور آپ کو
ثقیف کے اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں
خوشامد دیا کہ اگر مسلمانوں کو بھی ثقیف کے اسلام میں داخل ہر خیر خوشی ہوئی ہوگی کہ
ثقیف ایک عظیم قبیلہ تھا جو بڑی قوت و شوکت رکھتا تھا اور یہ جزیرہ عرب کی آخری
سطح قوت تھی جو مسلمانوں سے ٹکرا سکتی تھی اور ثقیف کے اسلام میں داخل ہر طائفے کے تمام
منفذ ہماز میں شرک اور بت پرستی کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔

واقعہ اور ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ — ثقیف نے مدینہ کی طرف حروہ کی
طرح ایک آدمی بھیجے جو فیصلہ کیا۔ اور انہوں نے ابھارنے سے انکار کر دیا اور اس بات
سے ڈر گیا کہ اگر وہ مسلمان ہو کر انہی قوم کے پاس واپس آتا تو وہ اس کے ساتھ دہی سلوک
کریں گے جو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ کے پاس سے واپس آئے پر حروہ کے
ساتھ کیا تھا اس نے کہا جب تک تم میرے ساتھ آدمی نہ بھیجو میں یہ حکم کرنے کا نہیں

مرد عین بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ انیس لاکھ چلا اور وہ بنی سہلہ تھا، لیکن وہ چاہتا تھا کہ مرادی اپنے قبیلے کو فروغ دے۔

تقیہ کا نو، مرتبہ منورہ چلنے کے ارادے سے شمال مغربی جانب گیا تاکہ تیف کے نیچے گور محلہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نے چلتے جو اقیف کے شرک سے نکلنے اور اسلام میں داخل ہونے کو مقصود تھا اور علامت نبوت میں سے ایک علامت ہے اور تقریباً ایک لاکھ تین سو بیس حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کے چند لوگ سر کے مکہ اور طاقت میں تیف کے پھر سے کوثر، چوتھے سے بعض صحابہ نے آپ سے مطالب کیا کہ آپ تیف کی طاقت کی بڑھ کر یا تو صبر اور عافیت سے اس بات کو قبول نہ کیا، اور بدو کاکی سہلے بن سکے، دھوکا اور فرمایا اسے اللہ تیف کی ہایت ہے اور انیس سلام میں وہ اندر دیکھتا ہے کہ تیف جو اپنی مرضی اور خوشی سے اس آدمی کی سرگردگی میں جزو شکر اور حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عداوت رکھتا ہے اور آپ سے اور آپ کے بچے دین کے ساتھ عطا کر کے فالو تھا (ایک بڑے سے تائید و دفع میں) درجہ اور آپ سے جس نے آغا یا سلام میں جب آپ مشرکین کے خلاف تیف کی مدد حاصل کرنے گئے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر رہے ہوئے کیا، اور آپ کے اللہ تعالیٰ نے یہاں سے کہ تو آپ کو کچھ نہ کہنے لے، اور اس کے بیٹے سعد بن عمرو نے آپ سے کہا

”کیا اللہ تعالیٰ کو سمجھنے کے لئے آپ کے سوا کوئی اور آدمی نہیں ملا؟“ اور اس کے دھڑکائی حبیب بن عمرو نے آپ سے کہا۔

”اگر آپ کو بتلے کہ رسول نے تو میں بھی آپ سے بات نہیں کر سکتا۔ اور اس میں آپ کی بات کا جواب دوں تو آپ اس سے بھی زیادہ غور تک میں تھے اور اس پر آپ اللہ تعالیٰ پر اتر کر کہتے ہیں تو مجھے آپ سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ عبداللہ انیس اور اس کے

دفعہ کے ممبروں، بغیر اس کے کسی مسلمان کو اس کا علم ہر، ملائف سے مدینہ یطوف
چلتے چلتے مدینہ کے فوارے میں۔ اور ان کثافت میں پہنچ گئے اور سب سے پہلے
جس شخص کو ان کے متعلق علم ہوا کہ وہ ثقیف کے اسلام کے اعلان کیلئے آئے
ہیں وہ ثقیف کے اعلان کا ایک آدمی جس کا نام میز بن شبہ تھا محمد اسلام میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق اعلان اصحاب میں سے تھا۔

اور میز بن شبہ کے آپس کو پہچان لیا۔ اور ایک ایک کی بھانجیاں بن کی کیونکہ وہ
وہ سب اس کے شہر کے آدمی تھے۔ اور وہ اپنی عمر کا ایک حصہ ان کے ساتھ رہا تھا اور جب
انہی کو پہچان لیا، اور سمجھ لیا کہ وہ ثقیف کے اعلان اسلام کیلئے آئے ہیں تو اس نے
اس وادی کو چھوڑ دیا۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لوش، چرا یا کر تھا، اور نہایت
تیزی کے ساتھ دوڑا تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دفعہ کی آمد کے متعلق خوش خبری
دے کیونکہ مسلمان اور ان کے سردار حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کہتے تھے کہ ثقیف کے
قبول اسلام سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچیں گے، جس کا مفہوم بت پرستی کی آخری پاکٹ
کی صفائی ہے جو مسلمانوں کے دلوں کو مشغول رکھے ہوئے تھے، کوئی ایسی بت پرست مسلح قوت باقی
سوا جریشے ساہوکاران اور تباہی والے تھے، کوئی ایسی بت پرست مسلح قوت باقی
نہ تھی جو افواج کو بھیجنے کی ضرورت مند اور حربی تاسیخ اس بات کو ثابت کر دیتی کہ جس
حرب سے اس کے آخر میں بارہ ہزار مسلمانوں نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی کمان میں ثقیف کے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ مگر یہ تمام زبردست افواج ان کے حلاق
کو فتح کرنے سے دباؤ پذیر تھیں۔

اور کیا یہ صحابہ کے تعزلات سے پتہ چلتا ہے کہ جب انھیں علم ہوا کہ ثقیف کا راند
اعلان اسلام کے لئے آیا ہے تو انہوں نے ثقیف کے اسلام لانے کو ایک عظیم بہت اہم واقعہ

۱۔ حناوی ابن قریب ایک مشہور دوا کہ ہے جو مدینہ کے خلیفہ بن جہل کے واسطے دامن میں مشرق سے عرب کو
ملاقات ہے وہ اسی میں محمد کا مشہور ذکر ہوا۔

یہاں کیا۔ اور ان کی داس۔ ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن تک امر سے ممانعت خود بخود ہی دے گا۔ ایک دوسرے سے سیفت کرتے تھے۔

صحابہ معاذی دس پر بیان کرتے ہیں کہ — جب ثقیف کا وفد مدینہ کے قریب

اگر وہادی تہذیب میں پھرتا تو وہاں حضرت مغیرہ بن شعبہ اپنی بارگاہِ پیرا و مولیٰ کو ہم
صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیتوں کو حیران رہنے دیتے اور آپ کے صحابہؓ یہیں بارگاہِ پیرا و مولیٰ
کرتے تھے پس حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا تو اذیتوں کو چھوڑ ڈالا اور اچھل کر
وڑنے لگے تاکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آہ کے متعلق نوحہ خیزی دینا قہقی کہ
آپؐ بد کے درد اڑے پر پہنچ گئے وہ حضرت ابو بکر صدیق سے ملی کر نہیں اپنی قوم کے
مستقلین اعلان دی کہ حضرت ابو بکرؓ نے مغیرہ سے کہا۔

میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق اللہ عز و جل یہاں تک کہ میں آپ کو ان کی آمد کی خوشخبری ہی نہ دے گا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اطلاع دی اور حضرت عیسیٰ و ہارون پر پھڑکے تھے پھر حضرت ابوبکرؓ حضرت مغیرہؓ کے پاس گئے اور حضرت مغیرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور آپ بہت خوش تھے۔

حضرت معزز ابن شہید اپنی قوم کے ہر اہل اسلام کی طرف سے روئے ہونے کی وجہ سے دشمنی و حسرت سے لبریز تھے، آپس وہ ان کے پاس اسی جگہ واپس آ گئے، وہاں ان کا قتلہ میں اصول نہ ضمیمہ لکھے ہوئے تھے اور ان کو قتل کرنے کا حکم تھا۔ اور ان کے دشمن کو جو سے یہ اسلحہ کی اجازت کی۔ اور ان کی سمت وہ جبراً بھیج کی گئی۔ اور مدار میں لکھے گئے، کیونکہ وہ اکثر اعراب تھے، اور اسلامی تعینات و رقبہ کے ایسے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ میں اصولوں نے ان کو بتایا کہ وہ رسول پر عملی اور علیہ السلام

کیسے سلام کریں

تقیف اپنے اسلام لانے کیلئے
جو گنہگار شہداء پیش کریں

اس تقیف و فد کے طریق میں ہدایت کے فر
 میج بڑا پھوٹے ہوئے تھے، انہوں نے
 اس وفد کے آدمیوں کو۔ جبکہ وہ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مناکرات کر رہے تھے ایسا بنا دیا کہ وہ اسلام میں اپنے
 داخل کیلئے ایسی طر از پیش کرنے لگے جو اس دین کے اصولوں کے خلاف تھیں اور رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرائط کو رد محمد یار مکتوب آپ نے اپنے علم و حکمت اور صبر
 بردباری سے ان مناکرات میں تمام خشکات پر قابو پایا جو آپ کے اور وفد تقیف کے
 درمیان لمحہ عرصے تک ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو گئے اور انہوں نے
 ان شرائط کو ترک کر دیا۔

اور تقیف وفد کے آدمیوں کی عقلوں پر حضرت سفیروں شہداء کی مائتال کے بل
 جاہل رواسب کا ہوا اثر تھا جس سے اس کے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اسلام کا وہ سلام دیں جو حضرت غیر بن شعبہ انھیں سکھایا تھا انھوں نے آپ کو
 جاہلیت کا سلام اہم مباحث میں صحیح نہیں کیا۔ اسی طرح تقیف وفد نے مناکرات کے پہلے
 مرحلے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈائریکٹ رابطہ نہیں کیا جبکہ
 اپنے قبائل کے اسلام کے اعلان کیلئے مدینہ آنے والے وفد کیا کرتے تھے۔

بلکہ شروع شروع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 تقیف وفد اپنے اور حضور علیہ السلام کے درمیان واسطہ اختیار
 کرنے کی طرف مائل ہوا اور وہ حضرت خالد بن سعید

بلکہ۔ واسطہ ہوا، تاہم جو انسان کے دل و دماغ میں سما سکتا ہے۔

در ترجمہ

بنی العاص سے جو وادی قناتہ سے رہیں یعنی وفد شہید بن سہیل (یعنی وفد مکی آراء) سیدوز اور شہسازؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب دیتے تھے اُسے اُن کے پاس واپس لے کر جلتے تھے۔

۱۰۔ خالد بن ولیدؓ بنی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد منافؓ ان کا کہنا ہے ابو سہیلؓ وہاں کی وہاں نہیں جیتے تھے اور حضرت خالدؓ اسلام کے سابقین اللہ لو کہ میں سے تھا دینے حضرت ابو سہیلؓ کے بعد انہیں تھکا دیا۔ اللہ آپؐ اسلام تک پہنچانے کے لئے ہر کام سے تھکا دیتے تھے۔ ابو سہیلؓ کو تھکا دینے کے لئے حضرت خالدؓ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ حضرت ام خالدؓ بنت خالدؓ بن عبد بنی العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میرا آپؐ اسلام لانے والا پہلی آدمی تھا میں نے پوچھا کہ ان کو ان سے پہلے مسلمان ہونے لگے تھے۔ ام خالدؓ نے جواب دیا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ حضرت ابو بکرؓ حضرت امیر بن عمارؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور آج کے نبی اسلام کا سبب یہاں آپؐ نے خواب میں اپنے آپؐ کو آسمان کے کنارے پر کھڑا دیکھا جس کی وسعت کے متعلق آپؐ نے بیان کیا کہ آج اللہ ہی ہر چیز کا منہ ہے اور اس کا باپ آپؐ کا پاس ہیں دیکھو اور آپؐ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپؐ کو بکرمہ ہوتے ہیں۔ اور وہ اس میں نہیں گماتے تو آپؐ گمراہ تھے اور کہنے لگے میں اس خواب کے آگے ہر نے پر تھکا ہوا ہوں اور آپؐ حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات کر کے آپؐ کی بات بیان کی تو حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ سے کہا: آپؐ سے ملنا چاہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی بات سن کر کہنے لگا کہ آپؐ اسلام ہی وہاں کی امتداد کر رہے تھے۔ اللہ اسلام آپؐ کو آگ میں آگ سے دھکے لگا دے گا کہ آپؐ میں گمراہ تھے پھر آپؐ نے رسول کریمؐ سے اس میں ملاقات کیا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کسی طرف رخصت دیتے ہیں؟ آپؐ فرمایا: میں خود اپنے دین کو لے کر شریک کی طرف رخصت ہوں اور یہ کہ محمدؐ اللہ علیہ وسلم اللہ — اور اس کے رسولؐ بنی العاصؓ آپؐ میں شریک صیانت جوئے برداشت ہے اور دیکھتا ہے اللہ وفود ضرورے کتاب ہے اور اس کے مسلم ہونے کے

اور باہر دیکھ کر اس قدر نے دانت چوڑے کر دیے مگر اس کے بعد اپنے ہمسہ کو بلا کر لے گیا۔ پھر صلیبی ٹھیکے کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق وفد کے آدمیوں کا کھانا عورتوں سے وادی فغان میں پورے شہر کے شمال میں واقع ہے لے جایا جاتا تھا۔ مگر ان تعینات آدمیوں نے کہ ان کی پوری ریش لہا کہ اُبڑ ہے میں چوتی تھی اور ابھی تک ان کے طفل ہیں بہت بچہ تک کے ثبات سے ہوتے تھے۔ جن میں اسلام نے ان کے اسلام میں داخلوں کے وقت وہاں نہیں تھا اور اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ صحابہ کے لئے یہی شک پیدا ہوا تھا اور وہ ان دسواں کہ جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوا کہ ان دنوں تک نہیں کھائے تھے اور ان کے اس سے ثابت ہوئی کہ عربی خلفاء سید بن اسامہ نے کہا میں۔ ٹھیکہ نے رسول اسلام کے خلاف حکمرانہ مشرک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش کر کے ان کا اندر

۱۳۲۹ هجری قمری

[illegible]

۵۔

۱۔ انہیں نہ پانی کی حاجت دی جائے۔

۲۔ انہیں سرد کاری کی اجازت دی جائے۔

۳۔ انہیں شراب نوشی کی اجازت دی جائے۔

۴۔ ان سے نفاق کو نہ دھڑکایا جائے۔

۵۔ تین سال کی مدت تک ان کے برتانات کی تباہی کو توہم نہ دیا جائے۔

۶۔ دیکھ کر شرائط اور مطالبات سے متعلق بعض دفعہ اپنے رفیق اسلام سے ملے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش کیا، لیکن حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام شرائط اور مطالبات کو مسترد کر دیا کیونکہ یہ سب کے سب اصول اسلام سے متناقض تھے، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ کے اور لوگوں کے ساتھ دلائل و براہین پیش کرتے رہے کہ انسان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اسلام کی تمام ہدایات کو بیرونی دھڑکے میں نہ آپ کی بات کو تسلیم کر لے اور مسلمان ہو گئے اور تمام احکام و سنن و سیرۃ النبی سے ادا و پابجا سب کے مطابق بعضی مند اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہر غلط فہمی مٹا کر اس کے رفیق سے ذکر کر کے وہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت عبید بن جراح نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ میری قوم اور ملک، اسلام میں داخل ہونے کو چاہتے آئے ہیں، لیکن آپ انہیں کچھ شرطیں کر رہے ہیں اور وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کو جو پہلے مانگے ہیں اور اپنے ساتھ کو خط لکھ کر دین گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جو حقیر یا دشمن ہیں نے کسی آدمی کو پیش کیا ہے، اگر وہ اس کے متعلق مجھ سے مطالبہ کرے تو میں انہیں اور مجھ سے تو انہیں خوشتر ہی دے دوںے حضرت عبید نے اس پر ہلکا کر دیا، انہیں بدل

جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی تھی اور انہیں بشارت تھی اور انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گیسے سلام کریں۔ اور سلام کے سوا جو کچھ حضرت عیسیٰ نے انہیں کہا تھا، انہوں نے اس پر عمل کیا۔ انہوں نے کہا ”جی بجز اور مسجد میں داخل نہ ہئے۔“

وہوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! مشرک ہو کر مسجد میں داخل ہو رہے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کو کھولی جبرائیل نہیں کرتی۔

اور حضرت عیسیٰ نے بتیں میں اپنے گھر میں ثقیف کو لے کر اہل احد بدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ پہلی ایک حد بندی تھی، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں کھجور کی ٹہری کے تین ٹکے لٹکائے تاکہ حکم دیا۔ چوب حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ان کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آتے جلتے تھے پہلے تک کا انہوں نے اپنی تحریر لکھی اور حضرت خالدؓ نے ہی اپنے ہاتھ سے ان کی تحریر لکھی اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صحابیوں ہمارا کھانا اس وقت تک نہیں کھاتے تھے۔ جب تک حضرت خالدؓ اس سے نہ کھالیں تا آنکہ وہ مسلمان ہو گئے۔ اور اپنی تحریر سے فارغ ہو گئے۔

اور وہ (اسلام لانے سے قبل وہ مسجد میں تھے) رات کو تلاوت سنتے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی شب بیداری اور فرض نمازوں کی صف بندی کو دیکھتے اور منبر کے گھروں آ کر کھانے کھاتے اور وضو کرتے اور جرجہتے اس میں کھتے اور مسجد کی طرف چلے جاتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میفرہ کے گھر میں ان کی میزبانیت کرتے۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سنتے اور کہتے آپ نے ہمیں اپنے رسول اللہ ہر شکل گواہی دینے کا حکم دیا ہے اور خود اپنی تقریر میں اسکی گواہی دی ہے۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور اپنی تقریر میں اپنے رسول اللہ ہونے کی گواہی دے دی اور وہ کئی مذہب کی حالت میں رہے اور ہر مذہب کے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے لو عثمان بن اھاس کو اپنی قیام گاہ میں بھیجے
 چھوڑ آئے اور عمر بن الخطاب سے کہہ دیا کہ مجھ کو لے آؤ اور جب وہ اس کے پاس واپس جیتے اور وہ پھر
 کو سوچتے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جلا جاتا اور آپ کے ذہن اور قرآن سے
 بیٹھنے کے متعلق دریافت کرتا اور وہ اپنے دیگر ساتھیوں سے پوشیدہ طور پر سلام بھیجتا اور وہ
 کئی بار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا یہاں تک کہ کھجور پر چڑھ گیا یہاں تک کہ قرآن شریف
 اور قرآن لکھی ہوئی روایتوں میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکا مینا اور جب وہ حضرت نبی کریم کو
 غیب میں پاتا تو حضرت وہی کہتے کہ اس جیلا جاتا۔ اسی سے سوال کرتا اور پھر
 کہتے ہیں کہ جب وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب میں پاتا تو ابی کعب
 لے آتا اس نے ان سے پوچھا۔ اور وفد اور تغیر سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اسلام پر دعوت پر فخر اور عثمان نے اس مسئلے کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھ دیا
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش تھے اور اس سے محبت رکھتے تھے۔
 اور وہ فدی موزنک شہر آباد۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آتے جاتے۔ اور انہیں دعوت اسلام دیتے۔ عبدالمیل نے کہا یہ کیا آپ ہم
 سے صلہ کر رہے تھے۔۔۔ تاکہ ہم اپنے اہل اور اپنی قوم کے پاس چلے جائیں؟ رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر تم نے اسلام کا اقرار کر لیا۔ تو میں تم سے صلہ
 کر لوں گا۔ اگر نہ کوئی فیصلہ ہو گا تو میرے اور تمہارے درمیان کوئی صلہ بھی
 ہو جائے گا۔ کہہ کر ان کی دعا کی کہ آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم کہہ کر غائب
 ہوئے وہ لوگ ہیں اور ان کے پیروں میں کوئی چارہ نہیں۔ اور نہ ہی ہتھکڑی بھر دی ہے۔
 ہرگز کہتا ہے۔

پھر فرمایا ان چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر
 نام فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لا تعزوا انہ) اور کان فاعشہ و سار سبیلہ

اور نہ اس کے قریب نہ جلتا، یہ ایک بے حیائی ہے (عبداللہ کا مترجم) اس نے کہا، "سوئے کے بارے میں آپ کو کیا خیال ہے؟" فرمایا، "سوئے حرام ہے۔" اس نے کہا، "اسے سب اہل بیعت سے منع فرمایا، تمہارے لئے تمہارے واس مال ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ إِنَّمَا هُوَ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ" (اس زمانہ تکتم انور میں) اس نے پوچھا، "مگر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"وہ ہمارے انجوروں کا انشرہ ہے اس واس کے بغیر ہمارا کوئی عبادہ نہیں، فردی" اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ إِنَّمَا هُوَ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ﴾

صحابہ شہازی و میرزا ان کہتے ہیں کہ لوگ دیکھے اور ایک دوسرے سے ملنے گئے، اور عبد بن ابی بنی کہنے لگے، تمہارا بڑا بڑا ہم اپنی قوم کی عزت ان تین باتوں کی ترقی کا حکم ہے کہ اس جا میں گئے، خدا کی قسم تعقیب کسی مشرب (وہ زمانے کے بڑے نہیں آجیگے) اور وہ میں ایک دانش مند اور صاحب بصیرت آدمی سفیان بن عبد رزاق صحابی تھے، اسے عبد بن ابی سے کہہ، دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے تعین سے جملاتی کا یہ کیا ہے تو وہ ان باتوں کے رک جائیں گے اور یہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا یہ بھی ان جیسی باتوں کے غور کرتے، یہیں انھوں نے وہ باتیں چھوڑ دی ہیں، ان باتوں سے غائب ہیں۔ اس نے زمرہ کو خبر سے باہر کر دیا ہے۔ اور ہم زمین کے کچھ حشر تھے ہیں، اسلام آج سے وہ گزر چکے ہیں، اور ہم جلد اگر آپ سے ملنے کو ایک ماہ زیر بحرانی رکھنے تو ہم چمک سے مرعوب تھے اور میں اسامہ کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھ رہا، اور میں ایک دن، مگر کے دن کی درجہ خوف زدہ ہوں۔

سے گود لگوا کر آپ لاکھ کو تین سال تک نہ توڑیں۔ مگر آپ نے ان کی بات نہ مانا تو وہ
 کچھ لنگے لنگے کر آپ کو سال تک لاکھ کو نہ توڑیں، مگر آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا تو وہ
 کچھ ٹھکے ٹھکے کر آپ تک سال تک کو نہ توڑیں، آپ نے اسے بھی نہ مانا تو وہ کچھ لنگے
 نہ آپ اسے ایک ماہ تک توڑیں تو آپ نے ان کے لئے وقت تعزیر کرنے سے انکار کر دیا۔
 اور قذات کو جھوڑنے کی بات اس لئے کر رہے تھے کہ وہ اپنے جو غور و فکر اور
 جو دے سے ڈرتے تھے اور ان بات کو دیکھتے نہیں کرتے تھے کہ یہ اپنی قوم کو اس کو توڑنے سے
 خوفزدہ کر دیں۔ پس انہوں نے حضرت نبی کریم سے ملا لیا کہ کیا آپ انہیں اس سے توڑنے
 سے بری کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہی، یہ آپ نے فرمایا کہ میں
 اپنے صباہ کو ان کے قرضہ سے نہ دوں گا۔

اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں معافی چاہی۔
 تو آپ نے غلط فرمایا اس دین میں کوئی جھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو تو وہ کہنے لگے۔
 یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نماز بھی پڑھیں گے۔ اور روزے بھی رکھیں گے۔
 اور انہوں نے اسلام کے فرائض اور احکام سیکھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 انہیں پیسنے کے بقیہ دین کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور حضرت بلال ان کے
 پاس ان کی انصاف کی لایا کرتے تھے۔ اور ان کے خیال میں یہ ابھی سورج غروب نہیں
 ہوا تھا تو وہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام ہماری بھلائی کیلئے
 کیا ہے۔ اور وہ ہماری اسلام کی کیفیت کو دیکھتے ہیں انہیں وہ کہتے کہ بلال ابھی غروب
 نہیں ہوا۔ اور حضرت بلال کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام
 کرنے کے بعد کچھ نہیں پاس رہا ہوں اس طرح وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جملہ احکام پر نیکی بات یاد ہو کر اور حضرت بلال ان کی ساری بات لایا کرتے تھے۔
 اور ان کرتے ہیں کہ میں ان کے متعلق خبر کے بارے میں ڈرتا تھا۔

اس طرح تعقیف نے اسلام قبول کیا اور اس کے اسلام میں داخل ہو جانے سے
جزیرہ عرب میں اسلام کے دشمنی کرنے والی کوئی اہم قوت باقی نہ رہی اور تعقیف کے
اسلام قبول کرنے کے بعد جزیرہ عرب کی تمام اطراف سے عقیدہ نبی علی اسلام میں
داخل ہونے لگیے مدینہ آنے لگے۔

امیر ثقیف | اور سب مدینہ میں تقبی خند کے قلوب اسلام سے خند ہو گئے
اور وہ عظیم اسلامی سرسماشی میں شامل ہو گئے تو انھوں نے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کیلئے امیر مقرر کر دیں جس کی نظر
سے ہمارے علاقے کے انتظام و احکام کے بارے میں رجوع کریں اور وہاں کی
راہنمائی کا ذمہ دار ہو۔ اور شاہ میں ان کی امانت کرے۔

انہوں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ہم پر ایک آدمی کو مقرر فرما دیجئے جو باہر
امانت کرے۔ اور اسلام میں امانت سنبھالنے کا پیمانہ دینی کی نگہ اور اس کے مطابق
عمل کرنا چاہیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے تمام جاوہر کیلئے حضرت
عثمان بن ابراہیم کو امیر منتخب کیا۔ اور وفد کے تمام آدمیوں سے عثمان کا کہن
ہونا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انھیں تعقیف کا امیر مقرر کرنے سے مانع نہیں
ہوا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام اور قرآن سیکھنے کا شہ لپانے
کی وجہ سے ان کا امیر مقرر کیا۔ نیز اسی وجہ سے بھی کہ وہ خند کے تمام آدمیوں سے پہلے
اسلام قبول کرنے والے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تمام طاقت
کا امیر مقرر کیا۔ اور امیر مقرر کرنے کے بعد انھیں بلند احکام نبوت سے نوازا۔ حضرت
عثمان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آخری وصیت یہ کی۔

"ایسے آدمی کو مؤذن مقرر نہ کرنا جو اپنی اذان کا اجر نہ لیتا ہو اور
جب تو کو گول کا امام بنے تو ان کے سب سے کمزور آدمی کے حالت

کا حین دیکھو اور جب تو اپنی عاز پڑھے تو یہ نیرا اعلا اس کا ملاحظہ ہے۔

اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عثمان بن ابی اسامیؓ کی تشریف کرتے ہوئے خود مال رسول اللہؐ میں نے ان میں سے جو جوان کو دیکھا ہے ہم اسلام کے کھینے اور قرآن سیکھنے کا ان سب سے زیادہ حریص ہے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی اسامیؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ ملی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نقیب کا امیر بنا کر بھیجے ہوئے آخری وصیت یہ کی تھی کہ

اے عثمانؓ، نماز میں سہنہ نہ کرنا اور لوگوں میں سب سے کمزور مادی کا خیال رکھنا بلاشبہ ان میں جو سب سے بڑے کمزور اور کمزور سے بھیچتے ہیں اور سب نقیب کے حلقہ کجوش ہونے کے تمام خاص اقدار ہوتے ہیں تو اس کے برعکس رسول کریمؐ ملی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے درمیان ایک استاد پر لکھی۔ ان لوگوں کا امیر مقرر کیا اور وہ اپنے ملنے سے ملنے میں جانے کیلئے مدد پر مجبور ہونا کہ اپنی قوم کو اپنے مذاکرات کے نتائج سے آگاہ کریں اور انہیں اسلام میں داخل کرنے کی دعوت دیں اور خلافت میں تقفی دفتہ کے ممبروں کو اپنی قوم کی جانب سے پریشانیوں اور کچھ مقدمات کا بھی سامنا کرنا پڑا اور انھوں نے آسانی کے ساتھ تمام قبول کر لیا۔ لیکن دفتہ کے ممبران ان کے سبب دنیائے عرب کے غریب مصلحین تھے اور انھوں نے ان کی اصلاح کی یہاں تک کہ وہ تمام پریشانیوں پر غائب ہو گئے اور تمام تقفی اسلام میں داخل ہو گئے۔

مسئلہ جہاد میں غزوی جہاد میں جہاد
مشکلات کی تباہی اور کچھ پریشانیوں
 ہزاروں کے خیمہ اور ہیشہ تباہ
 آباد تھے۔ مسلمانوں میں نقیب کا اسلام لانے کا بہت بڑا تہمت پر مٹو کا جانتے والا
 آخری قبل تھا، یہی وہ ان حالات میں بہت پرستی کا گئی وجود موجود نہ تھا اور جس دن

اوس اس کے حضور دعائیں اور طواف کئے جاتے تھے اوس کی تقدیس ہونے لگی اوس کے حضور قرآن پڑھا اور تقدیس گزاری جاتے لگیں اس اعتقاد سے کہ لات پید کرتا یا زکوۃ دیتا یا زندہ کرتا اور مارتا ہے لہذا اس اعتقاد سے کہ وہ اللہ کا قریب ہونے کی وجہ سے خدا کی طرف سے ان کے لئے واسطہ بنتے تھے۔ یہ ان کا اپنا خیال تھا۔ لہذا اس کے اسامی اصول کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا ہے کہ سالیبہم الا یعرفونا انی اللہ والی یحیی ہم میتہ اس لئے ان کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہیں اللہ تعالیٰ کا نزدیک بند ہیں۔

اور امام ابن جریر لکھتے ہیں اس سے سنیاں سے اوس نے مقصود ہے اور اس نے عبادہ کے مذہب سے ہے (افراہیم اللات والعزیز) وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان کے لئے ستون میں پائی گئی طلیا کرتا تھا۔ اور مسیح بن منصور سے روایت ہے کہ جب آدمی بھی اس کے پاس سے گذرنا تھا۔ وہ اسے کہلاتا تھا۔ اور جب وہ فوت ہوا تو انہوں نے اس کی عبادت شروع کر دی۔ اور کہنے لگے۔ وہ لات ہے۔

اور عربوں کے نزدیک لات سب سے بڑا بت تھا۔ اور امام شافعی اپنی تفسیر "الاہتمام" میں بیان کرتے ہیں کہ۔ لاتہ طائفہ میں تھا اور نبات کے مقبضے میں تھا تھا اور ایک چوکور پتھر تھا، اور ایک چھدی اس کے پاس مقبرے میں تھی۔ پانی ملا تھا اور ثقیف میں ہے ابو عتاب بن مالک اس کے خادم تھے اور جنوں نے اس کے اوپر ایک بڑے ٹک بنائی ہوئی تھی اور قریش اور تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے اور وہ چوک (زبدۃ اللات اور اہیم زلات) نام رکھتے تھے اور وہ جبل حائف کا مسجد کے بائیں منار کی جگہ پر ہے (یعنی پہلی کے زونے میں) اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن کریم میں کیا ہے (افراہیم اللات والعزیز) اور عمرو بن الجعدان کے کہنے میں کہتا ہے۔

میرا جام پہنچانے کو بھیڑنا اس شخص کی مزاح ہے جو لات سے بھرا ہو چکا ہو۔ حانک
وہ پہلے اس کی خدمت کرتا تھا۔“

اور قتلش عمر بن النضر کی عمر میں لات کے بابے میں ہو گیا ہے۔
تو نے مجھے ہجو کے خوف سے جزا وطن کو دیا ہے اور لات اور شجر حکومت نہیں
کر سکتے۔

اور اسل اس کی یہ کیفیت رہا، یہاں تک کہ ثقیف نے اسلام قبول کر لیا۔ اور
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا جنہوں نے اسے قتل کر
آگ میں جلا دیا۔ اور جب لات کو ڈنکا اور جلا گیا تو اس وقت ابن حارثہ انصاری نے
ثقیف کو اس طرف داعی مآب سے منع کرتے ہوئے اور ناراض ہوئے ہوئے
کہا۔

عدت کی مدد کرنا بیک انداز اس کا بادشاہ ہے، اور کھادی
کیسے مدد کر سکتا ہے۔ جو خونچی مدد نہیں کر سکتا۔ اور جیسے آج میں
ملایا گیا اور آگ روشن ہو گئی۔ اور اس کے پتھروں کے پاس کسی کیسے
جنگ نہیں کی۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھادی میں آئے
تو وہ کو بچ کر جا رہے تھے۔ اور اس کے باشندوں میں سے کوئی شہر اس کے
پاس نہیں رہے۔

اور اداس بن حمرات کی قسم کھاتے ہوئے کہتا ہے کہ
لات اور عزی کی قسم، اور جو ان کے دھب کو اختیار کر لے رہے ہیں اور ان کی
شدت سب سے بڑا ہے۔

اور عربوں کے دلوں میں عموماً اور نصیحت کے دلوں میں خصوصاً عرب کے اہل ایمان میں سے لات بہت کمی سب سے زیادہ اہمیت تھی، ہزاروں سال گئے ہیں کہ طائف میں ۴ عرب نسل بنو نسل اس بُت کی تقدیس و تعظیم کرتے چلے کر رہے ہیں اور عربوں کی سرکردگی میں نصیحت کا جو فائدہ مدینے میں تھا وہ جانتا تھا کہ نصیحتوں کے دلوں میں اس شکرِ نبوت کا کیا مقام ہے جنہوں نے اپنے سرورِ اعراف بن سدر کو اس لئے قتل کر دیا تھا کہ اس نے حبیب سے سلطان ہو کر واپس آنے پر سب دستور اس پر نہ گئے۔ اس اپنا سہ نہ بنیں، منڈایا تھا۔ بلکہ شعبارِ قویہ یعنی اذان کو بلند کیا تھا۔

جب مدینہ میں وفد کے آدمیوں نے اس مقام قبول کر لیا۔ اودھ اچھے مسلمان ہو گئے تو اس کے بعد بھی وہ ان معصوموں کا تصور کرتے تھے برا نہیں لات بہت سے اپنی قوم کو علیحدگی اختیار کرنے پر رضامند کرنے اور اپنے اسلام کی صحت کیلئے بنیادی شرط کے طور پر اسے توڑنے کو قبول کرنے کے لئے میں پیش لائی تھی، اس لئے نصیحت کے مناکراتی وفد نے جبکہ وہاں اسلام میں داخل ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہا تھا، فوری طور پر لات کے توڑنے کے لئے میں اپنے موقف کا اظہار کیا۔ اور یہ خوف: میں متوقع سزا سے پیدا ہوا تھا کہ اگر نصیحت کے حرام نے اپنے وفد کے زعماء کو دکھایا کہ وہ مدینہ سے واپسی پر اس لات کے توڑنے کا مقصد یہ لئے کرتے ہیں جو ہزاروں سال سے ان کا معبود ہے تو وہ عنقریب ان کے در پہ پہن گئے۔ اس لئے عبد باہلی اور اس کے وفد کے بقیہ عمیران نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ لات کے باقی رہنے کی اجازت دیں، اور اس اسامیہ جاس کے تین سال باقی رہنے سے دمگنہ کریں کہ اس کے دوران نصیحت کے زعماء نصیحتوں کے دلوں سے نفرت کو ڈھونڈنے اور انکی اصلاح کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں تک کہ اسلام میں دہل ہو جائیں اور کسی پریشانی کے بغیر اپنے سب سے بڑے بُت لات

کے توڑتے پردہ کی ہر سیانہیں۔

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو صرف بت پرستی کے تمام اثرات کو مٹانے کے لئے آئے تھے انھوں نے نفقہ و فرس کے مطالبہ کو نہ کر دیا۔ اور توحید کے قیام کیلئے کہا کہ بت کے توڑنے اور اس کے تباہ کرنے کیلئے اس پر قابو پانے پر اصرار کیا کیونکہ اس بت کے باقی رہنے سے اُتھیف کے محام کے دلوں میں اس کی جرقہ پس موجود رہتی رہ جاتی رہتی تھی اور یہ بات ان میں ملامت اسلام کے لئے معاون جوتی تھی بلکہ اس کے برعکس اس سے اس راستے میں ایک روکاں بن جاتا تھا۔ اس لئے کہ اُتھیف پر اسلام پر مذہب کے باوجود اس بت کے باقی رکھنے کی اجازت داکھو اور فقط نکال دینے کا مفہوم یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام توحید کے پہلو پر پہلو شریک کے خرقوں پر عمل کرنے سے بھی سزاقت رکھتے ہیں۔ اور یہ ایک تناقض ہے جسے فطرت اسلام نہ مانتی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب آپ ہجرت سے قبل اپنے پیغمبر کے ساتھ مکہ میں شدید دوزخ نشیں میں تھے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ انا نکلا تو آپ کے پاس اپنے پہلو میں کھڑی ہوئے طالی مسکری قوت کی نہ تھی، پس اب وہ اس من حق کے ساتھ کیسے ملافت کر سکتے تھے، جبکہ تمام حزیہ عرب آپ کا مطیع ہو کر توحید کی فوج بن چکا تھا۔

اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کے باقی رکھنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس بات پر اصرار کیا کہ بت اُتھیف کا وجود رہیں جیسے تو سب سے پہلا کام جس کی تکمیل واجب ہے۔ بلا شہادت کا قیام ہے۔ اور نفقہ و فرس کے درجہ مدم قبول کر چکا تھا، اس امر پر اتفاق کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

پس نفقہ و فرس کے آدمیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گفارش کی کہ انہیں ذات اور دیگر احصاء کو اپنے ہاتھوں سے توڑنے کے بارے میں معافی نہ جائے

کے بارے میں جاہلی افتخار کے شرات ابھی تک گئے دلوں میں باقی تھے۔

مگر حضرت مغیرہ نے (۴۱۱ھ) اس عہد میں بڑے معجزہ ٹکے اپنی قوم کے سرگرمیہ
انجاء کا مذاق اڑایا۔ پھر عوام کے مجمع کے جلسے کمال اُٹھائے۔ امدان کے جُست
لات کی عملت پر چڑھ گئے اور اس کی چوٹی پر پہنچ گئے اور عوام۔ جملات کے ہمراہ
میں اپنے دلوں میں بُت پرستانہ اعتقاد رکھتے تھے۔ اور یہ یقین رکھتے تھے کہ
لات شانہ و فاع کرے گا۔ اور میروہ کو ہلاک کر دے گا۔ اور زندگی کا غافلہ کر دے گا۔ مگر
ایسا کافی ناتجربہ ہوا اور وہ جو لوگ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی طرف حیرت سے دیکھنے
لگے اور وہ اس بُت کو فیس پر نگار رہے تھے جن کی طاقت میں گدا کے سوا، نہادوں کی
سے پرستش کی جا رہی تھی، آپ نے اس کے ایک ایک پتھر کو توڑا حتیٰ کہ اس کی بنیاد
کو اکھاڑ پھینکا مگر وہ آپ کوئی گزند پہنچا سکا اور لات کے ٹوڑنے سے جزیرہ عرب کی
سب سے بڑی طاقت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ لات کی طاقت تھی جو عرب کے بُت پرستوں
کے نزدیک سب سے بڑا معبود تھا، پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ اہل یوسفیان بن حرب
حلقہ میں شہید کے بیٹے بنو کے تھے یہی لگے گئے کہ لات امدان کے بچے تھوڑا
توڑ چھوڑے، مسئلہ حجاب دیا بُت پرستی کی آخری طاقت کا خاتمہ ہو گیا۔

موجزن اور امکاہ پر بیان کیے

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی لڑکیوں کو کیسے ہنسایا | ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے

حقیقت کے غلط فہمیوں کو ہنسائے اور ان کے غلط اعتقاد اور ان کی عظیم حماقت پر دہلیز
کھانٹ کر ان کے اندر یہ کہہ ان کے اجداد میں زندگی بسر کرتے تھے (شکریہ لات کو توڑنے
ہوئے یہ منظر دیکھ کر اس نے آپ کے انہماق عام بے لیاہتے نہیں آپ بظاہر بے ہوش
ہو کر گر پڑے تاکہ دیکھیں کہ بُت کے اہل گرد جمع ہونے والے عوام کا کیا رد عمل ہو گا
اور ان تمام میں ہلکا سا عمل ہوا۔ جو بھی حضرت مغیرہ کو دے اور بے ہوش ہو گیا مگر

کیا کہ دھوکہ خورد و حوام اپنے معبودات پر فخر کرتے ہوئے چلا آئے کہ نات کو جو شخص نقصان پہنچی گا پانچ گناہ اس پر عاوش پہنچا رہے گا۔

اور اسی مسودہ اور دھوکہ خوردہ حوام اپنے وہم سے کشتے میں ہی نئے کولات نے اپنا بدلہ لے لیا ہے کہ چنانکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ انصاریؓ کے عقول سے مذاق کرنے ہوئے نہ جرد تو۔ نیز کے ساتھ انھیں یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔
”اے گرفتہ ثقیف، عرب کا کوئی قبیلہ ثقیف سے زیادہ عقلمند نہیں“

لیکن عرب کا کوئی قبیلہ تم سے زیادہ احمق نہیں، تم حلاک ہو جاؤ، رستا عزیزی اور ذلیلہ کیا ہے؟ اس پتھر کی طرح ایک پتھر ہیں جسے معلوم نہیں کہ کن اس کی پٹیا کر لے۔ انکھن نہیں کرتا۔ تم ہلاک ہو، کیا لاث سنا، دیکھتا یا نفع، رفیقان، دیکھو پھر آپسے اسے توڑ دینا۔ اور لوگوں نے بھی آپکے ساتھ مل کر اسے توڑا۔

اور مصادر حدیث میں لفظ ثبت کے توڑنے کے متعلق بیان ہو رہے کہ ہنیز بن شعبہ کی قوم غیا مستب کو پتہ چلا کہ ان کے نذرند مغیرہ نے لاث ثبت توڑنے کی زحمت کر لی ہے تو انہوں نے ہتھیار پہن لئے اور اس طرف سے اس کے پہلو میں کمرے ہو گئے کہ ثقیف۔ اسے اس کے ہمارے وہ بن مسودہ کی طرح قتل کر دیں، ہنیز بن شعبہ کی مخالفت کرنے لگے۔ یہاں تک آپ نے لاث کے توڑنے کی کارروائی مکمل کر لی۔ اور ثقیف آپ کو کوئی نذرند نہ پہنچا سکے اسی لئے ابوسفیان نے مغیرہ بن شعبہ سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اپنی قوم کے ثبت کے توڑنے میں پہل کریں، نیز کہ ابوسفیان کو معلوم تھا کہ مغیرہ کا قبیلہ ہتھیاروں سے اس کی مخالفت کرنے لگا۔

امام دائمی ان منقول کے قریب
ثقیف ان کے ثبت لاث کے متعلق دائمی طویل بیان کے متعلق طویل گفتگو کر رہے

بلا ت اور ہر کسی کے قتل میں لگی ہوئی تھی اور ان مصائب اور پریشانیوں کو بھی بیان کرتا ہے جو ثقیف کو لات اور عقیہہ اقسام کی پرستش سے طبعی طور پر مضامند کرنے کیلئے لقمی وند کو پیش آئیں اور وند نے مختلف طریقے اور چیلے اختیار کئے ہیں تاکہ اس نے ثقیف کو اس امر پر مضامند کر لیا، ان کے لئے سب سے محفوظ و قلعہ پر ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ داقوی — دوقد کے! بنی قوم ثقیف کے پاس آئے اور جس طرح انہوں نے اس سے ملاقات کی اس کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ — میری وند، طائف جانے کیلئے چل پڑا اور جب وہ ثقیف کے قریب ہوئے تو عید یا میل نہ تھا، میں ثقیف کو سب رگڑ دے سے ستر مانتا ہوں اس ثقیف کو بوسینہ — کھد —

یعنی اس صاحب کے جو وند اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پایا ہے۔ اور انہوں نے اس کو جنگ و قتال سے ڈرایا۔ اور انہیں بتایا کہ محض اللہ میری وند ہے ان سورت کے متعلق دریافت کیا ہے جن کو ہم نے غفلت سے لگا ہے میں ہم نے ان کی بات نہیں مانی اور آپ نے ہم سے خدا اور شراب کی حرمت کے متعلق پوچھا ہے اور یہ کہ ہم اپنے اسوائ مسین سورت کو چھوڑ دینا اور لات کتوڑ دیں۔ اور جب وند قریب آیا تو ثقیف ہاں پر نکلے اور وند نے انہیں دیکھا تو تیر جاں چلے اور ادا ڈٹوں کو تار کول نکلا اور غمزہ آدیوں کی طرح اپنے پڑے اور وہ سے اور کوئی اچھا جواب نہ دیا۔ پس جب ثقیف نے وند کے پہلوں کی کیفیت دیکھی تو وہ غلغلیں اور پریشانی ہو گئے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا کہ بخدا وند کو کھانا لیکر نہیں آیا۔ اور وند نے اس سب سے پہلے لات کے متعلق گفتگو کی۔ اور جب وند لوگوں کے پاس گیا تو قوموں نے کہا، اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے، پس ٹک گئے اور وہ سلمان تھے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ جس بات کو کہتے تھے اس سے اپنا دفاع

کر رہے ہیں۔ اور نفع نہ کھینچنے لگے۔ مگر با زبان مہاؤں کے ساتھ کوفی عہد تھا تو
 ملاحوں نے انہیں دیکھا تھا پھر سر پہنی اپنے گھردلوں کے پاس داپس آجھا بند
 لعیف کی ایک جماعت نے آسمان سے پوچھا تم کیا بات لے کر واپس آئے
 ہو۔ ؟ اور دند نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر لئی
 کہ وہ آپ کے متعلق عجیب حارہ باتیں کریں گے۔ آپ نے انہیں اجازت دینا
 نہی۔ انہوں نے کہا ہم ایک سخت ملام اور تندہ آدمی سے آپ کے پاس آئے ہیں
 وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس نے تلوار کے ساتھ فتح پائی ہے اور عربوں کو
 ذلیل کر دیا ہے، اور ملک اس کے بطور ہو گئے ہیں اور بنو مغیرہ نے قلعوں میں
 اس سے رعب ہو گئے ہیں۔ اور کدک کی حالت یہ ہے کہ یا تو وہ اس کے دین میں
 رغبت رکھتے ہیں، اور یا اس کی تلوار سے خلاف ہیں، اور اس نے چارے
 سامنے چند سخت آدمی پیش کئے ہیں جنہیں ہم نے عظمت دی ہوئی ہے، اور ہم
 نے ان کا ہنساں پر چھوڑ دیا ہے، اور اس نے ہم پر زانا، شراب اور سود کو
 حرام کر دیا ہے اور بیکہ ہم غصہ لات کو توڑیں، لعیف، کہنے لگے، ہر تو یہ کام
 کبھی نہیں کریں گے۔ دند نے کہا، ہماری زندگی کی قسم ہم نے اس بات کو
 پسند نہیں کیا، لہذا اچھی بات فرما دیا۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس نے ہم سے وعدہ
 نہیں کیا۔ پس اپنے پیغاموں کو شیک کر دیا اور اپنے قلعہ کی مرستہ کر دیا اور اس پر
 آگے شگ باری اور محبتیں لعسب کر دیا۔ اور ایک دو سال کا کھانا اپنے قلعے
 میں لے جاتا، وہ دو سال سے نیا نہ آپ کا محاصرہ نہیں کر سکے گا اور اپنے قلعہ کے
 پیچھے خندق کھودے، اور اس کام کو جلدی جلدی کر دیا، مگر ہم اس کے معاملے میں
 بے حمت نہیں ہیں۔ پس وہ ایک یا دو دن جنگ کے ارادے پر قائم رہے پھر انہوں
 نے ان کے دوز میں رعب ڈال دیا۔ اور وہ کہنے لگے کہ ہم میں اس کے

پڑنے کی حالت میں اس نے سب طرفوں کو ذیل کر دیلے، پس تم اس کے پاس جاؤ اور جلدہ مطہر کرنا ہے جسے پورا کرو اور اس کے ساتھ مصالحت کرو اور قبل اس کے کہ وہ دہریہ لوہیں چڑھے اور لوہوں کو بھیج دے۔ اپنے اور اس کے درمیان ایک مقررہ ملکہ ہو۔

اور جب وفد نے دیکھا کہ انہوں نے قبضہ تسلیم کر لیا ہے، اور حضرت نبی کریم ﷺ نے صلح علیہ وسلم سے مرحوب ہو گئے ہیں۔ اور اسلام میں دسپن لینے لگے ہیں اور خوش کی ہیں۔ اسے اس کو تسلیم کر لیا ہے تو وفد نے کہا ہم نے آپ سے بیعت کر لیا ہے اور ہم نے جس چیز کو پسند کیا ہے۔ آپ نے ہمیں دیکھا ہے۔ اور آپ نے ہم پر وہ شرائط مانگی ہیں جو ہم نے پسند کیا ہیں اور ہم نے اس کے ٹوڑنے کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس کے ٹوڑنے کے انکار کو دیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ آپ اسے ٹوڑنے کیلئے آدمی بھیجیں گے اور وہ اسے ٹوڑنے کیلئے آدمی بھیج رہے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ قبضہ کا ایک شے جس کے دل میں شرک کا کچھ اثر باقی تھا کہتا ہے کہ خدا کی قسم ہمارے اور اس کے درمیان جو بات باقی جاتی ہے وہ اس کا مصروف اور انہماک اس نے ٹوڑنے کی نذر نہ پائی تو وہ سچا اور ہم چھوٹے ہوں گے اور اگر وہ بچ گیا تو اس کے دور سے متعلق اثر ہو گا۔ حضرت عثمان بن عفان نے فرمایا میرے نفس نے کچھ عجوبہ آمیز و دماغی ہے اور فرس نے کچھ دیکھا ہے اگلا کہتا ہے: اور کتا کو تو یہ بھی پتہ نہیں کہ کس نے اس کی پرستش کی ہے اور کس نے نہیں کی۔ جس طرح عزیزی کو یہ نہیں معلوم کہ کس نے اس کی عبادت کی ہے اور کس نے نہیں کی۔ حضرت خالد بن ولید نے کہنے سے کہا کہ تم لوگو! اور یہی اسلاف اور پیرو اور سات کا حال ہے جنہیں ایک آدمی نے ہمارے ٹوڑے چھوڑ دیا تھا اور

یہ عجوبہ ان کتاب الکفایہ میں بیان کرتا ہے کہ سارے دنیا میں کس نے اسے

سراج کو بھی ایک آدمی نے جاکر ٹوڑ دیا۔ کیا ان میں سے کوئی چہرہ کی بات تھی تھے کہ۔
 جن ترقی کا تو نے ذکر کیا ہے لائق اُن کے کچھ بھی مشابہت نہیں دکھتا۔ حضرت عثمان
 نے کہا، بغیر یہ تجھ سے پہلے جیل جلتے گا۔ سہرام واقفی مسلسل بات بیان کرتے
 ہوئے سمجھتا ہے کہ ابو سفیان اور غزوہ بن شعبہ ورتین دن ٹھہرے پھر چلے گئے۔ اور
 ابو ملیح بن عروہ اور قارب بن اسود، اپنی مرضی سے ابو سفیان کے میز کے ساتھ لگے
 توڑے تھے کہ لٹے جانا چاہتے تھے، ابو ملیح نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ قتل
 ہو گیا ہے اور اس کے ختمے دوسرے خالی سونا قرعہ پہنچا اگر آپ اسے لٹ کے نہ پھینکا
 دیتے حاشیہ صفحہ ۱۰۲

دعوت حاشیہ صفحہ ۱۰۲

ان دنوں کو رخ کر کے کعبہ کے پاس دکھایا تھا، تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ پس
 جب ان کا پیام طویل ہو گیا۔ اور احسان کی پرستش ہونے لگی تو ان کے ساتھی بن دودھ کی گبی پوچھا
 پرستہ لگی اور ان میں سے ایک کعبہ کے پہلو میں تھا اور دوسرا درم کی جگہ پر تھا اور جو کعبہ کے پیچھے تھا قریش
 اسے اٹھا کر دوسرے کعبہ کے پاس لے گئے اور ان دنوں کے پاس فرمایا کرتے تھے۔
 حبل قریش کے شہر میں تھیں یہ تھا، کلمہ بیان کرتے کہ وہ شان کی شکل پر سرخ پیش
 سے بنا ہوا تھا۔ اور اس کا دایاں ہاتھ لٹکا ہوا تھا، قریش نے اسے اس حالت میں دیا تھا۔ اور
 انہوں نے اسے اسی حالت میں دیا تھا اور انہوں نے اس کا ہاتھ سونے سے بنا دیا۔ سیکے پچھلے
 غلام بن مکہ نے نصیب کیا۔ اور اسے بیل خرید کر کہا جاتا تھا۔ .. اور وہ کعبہ کے وسط میں تھا۔
 اور اس کے آگے سات قریش تھے جن کے آواز میں صرک لگتا قریش حلقی لگاتا تھا۔ پس
 جب انہیں کسی فتح کے بعد یہ شکایت پہنچتی تو اس کی ضرورت میں حدیہ پیش کرتے پھر شہر
 کو گھٹاتے، اگر صرک لگاتا تو اسے ساتھ لے لیتے اور اگر حلقی لگاتا تو اسے فود کر دیتے۔ اور یہ
 اور نہ کچھ پوچھ کر گھٹاتے۔ اور ان باتوں کی نصیب کے علم میں ہر کسی کا اور جب کسی حالت میں وہ جھگڑا
 پڑتے یا سفر کا کام کا لڑتے کرتے تو اس کے پاس آتے اور نزدیک سے قسمت سنو کہتے اور جو کچھ لگتا ہے
 مکی کرتے تھے لہذا اس کے پاس جاتے اور اس کے پاس ضرورت عبد المطلب نے اپنے شیخ عبد اللہ
 اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے متعلق یہ بھی تھا اور یہ وہ بہت ہے جس کے متعلق
 اور سفیان بن حرب نے اس کے روز کلیابی کے وقت، اکل بیل کا خرگوش پانچا۔ یعنی بزرگ
 بلند ہر۔۔۔ تو دوسری کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اللہ علی واصلہ ربانی صلاہم

اس پر سنا۔ اس خفا کی آواز عاصیہ حضرت کو سنے۔ اور حضرت بغیرہ کے دیر تک اس حالت میں رہے، پھر سیدھے بکر بیٹھے گئے اور فرماتے گئے:

”اے گروہِ نقیف، عرب کم کرتے تھے کہ عرب کا کوئی قبیلہ تم سے زیادہ احمق نہیں، تم ہلاک ہو اناست مغربی اور المری کیا ہیں؟ کیا اس بھڑکی طرح ایک بھڑکی جیسے علم میں نہیں کہ کوئی اس کی پرستش کرتا ہے بلکہ تک نہیں کرتا؟ تم ملک ہو، کیا للٹ سکتا اور دیکھتا ہے؟ الفتح تعین پہنچا ہے؟ پھر آپ سنا ہے تو دیا، اور خود نے کیچے ساتھ مل کر اسے لٹا دیا غلام کہنے لگا: ”و تعیف میں صحت کے خادم خواجہان بن ملک تھے بن ملک بن ملک تھے اور ان میں سے ملک بن ملک بن کعب اور بھراں کے بیٹے ان کے مسودہ تھے۔“

آپ دیکھیں گے کہ جب وہ اس کی بنیاد تک پہنچے گا تو بنیاد غضب ناک ہو کر ان کو دھنسا دیگی۔ نو وہب حضرت میسر نے یہ بات سنی تو اپنے بنیاد کھودنے لگا۔ مسعود بن یزید یہاں تک کہ اس کی حالت کے نصف تک پہنچ گئے۔ پھر اس کے بیڑے کے نیچے جتنے تک پہنچ گئے جہاں اسکا ٹھکانہ تھا اور انہوں نے اس کے زخموں است اور لباس جو کچھ ان میں خوشبو درمنا جانے لگا تھا۔ رادیا میں کریمہ کان میں صاعیکہ بڑھا کہتی تھی کہ جمعہ کے اسے چھوڑ دے یہ ہے اور غمخیزانی ترک کر دے اور دعویٰ کریم صل اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ فرما رہے ہے جو مسیح نقارب اور دوسرے لوگوں کو ہے دے دے اور اسے باہر خد سب سے عین اللہ کے طریقہ میں خرچ کیا پھر دعویٰ کریم صل اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمائی:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ تھا رسول اللہ کو چاہے سے مومنین کی طرف سے تو یہ ہے کہ طائف کا

نیکار و طاعت کے لئے دیر و شب کو نہیں کاٹا جائیگا اور جہاں ایسا کرتا پائے گا اسے
کٹھن سے گھٹتے جائیں گے۔ اور اس کے کپڑے کاٹنے جائیں گے اور اگر کسی نے اس سے
تجاوز کیا تو اسے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سے مل جائیں گے اور اسے
کھانے پر حکم دیا ہے۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے منکر سلطان کو کھانا کھانے کوئی آواز سے سے تجاوز نہ کرے۔ اور جو غصہ ایک حکم کو نہ منے گا۔
وہ اپنی بیوی پر غصہ کرے گا۔ اور جس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعت کے شکر اور اس کے
کا شکر و مروت کے لئے سے منع فرما دیا ہے اور وہ ایسا کہتے ہیں پائے گا۔ اس کے
کپڑے کاٹنے جائیں گے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعت پر حضرت سید
ابو وقاصؓ کو ایسا فرمایا

اس مرتبہ کے لئے اور اذیت کے اسلام میں جہل ہونے کی صورت میں
اختلاف کو مسمیٰ اور اختلاف حجاز میں اسلام اور بیت پر کے زمین شکست کو آخری مرحلہ ہو گیا
اور یہ تمام علاقہ اسلامی جماعت میں داخل ہو گیا اور حجاز کی جانب سے اس کے کھانے کو
اکیڑہ۔ اور اذیت کے لئے کہ آخر میں مسلمان ہونے یعنی حیل کے لئے کہ ان حرکت
میں تمام مردان اور اذیت کے شکست کے کھانے کے بعد تقریباً ایک سال بعد اور ہجرت
کے نوین سال کو عام ہونے کا حال کہا جاتا ہے اور اسی سال اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی
پر صورت مازل فرمائی تھی کہ۔

اِنَّ خَالَكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَانْفِخَ فِيْ اُذُنِ الْاَنَامِ مِنْ غَيْرِ اِلٰهٍ دُوْنِ اِلٰهِكُمْ
مَنْ يَدْفَعُ وَاسْتَقْبَلُ خَلْقَكَ قُوَّةً

یہ اللہ تعالیٰ کی سزا تھی کہ آپؐ کو اللہ کے دین میں فوج و شرف داخل ہوتا
دیکھیں گے پس اپنے رب کی تسبیح کیجئے۔ اے اللہ! تمہارا پیغمبر ہے۔ تمہارے پیغمبر ہے۔ تمہارے پیغمبر ہے۔ تمہارے پیغمبر ہے۔

فصل ششم

تحلیل و تجزیہ

- سرگرم ترین سے تا تو لیں کی تعداد کے بارے میں شک
- - کہیں سے حاصل ہونے والے اسباق
- - پہلے مرحلہ میں سیمائوں کی شکست کے اسباب
- - شکست کے بعد مسلمانوں کی فتح کے اسباب
- - شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیفیت مسلمانوں کی پوزیشن کے متعلق کا بہائمیت ہے۔
- - فتح کے بعد ہواؤں کی شکست کے اسباب
- - حاکموں کی ناکامی کے اسباب

معروف ترین میں فریقین کے مقبولین | اسلامی تاریخ کے معاصر طبری، واقعہ اور ابن اسحاق کی عرب پرچہ کرنے سے

میں کہیں نے روز چارہ میل کے حوالہ اور کسی آدمی کے شہید ہونے کا ذکر نہیں ملتا اور

- ۱۔ ابن بن جبیر، جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ میں کے شیخ
- اور بن اسحاق نے نہیں فرمائی ہیں شہید ہے۔
- ۲۔ سرآوردہ بن حارث، انصار میں سے ہیں۔

۲۔ رقیب بن نوبت بن قلیب بن زید بن نونان اور ابن اسحاق ان کو چھوڑ کر ان کے بھائی
 یزید بن زید بن اسود بن عبدالمطلب کا ذکر کرتا ہے، جبکہ واقعی کا بیان ہے کہ یزید، طائف
 کے صحابہ میں شہید ہوئے۔ ذکرِ عتبات میں۔

۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا عامر اشعری

لیکن مشرکین کے مقتولین کے جس میں جو شخص نے کوئی تعیل یا لٹا نہیں کیا، اسی کی
 نبی مالک کے حاکم و عدل کے سوا، انھوں نے کسی کام میں نہ کیا ہے۔ اور یہ ہے :
 ۱۔ التعلات

۲۔ ایک آدمی جسے وجہ کہتے تھے

۳۔ عثمان بن عفیف اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا سب سے بڑا تھا

۴۔ عثمان بن ابی سہیل اس کا لقب تھا

۵۔ ابو دیکر موطین نے مشرکین ہوازن کے معتزلین کے ناموں کی کوئی فہرست
 نہیں دی مگر مکر کے معتزلین ان کی دورانی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوازن کے معتزلین
 کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

۶۔ خلافتِ قادسی بیان کرتا ہے کہ صرف تھنی قبیلے کے عربوں میں ایک سو آدمی رہتے
 تھے اور اس نے (جیسا کہ اس بحث میں پہلے بیان ہو چکا ہے) بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنی نضر
 ہوازن کے مسلمانہ عام کی قوم میں حق کا بار ادا کر رہا تھا۔ اور قریب تھا کہ وہ شاکہ نہا پر ہوتا۔
 یہاں تک کہ بنی نضر کے ایک مسلمان نے وجود ان کے شرک پر قائم ہونے کے نئی قوم پر
 حکم کرتے ہوئے، اپنے آواز سے کہا : یا رسول اللہ ! جو باب حلال ہو گئے ہیں، ہر ایک کو
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے اللہ ! ان کی معیت کو تیرے لئے۔ اور تیرے فیاض
 ہوازن کے ہر ہاؤنڈ میں سے تھا اور بلاشبہ سنیوں میں شامل ہوا تھا۔ اور اس کے
 ایک فرد کا وہ منہ طور پر کہا کہ حق اسے فکارت سے نکالے گا۔ اس کا منہ یہ ہے کہ اس کے معتزلین

تعداد سنیکڑوں تک پہنچی تھی اور ہوانزن کے نقطہ وصول پہنچے ہیں جو ان کے بیان سے اپنے مقتولین کے متعلق محسوس کرتے ہیں کہ ان کی تعداد سنیکڑوں تک پہنچی تھی، پھر ہوانزن کے دیگر قبائل کے مقتولین کتنے ہوں گے؟ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ بھی اس طرح سنیکڑوں میں شامل ہوں گے۔ اور ان کی عجیب بات نہیں کہ ان کے مرنے کے بعد سہ ماہی کے مسموم ہونے کے بعد بہت زیادہ ہنگاموں میں مرنے کے بعد اس قسم کا سمت اور تیز مرنے کوئی نہیں بٹلا۔ اس سے کہ اس میں بڑے استقلال کا مظاہرہ کیا جاتا۔ جیسا کہ اس بحث میں اس کا حال بیان ہو چکا ہے۔

اصحاب بیروغاذی کے بیان کے مدد سے
مسلمان مقتولین کی تعداد تقریباً

تیس ہزار سے زیادہ آدمی کم آئے۔ بلاشبہ ان اصحاب بیروغاذی نے مسلمانوں کے مقتولین کی تعداد بتائی ہے۔ مگر جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے انہوں نے اس میں چار شرطیں لے زیادہ کا ذکر نہیں کیا لیکن۔ ہم تاریخ کے فلاسفر امام ابن خلدون کے نظریہ پر اعتماد کرتے ہوئے مرنے والے اسے اپنے عقیدوں میں بیان کیا ہے۔ یہ رائے رکھتے ہیں کہ سرکاری شہادت کی بہت کم گواہی سے یہ تعداد توڑی جا سکتی ہے اور اس بات میں اصحاب بیروغاذی کے درمیان کسی قسم کا اختلاف و جھگڑا نہیں پایا جاتا کہ مرنے والے (مرنے والے کے بعد) سب سے سست ترین مرنے والے ہیں جس میں بیش بہا تعداد ہے، اور ان کی شہادت، صادق و مصدق، جمعی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیکھی ہے جب کہ ان کے شکست خوردہ مسلمانوں کے میدان کارزار میں واپس آجائے ان کے بعد فرمایا "تو زاب گرم بجایے"۔
 یقیناً قتال کی سختی و شہادت کی تصویر کشی کرتا ہے اور یہ ایک ایسا قول ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس کے معنی ہیں کہ کسی عورت کے متعلق بیان نہ کرنا ہو۔ یہ توئی منت قتال میں فریقین کے استقلال کو ختم و معزور کر کے دکھاتا ہے کیونکہ

جنگ میں تیرا اس وقت گرم ہوتا ہے جب جاننا اعلیٰ اسٹیج کی جنگ میں ممبرو شلت اور عداوت کے ساتھ تنواریوں کے ساتھ معاوضہ کرتے اور نیرے عار سے اور تیرا عداوتی کرتے ہیں۔

اور جہانن، ایک ممتاز جہانن، قبیضہ متلاشیوں کے میں شامل ہوتے والی برٹش میں

جنہیں موزمبی نے میں ہزار جہانن بیان کیا ہے۔ اور یہ ہے شہر افواج اکیلیسے جہانن

دیر بادشاہ کی کمان میں تھیں، جو شجاعت، جلی جہارت اور اس کے اسانج کے جاننے

کے لحاظ سے پہلی کمانڈی تھا۔ اور اس کی یہ شہر فوج اس عورت حنت ڈسٹن کی حاس

تھی کہ چھ نے دیکھا کہ باوجودیکہ اس کے فوجوان سالار نے پولیشیا میں غلطی کا کر سکا کیا۔

اور اس نے جہانن فوج کو میدان کا نہاد میں عورتوں کو بھولے اور غلطی کے جانے

پر مجبور کیا۔ پھر بھی عام فوج نے اپنے فوجوان سالار کی بجائے، اطلاع کیا۔ اور اس غلطی

کے متعلق شہر کے جہانن نہاد نے دریں اہمیت نے سالار ملک کو آگاہ کیا تھا اور اس سے بڑی

حنتی کے ساتھ مطالعہ کیا تھا کہ وہ اس سے باز آجئے، لیکن اس کے خیال میں جوابات کب

چکی تھی اس نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اسے روک دیا۔ (اور یہ بات یہ تھی کہ اس نے

جو غلطی اقام کی ہے وہ فوج کی ناپت تھی اور فراہم کے متعلق خود ذکر کرنے میں

سے برا حرکت چکا اور عداوت جہانن کی فوج نے ثابت تھی دکھائی اور یہ جواب عداوتی و میر کے

اشارات پر اعتماد کرتے ہوئے ہاں سے عداوت کے مطالبہ انگریز نے ایک ہزار تھی کی جان

گنولی پھر (جیسا کہ موزمبی نے غلطی دی ہے) ہم نے دیکھا کہ عورت کے اپنے مرحلے میں

اسلامی فوج کو کسی خوفناک شکست پہنچی کہ اس کے شکست، خود ہر اول مرحلے کے قریب

چاہنے اور شکست خود ہو گیا تھا میں، بغیر کسی جنگ کے بہت قتل ہوا ہے، خبر دیا

اس صورت میں جب اس کا فاتح دشمن اسے ممکن ہو تک جانی نقصان پہنچانے کیلئے اس کا

تعاقب کر رہا ہے اور یہاں عداوتی میر کی مخالفت کے مطالبہ تھے جو ان دنوں

عورت کے آغاز میں ہی کچھ کیا حالانکہ جہانن میں ہزار تھے اور سلطان باہر ہزار تھے۔

ملاوہ ازیں لادج پڑی اہم۔ بہت سے جہازوں کے گھلاؤ بکٹوں نے مسلمانوں پر اپنے
 قہر سے میں بھی سمیٹائی حاصل کی۔ اور گھاتی سے جو سیتا پتک ہلک کر دیکھنے والے حریف
 پر پیش پوری پڑی، بڑے سادہانے ساتھ حریف پتیا بولنے سے جنگ کی بن میں گھوڑے ہی تھے۔
 اسی طرح ہونانی گھاتی کستوں نے حریف جہاز سے مسلمانوں پر تیریں کی لڑجھا کر دو۔
 جنہیں لیفٹ میں جنین نے ان کی کثرت کے باعث لڑائیوں کی ٹانگوں سے تشبیہ دی ہے
 اور لازماً یہ تیر ان بہت سے جہازوں کے گھلاؤ تھے۔ ضرورتاً اس لئے کہ وہ ان تیر
 لادجوں کے مقابلے میں جو ٹیلوں کے چھپنے والے تاک۔ چھٹے گھلاؤ کے چھپتے۔ اور
 انہیں ان کے مستحق کچھ ملنے تھا۔

اہم نے۔۔۔ مامورہ خانہ کے دو نان دکھا۔ کر کس طرح قلوب بند تھیں گے
 تیروں سے چودہ مسلمان شہید ہو گئے۔ حالانکہ مسلمان تیار اور متاثر تھے۔ اعدائوں کے
 دشمنان سے دور تھے اور مختلف آلات و وسائل کی آڑ لے کر جو کچھ ہماری رائے
 میں رہے، استعمال اور اضافہ ہے) معرکہ جنین میں مسلمان شہداء کی تعداد اس سے
 بہت زیادہ ہے جس کا ذکر دلفی اور پٹری کے قریب ہے۔ لارہم قلعی طور پر نہیں جانتے کہ ان
 شہداء کی تعداد کتنی ہے جو ہمارے خیال میں جنین کے میدان شرف میں بہت کمیت رہے
 لیکن وہ چھری نظر میں سینکڑوں تک پہنچتے ہیں اور یہ وہ تعداد ہے جس کے کہ غریب ماہر
 لاری طور پر تسلیم کرتا ہے۔ جن میں جنین کے تیرہ کن معرکہ کے سہارا کے بارے میں خود جنین
 کے بیانات کو پھیلے۔

جس میں پھر مسلمانوں کے جنین اللہ راہمہ براحقائے محقق کا اہتمام نہیں لگتا
 پرگز نہیں ہزار ہا ہرگز نہیں بلکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ پاکیزہ اور خست اور صدق
 کا نمونہ تھے اور وہ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب غزوہ سرہ میں بیان کیا ہے، امین اور
 نفا تھے اور جو کہ وہ اپنے بعد اپنے دامنوں کے لئے لکھے گئے تھے اس کی ذرا دلی

کا بھی ایسی اندون تھا، اور نہ پہلے نے بدست کہے ہیں اسوں امانت کو ناجائز ہے اس کے مطابق انہوں نے معرکہ حنین میں عرب اپنی شہداء کا ذکر کیلئے جن کا علم انہیں نعمت کے ذریعہ سے حاصل تھا اس قدر غلط کیا آدمی تھے۔

لیکن ان حبیلہ القندہ مورخین نے معرکہ کی انتہی شدت اور اس طوں وقت کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اور ان کے بیان سے قہر عیاں ہے کہ مشرکین کے عقولین کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے، حالانکہ انھوں نے جو درویشوں کے سوا عربوں کا سرخسہ لے کر جوہروں کا مالدار تھا ان عسکرین عثمانیوں کے ناموں کی کئی فہرست نہیں دی۔

میرزا باقر اس بات کو تردید نہ کر سکتے تھے کہ عربوں میں مسلمانوں کے عقولین کی تعداد سینکڑوں تک تھی، ہندی پرتر بھی ان سنت اور خدیوہ میں عربوں کے عقولین کی تعداد پر حین ہے جس میں آغا زاد کا ذکر ہزار مسلمان جانوروں کو شکت پھیل اور پھیلے، انہیں پریشان مشرک جانوروں کی عرصہ تک کلوں اور بوزوں اور دیروں سے مارنے رہے پھر شکت غلط مسلمان دہلیس کے اور ایک سخت جنگ میں ذبح مشرکین کے ساتھ تھکے اور فریادیں کو ثابت آدمی کے باعث کول کریم علی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ کو اس جیسا سختی پر نہیں کیا آپ نے فرمایا:

”نہر اب گرم ہوا ہے“

اور ہم اپنی اس تاریخ کے بارہوا اپنے حبیلہ القندہ مورخین کی پاکیزگی اور امانت پر فخر کرتے ہیں جنھوں نے اپنی تالیفات میں عربوں اور جانورین شہداء کے ناموں کا ذکر کیا ہے جو ان کے علم میں آئے تھے۔ اسی طرح انھوں نے لکھا کہ بھی غلط ہو یہی مقتوں کا ذکر کیا ہے۔

معرکہ حنین اور دیگر کثرت و فیرہ میں اصحاب معاذی اور دیگر مسلمان شہداء کے تعزلی یا اجمالی احاطہ حاصل نہ کرنے کی کئی وجوہات ہیں۔

کرتے تھے۔

اور جیسا کہ ہم نے مغزوفہ مرتد کی (تغیب میں) بیان کیا ہے کہ بعض مستند ائمہ
اعجازہ ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ”بلکہ ہمارا تاریخ کے (اس فلسفیانہ اصول کو اپنانا
جسے تاریخ اور سوشالوجی کے خدائے حق و نام عبدالحق ابن خلدون گندھا حقیر صدف
اپنے مشہور مقدمہ میں قائم کیلئے کر۔

”حقق مورخ بلالزم۔ ہے کہ وہ تاریخ کی متعلقہ نعوس پر جم کر نہ بچے
جائے بلکہ اس کو فرض ہے کہ وہ (نعوس) کا جائزے پڑھنے کے ساتھ ساتھ
عاطفانہ و امور کا نیز ان حقق سے ذوق کرے۔ اور اس بات کو عقل سے
دردمان بتول نہیں کرتے اس کی تصدیق کرنا چھوڑ دے۔ (جس کا کہ
بارون اوسٹین کی بہن جہانہ کا قہقہہ ہے) نیز اس پر یہ بھن فرض ہے کہ وہ
تاریخی واقعات کی روشنی میں ان حقائق کا استخراج کرے جس میں تاریخ
کی سطور نعوس پر لکھی ہیں یہاں لیکن ان نعوس کے اسلوب سے ان حقائق
کی روشنی کی جاسکتی ہے جیسے: قریح کریمہ اور عین کے معرکوں میں
مسلمان شہداء کی تعداد اس سے زیادہ ہے جو اصحاب مغاویٰ نے اپنی
کتاب میں بیان کی ہے

ہمارے اس مستند رجسٹرار اعجازہ سے
بدو اعدا و جنین کے درمیان | کے معارف سے کھیلنے ایک آدمی کہہ سکتا
ہے کہ اصحاب مغاویٰ دیر نے میرکہ بدو اعد میں خیر لہتین (مسلمانوں اور مشرکوں
کے مقتولین کی) دقیق خیرست بنانے کی قدرت کیسے حاصل ہوئی تھی بلکہ جنوں نے
بدو میں مشرکین کے قیدیوں کی تعداد بھی بیان کی ہے اور خیر لہتین کے مقتولین میں سے
ہر ایک کا نام اور مشرکین کے قیدیوں کے نام بھی بیان کئے ہیں ؟

اس سوال کا جواب درج ذیل ہے۔

۱۔ ان دونوں معرکوں میں ہر دستار ب فریق ایک ہی اہلکار کا غائب ہونا تھا جو ایک خانہ دان کے مشابہ تھا کیونکہ اس نے غائبانہ کے تمام افراد ایک دو سرے کو فروا آفرن جانتے تھے۔ مثلاً قریش ایک قبیلہ تھے جو ایک ہی شہر سے نکلے اور یہ قبیلہ بکے تمام قریشی قبائل قلعیت کے ساتھ دونوں معرکوں میں شامل مہینے والے قریش کے اصول کو جانتے تھے۔

اوسر بھی بات اہل مدینہ کے تعلق جانیازوں سے متعلق کہی جاسکتی ہے کہ وہ ایک ہی اہلکار اور ایک ہی خانہ دان کے مشابہ تھے اور اہل خانہ دان کا فروا ایک دوسرے کو فروا آفرن جانتے تھے اور یہ اندازہ کے دونوں معرکوں میں وہ جس آدمی کو بھوتے اس کا نام معلوم کرتے ان کے لئے بہت آسان تھا۔ اور یہ بات دونوں پارٹیوں کے لئے بالکل اہم اور دشمنوں کی نسبت مزید ہے اور انھوں نے بدر و احد کے دونوں معرکوں میں شامل ہونے والا سب فوراً جوں کے نام سے واقف نہ تھے، بلاشبہ ان میں مہاجرین و حبشہ کے سب قریشی تھے کی تعداد حکومتی ذہنی اومان میں سے ہر ایک دونوں معرکوں میں شامل ہونے والے مشرک سپاہیوں کو جانتا تھا۔ اس لئے کہ ان مشرکین اور ان مہاجرین نے ایک بڑا شہر یعنی مکہ میں پورے پانی تھی۔ پس وہ ایک ہی شہر کا ایک ہی قبیلہ، یعنی قریش کے آدمی تھے، یا وہ عربی تھے جو قریش ہی ہیں سے خیال کیے جاتے ہیں۔

۲۔ اس کے علاوہ عیسائی قبیلہ میان جو کچھ ہے ان دونوں معرکوں میں مسلمان جانیازوں کی تعداد محدود تھی، معرکہ بدر میں وہ ان سو کے قریب تھے اور معرکہ احد میں سات سو کے قریب تھے اور یہ وہ مسلمانوں کی تعداد تھی

دن دروں معرکوں کی طرف متوجہ ہونے کے نام لگے۔ منبر طاجر سے بھڑک اٹھے، اگرچہ وہ جریر بن عکرمہ سے تھا، یعنی یہ جریر طرابلسیہ کے معرکوں اور حور قور کے سینے سے تھا، جو بڑی بابر کی کے ساتھ تھے۔
 ۱۔ ان دونوں معرکوں کی طرف جانے والوں کے اسلحہ اور اسباب کو یاد رکھتے تھے، اور یہاں بات تشریح کے مشرکین پر مطلق پڑتی ہے اس لئے اسباب پر مفادی کے لئے انکی تعداد بلکہ دونوں معرکوں میں فرنگین کے مقتولین کے اسباب کو جاننا آسان تھا اور یہی حال مشرکین کے قیدیوں کے اسباب اسلحہ تعداد کا تھا۔ مگر حنین اور عر کے معرکوں کا معاملہ بہت مختلف ہے۔ ان دونوں معرکوں میں متعدد قبائل سے فوج بنی تھی، بالخصوص فوج حکم میں شامل جو خود اسے قہا کی کے جاننا اس کے ناموں کی فہرست سے ظاہر ہے اور کچھ ہماری کتاب فوج حکم اور مشرکین میں شامل ہوئے ہونے سے قبائل کی اکثریت اور کھڑائی باشندہ دل کی تھی جو جزیرہ کی مختلف اقسام میں پھیلے ہوئے تھے اور خاص طور پر مدینوں، اہل مدینہ، اہل مدینہ کے مفادی پر کچھ والوں کے لئے یہ بہت مشکل امر تھا کہ وہ ان کے شہر والوں کی تفصیل کا اس طرح معلوم کریں، لہذا حنین میں کھیلے گئے انہوں نے جو اسلحہ کے شہر والوں کی تفصیل معلوم کریں اور کچھ تھیں

حنین سے حاصل ہونے والے اسباب
 معرکے حنین سے ہر پہلا سبق مستفاد ہوتا ہے اور میں سے سلاخوں کو مستفید ہوتا

پہلے وہ خود پسندی اور کثرت تعداد پر دھوکہ لگی، تاکہ نادار کرنے کا انجام ہے اس میں خود پسندی کو اور دشمنی سے مسلمانوں کے لئے ناپسندیدہ ہے اور اس سے جو وہاں مسلمانوں پر آیا تھا اس کے متعلق مسلمانوں کو یہ دعائیہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے

اولیوم حنین

بلکہ حنین

خود پسندی، دھوکے کے بلاتے ہیں اور دھوکا، دشمن کو حیرت کچھ کھانے کا ہے

اور دشمن غیر کھٹا بالآخر بہت حد تک اس دشمن کی حربہ کار و سواروں کی مدد سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اسے مشکل فتنے حاصل ہو جاتی تھیں، اگرچہ وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ سطور اجمالی طور پر ان بڑے تاریخی کو معلوم کیا جاسکتا ہے جو مسلمانوں کے اپنی کثرت پر فخر کرنے سے پیدا ہوئے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ ہوازن کی فوج کو غیر کھٹا

بت ۲۰۰ فوج کے عناصر کا یہ یقین کہ وہ معرکہ میں ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔

۲۔ وہ غیر کھٹا اور ہر دایہ جو معتز بن جعفیہ اور اس امر کے شکستہ فوج کے

فرار و اس کی علامتوں پر چھٹی ہوئی تھی جس نے ان کا حکم اپنی پہلے میں اس کے تباہی

کرنے والا تھا کہ ہوازن کی کمان کی طرف ایک لشکر کے تباہ کن طور پر اس سے بھاگ رہا ہے۔

۳۔ یہ کہ وہ کھڑی فوج کو تباہ کن معیشت کے تباہ کن اور وہ کارروائی

کھائی کی تیاری کرتے اور ان کے راستوں اور گھوڑوں میں بھڑکائی تھی جن سے طلوع

فجر کے وقت جیش بڑی سے گزرتا تھا جس سے معرکہ کے پہلے میں مسلمانوں کو بڑی مزہ

شکست پہنچی اور شکست کی خبر تھی کھائی کے مسلمانوں کی ترتیب پر لوٹ پڑے اور

شکست و دشوار جنگ پر چاکلہ مہلک ملکر نے ہمارے

انہی مسلمانوں کی شکست کے اسباب

۱۔ غریب

مسلمانوں کو اپنی کثرت پر فخر تھا جو فوج کے معرکہ کے نزدیک ملک پہنچ گیا

تھا اور ان کو بڑا سبب یہ تھا کہ فوج کے بہت سے عناصر میں بیگانیہ فوجوں اور امتیاز کے

بجائے ایک اور تھی جو تھی جس سے دشمن کو گھماؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے کامیاب

صورت میں نافذ کرنے کا موقع ملے دیا۔ جس سے پہلے میں مسلمانوں کو بڑی طرح

فکرت پہنچا، دو ماگر رسولؐ پر صلی اللہ علیہ وسلم اور فوج کے سالار اہل میلان میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب دے کر یہ شکست نامکمل اور سہمہ موت اختیار کر گئے۔

ہے۔ مگر سے قبل ہجراتِ فوجوں کی شاندار تہائی کے مطابق، پہلے دیکھ لیا جائے گا کہ سالار اور روشن دماغ بادشاہ مالک بن موہ اپنی پریشان کن اور تباہ کن فکری کے باوجود اسے ہسین کا اپنے اہل و مال کو ساتھ لے کر

اپنی فوجوں کی تیاری میں ایک نئی نئی حرکت کے وہ نالہ و حسرت کو سمجھ کر سہمہ موت کے جوہر میں وہ بے شک، غرور، اور یہ کہ اس کے فوجوں کی کچھنی حالت میں حیرت و کراہت پر سوار کر دیا، پس بدادانت پر ہرگز نہیں اور وہ فوج کا اپنے سالار ہونے کی بجائے ہوازن کیا اور جسے ہوازن کہتے ہیں، کہ سہمہ موت یعنی خود کشی کے بعد اسے ہسین میں نشان ہو، غرور و حسرت میں سے، دیکھنے والی ہے، یہاں تک کہ اسے اپنے پہلے بیان کو چھوٹے سے جگہ - سالار ہونے کا وہابی میں کی طرف سے سالاروں کے سبب سے کرنا - اور

اس وادی میں اپنی فوج کے چاروں کھیلے، مناسب جگہ منتخب کرنا جس سے واضح ہو گیا کہ اس نے مسلم ہونے کو سنگینا نہیں، اور گھائیوں میں غمزدگی پر مجبور کر دیا تھا، اور یہ ایک دشواری تھی اور یہ کہ شیب میں واقع ہو گئی تھی جسے ان کی وجہ سے ان کے منہ سے نکلا اچھا نہ سمجھتے تھے، اور یہ وہ حیثیت ہے جسے ایک صحابی نے ہسین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ ہوازن اور میدان جنگ میں مارا جاتا نہیں کر رہی تھی جیسا کہ اور ہے، اور سوار اور گھڑ سوار فوج کی اکثریت کیلئے بہتر ہے، بلکہ وہ سخت دشوار اور بہت گھبرائے فشیوں میں آئے ہیں، جس کی وجہ سے اس کی صفوں کی ترتیب بہت حد تک جگہ جگہ اور گھائیوں کے لئے اس پر قابو پانا وہ اس غمزدگی سے موت میں ہے شکست دینا آسان ہو گیا۔

۱۔ سالار ہوازن کا گھائیوں کی پوزیشن کے انتخاب میں کامیاب ہونا تاکہ

مقررہ دستہ اسلامی فوج پر ٹپٹ پڑا۔ یعنی اس نے گھاتیوں کی تنگائیوں اور ان کی فوجوں کو منتخب کیا۔ یہاں سے اسلامی فوج کا لوگڈا تھا۔ ان کے اور گروہ بھی تھے اور بیٹے تھے ان پر گھاتیوں کو بٹھایا، نیز اس نے اپنے حامیوں کی فوجوں کو ان گھاتیوں کے خارجہ برعکس دیا۔ یہاں تک کہ یہ اسلامی فوج ان گھاتیوں سے بچنے کا ارادہ کرے تو وہ ہر اوزار دستہ پر (دوبہ دستہ ہلکے طریقے سے) ضرب دے گا۔ اور مسلمانوں کے ہر اوزار دستہ کی آخریت بنو مسلم کے معرشتیوں پر مشتمل تھی۔ جیسے کے سلا حضرت قطہ بن ابی العاصی تھے۔

۴۔ سلا۔ یہ ملک بن عوف نے چھوڑ دیا۔ یہاں کی جس اسکیم کو چاہا تھا، اس کا کاربہ ہوا۔ اور وہ یہ کہ اس نے گھاتیوں کی فوجوں کو چھوڑ دیا۔ اسے میں منتخب ہوا۔

۵۔ چھوڑ دیا اور مقامات کی تلاش اور انتخاب بڑی مہارت اور ہر ایک سنی کے گئی اور ان میں شبہ کی نہ تھی۔ میں گھاتیوں کو مسلم کی گئی، جس کی وجہ سے اسلامی فوج کے حامیوں تکمیل طور پر ان گھاتیوں اور ان کے مقامات سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اور یہ وہاں پہلے سے پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو اس خوفناک شکست سے بچا دیا۔

۶۔ مشرکین کے گشتی دستوں اور جاسوسوں کا اسلامی فوجوں کی تعداد اور طرح طرح کے اوقات کے متعلق اس کے متعلق ترین شکل میں معلومات حاصل کرنا۔

۷۔ جب یہ اس کے متعلق کہتے ہیں کہ معلومات کی یہ صورت مسلمانوں کے گشتی دستوں اور جاسوسوں کی کارروائیوں سے نہایت دقیق تھی تو ہم دیکھتے نہیں ہوتے۔

۸۔ اگر کوئی شخص کے متعلق گشتی دستے اور جاسوسوں کا یہاں پہنچتے تو وہ اپنے سارا کام کے لئے ان مقامات کی مدد دے دے سکتے جہاں اسلامی فوج پہنچتی تھی اور فوج کے دستہ اس نے جس جگہ پر ہوا تھا اس بات سے مالک بن عوف سے کہتے (دقیق حسابات اور اعدادوں کے مطابق) حبش اسلامی پر مناسب وقت میں کارروائی میں مناسب مقام پر گھاتی مقرر کرنے کا معاملہ آسان کر دیا۔ اور مالک گھاتیوں کی

مہرنگ کھانہ دانتوں سے بڑی امیدیں وابستہ رکھتا تھا جو اپنی ہم میں مسلمانوں کی کامیابی تھے اور اگر حالہ رحیل مسلمانوں کی امید کو تسلیم اور آپ کے متوڑنے سے عوامی ثابت قدم نہ رہتے جنہوں نے پہلے پہل ان کے بادشاہ اور سالار گھاتیوں کی کامیابی کا اور دانتوں کا بھل مٹا کر کر دیا تو غریب حاکم گھاتیوں کی اسکیم کی کامیابی سے دلگاہ استیابی کے ہوئے پہلے حاصل کیا۔
 ختم :- اور پہلے مرحلے میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب میں سے یہ بات بھی ہرگز اسی طرح میں غریبوں اور کمانہ کے خواب حقیقہ حصار بھی موجود تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ بھنگان کے حیلوں میں ابھی ایمان دھنل نہیں ہوا تھا.....
 یہ عناصر حبش نبوی پر مکمل شکست نازل ہونے کے متمنی تھے اور چاہتے تھے کہ ہندوستان دوبارہ منکر مکر پر پست ہوتا کہ ابتدا کو قائم کر دیں اس لئے اللہ پر بدتمیزی کے یہ کلوہنہ مریا، بہ ہندوؤں کے گھاتوں نے خبر کے وقت مسلمانوں پر اچانک حملہ کیا۔ سب سے پہلے شکست کھانے والے تھے۔ علیحدہ ازہم جلد شکست کھانے میں۔ جھولی الزامیوں اور غم کا عاقل بھی تھا۔ جسے اربابہ اللہ بدتمیزی سے مسلمانوں کے دلیا میں خوف اور مجراسہ پہلے نے بیئے اضمیہ کی گئی تھا تاکہ ان کے اس سوال پر اثر ڈالا جائے جو میں کے دشمن کے میں گھاتیوں کے اچانک اور ہلکے چلے کے چنے عوام کے زبردست دھکے سے دوچار تھا۔

مع :- نوچ میں اچانک اور کمانہ کے دوسرے عناصر کا پایا جا، جو بدتمیزی تھے۔ لیکن اسلام کے مکمل طور پر بھگانے کی ننگ وہ اس دین میں بالکل حدیث میں تھے جس کی وجہ سے وہ حبش نبوی میں شامل ہو گئے تھے۔ حالانکہ ان کے مذہم ہر مذہم نہ رہ دیا تھا تھا، یہی وجہ ہے کہ یہ عناصر ابھی تک بیت سے بہرہ مستحق غنائہ پر قائم تھے۔ اور میں معلوم ہے کہ ان عناصر نے۔ ضیوں کی طرف مارنے کے وقت۔ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کی

ذاتِ انوار مقرر کردیں، انہوں نے سچا، یارِ سولی اللہ! ہاں اسے نئے ہی ذاتِ انوار مقرر کر دیں۔ جیسے مشرکین کہتے تھے ذاتِ انوار ہے۔

یہ عناصر بدینیت نہ تھے، لیکن عقیدۂ توحید پر مبنی اسلامی حقیقت سے بچنے تھے۔ جس سے ان کا وجود فوج میں اکھین، غم اور کمزوری پیدا کرنے کا باعث بن گیا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے پاس جنہی صورتِ اسلام پر کھرب اور صریح عقیدہ اسلام کی قوت تھی۔

۱۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قیامت کی نایاب

مکین میں بُری طرح شکست کھانے کے بعد مسلمانوں کی ذرہ ست فوج کا دل تین سبب شکست کے وقت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی سے بیکار ہو گیا۔ میدان میں کب نہامیب جنگ پر سب کریم کو کھڑے ہو گئے۔ اور شکست خوردہ لوگوں سے اپیل کرنے لگے کہ وہ میدانِ شرف کی طرف واپس آ کر آپ کے ساتھ مل جائیں۔

آیات نے میدانِ شرف کو بے گڑبہ بنا دیا۔ ہاں ان کے سامنے قتلِ قرب تھا کہ وہ مکمل اور تھکا دین ہو تو اور شکست خوردہ لوگوں کو علم ہوا کہ ان کا نبی درسلالہ اعلیٰ میدان میں ثابت قدم رہے کہ پست دینے بغیر آگے بڑھ کر مشرکین سے جنگ نہ کرنا ہے۔ خدا اپنے دونوں رخصتہ القیاد، شرمندہ ہوئے اور میدان کی طرف واپس آ گئے۔ اور غلیل نے اس سرزمین پر تمام یونٹوں کو مرتب و منظم کیا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کان میں نئے سرے سے ذرہ ست تباہ کن معنی بقا نہ حملہ کرنے لگے، میں میدان کی طرف نہ کی۔ وہی سننے فتح کا وہ پہل جسے موازن کا فعل نہ سالار حاصل کرنے لگا تھا،

ضیاع کر دیا۔

ذاتِ انوار کے ذکر کی تمام صلیں اس کتاب کے آخر شدہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیے۔

اوسید ایک واقعی حیثیت ہے جسے — ہر فرد اور ہر ذلے میں ممکن و مستطاع
کا عمل اور کرنے والے ماہرین نے تسلیم کیا ہے آپس میں عام اور بچے بچگی اور بڑے بڑے
نئے وقت جب کہ فوج ایک زبردست دھکے یا شکست سے دوچار تھی جو ثابت تھی اور دعائی
اس کے کم از کم حالات کے درست کرنے اور شکست کو زبردست نکتے میں بدل دینے کے
بالے میں اچھے شایع تمام ہر سرے اور صفت میں جنوی کی کمالات کی ثابت تھی کی وجہ سے خلا
یہ بات حسیغ نبوی کے لئے اس وقت کو نہایت تھی جب یہ شکست خود بخود منتقل ہوئی
اور ان سب کو اپنے قائد علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اور کو جمع ہو گئی جس نے جنوں کے
وہ نئی ثابت تھی سے جماعت و سیاست کی شان دار مثال قائم کی۔

اداس میں کچھ تعجب نہیں کہ جنوں سے قبل اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی عسکری تالیف، چار فوجیں کی تالیف میں شایع صفات کی حامل ہے اور سب کو ہر
کسی خوف یا گھبراہٹ سے دوچار ہوتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہر دل سے
سٹوں پہنڈوں سے بھی بھر کر ثابت قدمہ کر ان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کے دلوں کی
ڈھارس بندھتے رہے اور جب ان پر مصائب نازل ہوتے تو وہ آپ کی ہمارے کرتے
تھے۔ اور اس واضح حقیقت کو حضرت بارہن جانب نے بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ
میں ہر شے کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے
میں کو کر رہے تھے اور آپ وہ شجاعت تھے جن کے ذریعے مقتدرت کی جاتی رہی ہے

اور جن میں میں مسلمانوں کو لکھ کر جو شکست ہوئی یہ مسلمانوں پر، نہا ہونے والی ہو
شکست نہ تھی میں یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت تھی جو وقت کے پھلنے اور
مسلمانوں کے آپ کے ساتھ رہنے کے بعد ان کے سپرد ان کی طرف واپس آ کر دشمن
سے جنگ کرنے کے وقت، شکست کے ناگوار اثرات سے بچنے کا سب سے بڑا

اصل چیز وہ ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عین میں کہا۔
 اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے رحلہ ہی میں میں میں آپ کی
 فرج کو زلزلہ انگن شکست سے دو چار ہوا تھا۔ ثابت قدم رہتے اور
 تھا کہ ہوائیں مسجد کے پہلے رحلہ ہی ہی فتح حاصل کر لیتے۔ پس سار
 رسول اور شیخاؤں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی کے خزانے ہونے
 کی فتح کو فقط معدودہ اور پریشان فتح بنا دیا جس کا انجام پر کچھ اثر نہ پڑا۔ اور آپ کی قربت
 تک آپ کے اصحاب کی میدان کی قربت و مہی کا بڑا سبب گئی اور اس قابل ترفیع راہی
 سے مرکز میں طاقت کے تمام دونوں کو مسلمانوں کے مفاد میں پلٹ دیا۔

پہل اس بات کی طرف اشارہ کر دینا بھی مناسب ہے کہ زمین کے ہندو سار رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت اور ثابت قدمی سے جس کھنچ پوزیشن کی دستگیری کیا
 وہ اس خطرناک پوزیشن سے جس کی آپ نے اُس کے وفائی شجاعت اور ثابت قدمی سے
 سے دستگیری کی تھی۔ دونوں معرکوں کے آخری نتائج کے لحاظ سے مختلف تھی۔

اُس کے معرکہ میں اپنے اصحاب کی شکست کے باعث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو مائل ہونے والے فوائد۔

۱۔ مشرکین کو اپنی فتح کی توسیع سے محروم ہونا، کیونکہ یہ ثابت قدمی اس فتح
 کو اپریشان، و معدود فتح کے شگ و رے میں محصور کرنے کا سبب بن گئی
 جس سے مشرکین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھاری زخم پہنچانے کے ساتھ ساتھ
 صرف مشرکوں کو قتل کرنے کی سکوت پاسکے۔

۲۔ اس ثابت قدمی نے قریش کو محدود فتح پر ہی اکتفا کرنے پر مجبور کر دیا۔

اور انہوں نے واپسی کو ہی غنیمت جانا اور وہ میدان سے چلے گئے اور
 میدان مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ گئے اور شکست خیز فرج کے چوڑی

مقتدرین کو بھی اس میدان میں پہچے چھوڑ گئے، جس نے مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کی پابندی کے بغیر میں فتح حاصل کر لی اور وہ تیرافان تھے جنہیں سالہارا علی نے میدان کا اندازہ بخوبی کئے اور اسے پانڈر پر متعین فرمایا تھا لیکن جب مسلمان اپنی بڑی شکست کے بعد میدان کی طرف واپس آئے تو قریش نے اس فیصلہ کن فتح کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی شکست کو جو مسلمانوں کو میدان کا نام کی طرف راہوں کے بعد حاصل ہوئی۔ سے بالکل مقرر شدہ ہو گیا ہوئے۔ دونا پانی فوجوں کے ساتھ معین سلامت میدان کو چھوڑ کر اپنے ساتھیوں میں چلے گئے۔ ان چاروں معینین کے جہانگیرا مسلمانوں کے ستر معینین کے مقابل کھڑے کئے گئے تھے۔

اور جن کے روزار مول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی سے مسلمانوں نے جو فائدہ حاصل کئے تھے وہ اس سے بہت بڑے تھے اور دوا۔ طرح کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی، پہلے مرحلے میں ہوا زان کی فتح کو صرف محدود فتح کے دائرہ میں محدود رکھنے کا اپنی سبب نہیں بنی بلکہ آپ نے اس پیشان اور محدود فتح کو مسلمانوں کو ہنس اور یہ معینین فتح میں بدل دیا۔ جنہوں نے ہوازن کو کامل اور غیر شکست دی، جس کے بعد مشرکین کا کوئی نقشہ باقی نہ رہا۔

اور جب معینین میں مسلمان میدان کی طرف واپس آئے تو انہوں نے اپنی معینوں کے جیت کرنے اور دوبارہ انکی تنظیم کرنے اور جانک کو مزید کامیاب ہونے کے بعد معینین کے دکنے پر بکثرت انیس کیا۔ جیسا کہ اُحد میں ہوا تھا۔ بلکہ انہوں نے ایک مذہبیت اور ایک غم غما حملہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں مشرک ہوازن کی فوجوں کو خونخوار ہوا اور آخری شکست ہوئی۔ جس سے ہوازن کی فوجیں بھاگ گئیں۔ اور اپنی مورچوں کو چھوڑ کر ہوازن کے میدان میں مسلمانوں کی جانب سے شکست ہو گئی۔

پس :- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی، معینین کے دوا کی

بکسرہ بہترین اصحاب کی ثابت قدمی کا سبب بنتی اور ان سواد میں کی ثابت قدمی نے علیؑ کی شکست کی شکیف میں بہت اچھا اثر ڈالنا اور اس طرح کہ یہ سواد علیؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں — سخت نصیحت کے وقت ایک محافظ فوج بن گئے۔

جس نے شکست خوردہ مسلمانوں کے سادہ کر بہت جھٹک بچا یا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سواد میں کی کون کرتے ہوئے ان ہوازن پر زبردست مخالفتاں حملہ کیا۔ جن کا ہر اول مسلمانوں کے متعصب میں لگا ہوا تھا اس مخالفت حملے میں مدللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ان جہنمہ کیم سہ اصحاب نے بڑی جملہ بازی کا مظاہرہ کیا۔ اور ہوازن کی بعض یروشوں کو خطرناک نقصانات پہنچائے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شکست خوردہ مسلمانوں کی طرف سے میدان کی طرف سے جب مشرکوں ہوازن کے قیدی رسیدیں ہیں بخیرے ہوتے۔ سادہ رسولؐ کے مسئلے بڑے ہوئے تھے۔

ج۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ایک ثابت قدم اصحاب کی ثابت قدمی؟ پھر شکست کے وقت ان کا ہوازن کے مقابلہ کرنے والے یونٹ پر مخالفتاں حملہ۔ ہوازن کے اس حملے کی شدت جس کا آغاز لگا تلوں نے کیا تھا اُم کرنے کا جب ہو گیا، اور مزید بات یہ ہے کہ ہوازن نے دیکھ کر اس کے ہر اول پر ہائیم چھوٹے سے دستے کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں زبردست مخالفتاں حملہ کیا تھا، خیال کیا کہ ساری اسلامی فوج کو شکست نہیں ہونی اوس بات نے ہوازن کے جھٹک حملے کی تیزی کو کم کر دیا جس سے بڑی جھٹک۔ اسلامی فوج کی میدان کی طرف ڈال دی گئی کام آسان ہو گیا جو واقعہ فجر کے وقت پہلے حملے میں ممکن شکست کہ چکی تھی۔

د۔ اسی طرح حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم کے بچا نے بھی جو ایک ثابت قدم اصحاب یہ سے تھے شکست خوردہ دشمنوں کے دہس لانے میں عظیم اور فعال کردار ادا کیا۔ ان ایسے طریق پر جو ان کی شجاعت پر طاعت

میں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹکڑے معاینہ کی جانی بلندہ آواز سے جھونکے
میلوں تک سنائی دیتی تھی۔ شکست خوردہ مسلمانوں کو اس شام خدا حقیقت کی اعلیٰ
سچپنائے پر تیار ہو گئے تھے جس کے متعلق انہیں بہت سے آدمی توقع کیا نہ رکھتے تھے کہ
سالار عظیم صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں اپنی جگہ پر ڈٹ کر مشرکین کے ساتھ اپنی تیار
سجائ کر رہے ہیں، مہر احمق نے (مخوفہ انداز سے) میدان کی طرف دایں آگے
اپلے۔

اور جب حضرت عباس کی آواز میں شکست خوردہ گویں نے سالار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی کئی ٹوس سے ان کی شکست خوردہوں کو نفرت دینے اور ان کے
دلوں میں احساسِ شرمندگی کو پیدا کرنے میں بہت اچھا اثر ڈالا اور جب انہیں معلوم
ہوا کہ وہ خود توجہ گاہ کے ہیں اور نیچے جی کو برا نہیں اپنی جانوں اور بیویوں سے کبھی
نیز عیب ہے، میدان میں کھینچا ہوا آئے ہیں تو وہ دایں ٹوٹے اور پھر وہ کبھی تباہی
چھلکتے گئے جس نے ہوازن اور اس کے پس چارہ سپاہیوں کو ڈاڈا پہاں کھٹا فیلڈ
ان کو غلط دھڑکے اس طرح بکھیر دیا جس طرح بڑا نہ ہی شکستہ تھیں کو بکھیر دیتی تھیں۔
مگر مسلمان، حضرت عباس کی آواز نہ سنتے جو انہیں ان کے جی کے خیالت کے
متعلق اطلاع دے رہے تھے اور ان کے نام سے انہیں میدان کا نڈا کی طرف دایں
آنے کی اپیل کر رہے تھے تو ان کی شکست کا سن اور تباہ ٹوٹ شکستہ ہوتی اور ہوازن کی
حمد وہ اور رشید فتح کے ہنگامہ اور فیصلہ فتح میں بدل جانے سے ہوازن شکست خوردہ
اسلامی فوج کی اکثریت کو تباہ کر دیتے۔

پس خود ان کی شکست کھانے کے بعد مسلمانوں کی تباہ کن فتح کی سانس اور سکا
بڑا سبب، ویروں کے سرور اور اشرار المخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جرات ہے اور
اس شجاعت کی کوئی نظیر مہذب نہیں ہے۔

۵۔ عقیقہ — ماہرین جنگ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پڑتا کہ سپاہی جس جنگ میں جی جیت لے اس کا عقیقہ اس کے مورال کی قوت کا سب سے بڑا حشرچشمہ ہے اور جی برباد ہو جائے گا تب تک ہم اور اعلیٰ ہمتیاء تیار ہے۔

اور حقیقی مسلمان عقیقہ سے تو اسلام پیل لے لے۔ وہ اپنے عقیقہ کی طاقت کو قائل و مجرب رکھتے ہیں اور شاہد یہ تصریح حاصل اور رکھتا اور قائل ہو کر اہلای عقیقہ ان تمام عوامل میں سب سے مقدم ہے جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجوں کو فتح میں کافی شیعہ سے سرفراز کیا تھا۔

اور ہمیں معلوم ہے کہ مسلمانوں نے اپنی تاریخی جنگوں میں اپنے عقیقہ سے کتنے بڑے اُن دشمنوں پر جو ہر آویز میں اُن کے غروریت، کفایت، کیسے کیسے نتائج حاصل کی۔ وہ نہ صرف عہد نبوی میں ہر جہاد کے اللہ فتنہ ہرے بلکہ اس کے باہر بھی انہوں نے اسی فتنہ حاصل کی جن کو عقل ماننے کو تیار نہیں ہوتی۔ اور وہ اس طرح کی عقیقہ سے تہذیب کے عقیقہ کے حاصل بنتے ہیں تو وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی حفاظت و وفاداری کی راہ میں موت کا زنا وہ چیز ہے جس کی تیار مسلمان اگر ذرا دکھتا ہے۔۔۔ اور اس حقیقت کا احترام یقیناً غیر مسلم محققین نے بھی کیا ہے۔

اور اس حقیقت پر اس سے طرح کروالات کوئی دانی اور کوئی بات نہیں —

کہ جب خیر القرآن کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں یہ عقیقہ کمزور پڑ گیا۔ تو اُن پر پے دپے مصائب آئے اور اُن کی تعداد اور سامان کے زیادہ ہونے اور اُن کے دشمن کی تعداد اور سامان کے کم ہونے کے باوجود اُن کو دولت آئینہ شکستیں ہوئیں۔ پس ان کو کھیسے عقائد کو اپنانے کے نتیجے میں جن سے آخری دور میں مسلمانوں کے دلوں کو واسطہ پڑا۔ احباب کی طرف منسوب ہونے والوں کی پوزیشن بدل گئی اور وہ ہر چیز میں سپاہانہ ہو گئے اور ہر سامان اصول و عقائد کو یاد کرنے کے بعد جنہیں انہوں نے عقیقہ اسلام کی جگہ لگا دیا

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں مٹی
نہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے لئے

فتح کے بعد ہوانن کی تباہ کن شکست اسباب | اس بار سے میں کوئی آفت
موجود نہیں کہ ہوانن کی

میں سرسہای ہر کہ کے آغاز سے اس کے اختتام تک ایک دشمن دھارم دلیروں میں کر رہا
تھی جو عسکری ہجو ہجو اور ہوانن و سپہ ست جنگ اندر ایک مینی سے مسطورہ ہلتا اور
جگہوں کے بنیاد میں ہمت نہ مقام کا حامل تھا۔

اس کی شجاعت کے متعلق ہم نے آغاز میں دیکھا ہے کہ اس نے اپنی قوم کو
کیسے دھت کر کے۔ اس نے ان میں ایک پڑ جویش تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس نے
جنگ کے لئے اپنی سواروں کے نیام توڑ دیں تو میں ہزار جاں بازی نے اپنی سواروں
کے نیام توڑ دینے پر حریفوں میں ہراس پڑی تھی اور شکستہ زیادہ تلواروں کے ساتھ
مسلمانوں کا سامنا کیا۔ اور تلواروں کے نیام توڑ دینے کی یہی علامت ہے جو ہمت
وہ جنگ میں ہمت قبول کرنے کے پختہ ارادے پر دلالت کرتا ہے اور اعلیٰ لحاظ سے ہم نے دیکھا
کہ مالک بن عرف نے میدان جنگ میں اپنے خاص قبیلہ بنی نصر کے سر پر کھڑے
ہو کر مسلمانوں کے۔ خدا کیسے جنگ کی۔ اور جو دیکھ ہمانن کے دیگر قبائل نے
تھے۔ حریف تھا کہ اس کا قبیلہ اس کی گھن میں اپنی ثابت قدمی کے باعث اپنے رفیق
آدمی تک نہ جو جاتا اور اس کی عسکر کی سیاست اور بات اور مبارزت پر اس تکلیف لار
کے وہ تھوڑے ذلت کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی فوج کو مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے
تیار کر رہا تھا۔ گویا وہ کچھ ہند کے فوجی اداروں کا مجموعہ ہے، ہم نے دیکھا کہ فوج
سالار کو۔ یہاں سے یہ علم ہو گیا کہ سلطان کوٹکے دواؤں پہنچے ہیں کہیں نہ وہ تو

دو جاوی تین کے دسین چھبرے مقام کی طرف ان سے پہلے پہنچ کر اُسے اپنی فوج کو پتہ دینا لگے۔ کیونکہ وہ رات گزر رہی تھی۔ مہرزدہ پیرنہ لکھنؤ کے میدان کے مطابق (مکمل اور سخت) جنگ لڑی اور
مزم نہیں تھی۔ اور ان گھوڑوں کی جھلانی کیلئے مناسب جالی تھی جو اس اندر بہ مہلک
مہتیار تھے۔ اور حنین کے صف ہوازن کے پاس ہزاروں گھوڑے تھے۔

انہیں نے بھی دیکھا کہ اس نوجوان کی عمر جو بیس سال سے متجاوز تھی اور اُسے
ایک مہینے کے ساتھ مسطورہ بنانے اور مرمت کے ساتھ ان کی تفتیش کرنے کی کسی قدرت
ماہر تھی۔ اور ان میں سے جو شاہد تھے شاہد مسطورہ تھا۔ لگتیوں کا جسم بننا تھا
اور اسکی تغیر کرنے میں مالک کو قدرتی حدود تک پہنچا تھا نیز ہم نے یہ دیکھا کہ سالار ملک
نے دیکھا وہ وادی میں اپنی فوج کو پتہ دیا تھا، کچھ (میں نے) چال کی، احتیاط کیا جس سے
اس نے اپنی فوج کو مسئلوں کی نگاہ میں اس کے حقیقی جسم سے کئی گنا بڑا کر رکھا۔

مہرسلانوں نے حنین کے صف ایسے جاننا نہ سہلے گا سا مانا کیا، جو دیل و تدبیر
اول کے ممتاز سالار تھے۔ اور سالار ہوازن کی ذاتی شہادت پر سلطان مصر حنین کی
شہادت کے مطابق اس کے بعد کھڑا کرتے کر نے والی اور کئی بات نہیں کر رہے ہوازن کی
عام شکایت کے وقت میں ان میں اپنے خاص خاندان و بیوی بھائی کے سر پر کاروں
اور گریب تھا کہ مسلمانوں کی خواہش ان کے آخری بھائی تک کو نہ کرنے میں اور سالار ملک
نے اس وقت شکست کھائی جب اس نے دیکھا کہ جنگ جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں
لگا اس کے بعد محدود میدان سے کھینچنے والے بڑے کی طرح نہیں بھاگا بلکہ اس کی
شکست متعمد اپنی کے مشاہدہ تھی اور ہم نے اس کتاب کے گوشہ صفحات میں دیکھا
ہے کہ یہ سالار اپنے بھائی کو جس کے انکان کے ساتھ ٹیلے پکڑ رہے تھے اس سے بچتی ہو گیا
تا کہ وہ بدپوش نہ ہو تو تعاقب کرتے جاے سلطان کا دستہ جس کی قیادت حضرت زبیر
بن العوام کر رہے تھے اسے پھرنے کا قوفہ لائی اس نے (مکہ) میں دشمنوں کے دربار

دو پیش ہو گیا اور مسلسل سڑتے چلتے دانکا لیتے ہیں اپنے قلعہ میں پہنچ گیا۔ پھر ثقیف کے پاس
جل گیا اور ان کے ماقہہ دلت میں قید بند ہو گیا۔

پس جب ہمدان کی بیٹی اور قباوی سبط اس درجہ تک مستارت تھی تو کمن۔ سیاب کی
برائے ممکن شکست ہوئی؟

نہ۔ معتقد کے موم موجودگی۔ مسلمان عبد بن عتیرہ رضی اللہ عنہ کے
حالی تھے جس کے زیر سایہ موت لکڑ شیریں خیال کرتے تھے۔ اور ۱۵۵۵ء سے ۱۵۵۶ء
حضرت دارموت تھے جس کا کوئی مسلمان آرزو نہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ خیال اچھی والی
کو بہت تقویت دینے والا ہے جو موت تک جنگ میں استقلال کہنے لازمی ہے۔
ہمدانی سپاہی۔ نچی شجاعت کے، جدید کوئی ایسا حسیہ نہ کہنے تھے جس کی راہ میں موت
کو شیریں خیال کرتے بلکہ ۱۵۵۵ء اس کے بے میں تحقیق کر رہے تھے تاکہ وہ بھی راہ خدا میں
شہید ہو جائے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں ہر مکر میں حصہ لینے والے تھے
کا حال تھا۔

اور ہمدان کا بھی ایک عقیدہ وہ ایک بہت پرستار عقیدہ تھا، معدوم کے حکم میں تھا
یہودوں عقیدہ، کمزور، غیر واضح فرمانے اور قابیلی تھی تھا۔ ورا اس کے فیضان میں
یہ عقیدہ شامل تھا کہ اس کی راہ میں قتل ہونے والا جنت حاصل کرنے میں کامیاب
ہو جائیگا۔ اور ہمدانی قوم میں ایک سپاہی بھی ایسا تھا جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اگر وہ
لات اور عزری یا کسی اور بت کے دفاع میں مارا گیا تو اس کا جگہ جنت ہو گا۔
پس ہمدان کے متعلق یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ بھی عقیدہ کے بغیر معرکے
میں شامل ہوتے۔ لیکن ان کے سلاطین ملک بن عرف تھے۔ ایک بہت پرست کیونکہ
اس عقیدہ کو طاعت تہہ، اس عقیدہ صحیحہ یا سحر کے مقابلے میں عورتوں، بچوں اور املاک کے
دفاع کو اختیار کیا۔ یہ نہ ملو لہ کے پاس تو تھا اور ہمدانی اسے تلاش کر رہے تھے پریش

تمام سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اہل و اہل کو میدان کی طرف چھوڑیں تاکہ ان کے دفاع میں
تبرہ کر لیں کیونکہ ان کے پاس اس کے سوا اور کئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے دفاع میں
وہ موت قبول کرنے پر مجبور نہ ہوتے مگر یہ منصوبہ کچھ بھی سود مند نہ ہوا اور پہلڈن کو ایک
عہدہ گروہ کا بل شکست ہوئی۔ اے وہ اپنے اہل و اہل کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے اور
رہے عقیدہ رکھ کر عدم ہرج و مرج کے سبب سے جس کی جگہ سپاہی کے مودال کو جو موت
موت تھی کے لئے ضروری تھا، اور کئی چیزیں نہ تھیں۔

ج۔ تنگ قبائلی عنصریت اور آزاد دنیا ہے۔ — بت پرست قبائلی رعب
بہانوں کے کسی بھی معرکہ میں ہتھیار کے عسکرات کا تجربہ کرنے کے لئے انھیں ہتھیار
دافع ہو جاتا ہے کہ تنگ قبائلی عنصریت ہر وقت قیدی کے دفاع کا آئینہ قائم رہتا ہے اور
یزید جیٹ کرنے کی خواہشیں رہا دیا ہے، عربی بت پرست سپاہی کو جنگ پر آمادہ کرنے
کے دو غلیظ محرک ہیں اور یہ دونوں محرک (دوبی ناہر کی نظر میں) موت کے کو ثابت تھا
میں مدد دینے کے لئے کافی ہیں۔

پس عنصریت اگرچہ اکٹھا کرنے کا ایک محرک ہے مگر جانا باز کے نزدیک موت تک
ثابت قدم رکھنے کا محرک نہیں ہے۔ پس بلاشبہ وہ اس شخص کی جانب سے بڑے گا۔ جو
اس کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہو گا۔ اور شجاعت کے ساتھ ڈھار رہے گا اور قربانی
لیکن وہ اسے اس حد تک نہیں لے جائیگا کہ دفاع کا راز طور پر موت کا سامنا کرے تاکہ
دوسرے لوگ نفع دہیں۔

اور نہ اور شاڈ مثال میں کوئی تعجب کی بات نہیں) پس جب تک اسے فتح
کی امید رہے گی وہ جنگ کرتا رہے گا۔ لیکن جب جنگ اس پر مصیبت قبول دے ہو پھر
جنگ کی سختی اس حد تک پہنچ جائے کہ اسے موت یا قرار میں سے ایک بات کو اختیار کرنے
کے سوا چارہ نہیں رہے گا تو بلاشبہ وہ قرار کو ترجیح دے گا۔

باب ہی : ت کوٹ مارے خشک توڑے صحریت سے بھی کمزور تر فرک پہاں لئے کر
جانباز جنگ میں کوٹ مار کی وجہ سے صرف اس لئے معہہ لیلہ جنگ بکچھہ کوٹ مار کر
جہاں سے زخمہ وہ کر فائدہ اٹھائے کر صیب سے اپنی طرح یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ
جنگ جانیہ کہنے میں اس کا انجام موت ہو گا تو خدا وہ کس قدر دلیر اور جنگ کا ماہر ہوتا
بلاشبہ غزا کر نے کی طرف اس پر جاتے گا اور یہی کام ہوا زن سکھا۔

پتہ : خود راخصی اور فریب ۔ سائر ہوا زن مالک بن حوفہ تو
یہ دونوں صفات سحر و جادو تھیں۔ اگرچہ یہ ان جو ان سے خارج نہیں تھے اور روشن دماغ
تھا مگر خود دوسرے اور فریب خود بھی تھا۔ ان کے ہر سر واروں میں فتح معانی اور فریب
کھایا جاتا ان جو کو کمزور کرنے کا سب سے خطرناک ہوش ہے اور ان کے لئے معائب
کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ حیدریوں کی تاریخ میں ہے۔

اور مالک بن حوشی خود رئی یکسہ خارج بات ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہے کہ
در یرین الصفا جیسے سربراہ بنانے اس پر تہذیب کی کہ اس نے سپاہیوں کو میدان جنگ کی
طرف اپنے اہل اور دوزخاں ساتھ لے جاتے ہیں جو یہ کہنے ہے کہ اس نے اس کے مشورہ کو رد
کر دیا۔ حالانکہ اس نے اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ غور توں بچک اور اموال کو پہرہوں کی
محفوظیوں کی طرف دپس کر دے کہ ہوا زنی کی شکست کی صورت میں وہ محفوظ رہیں تو میں
شکستہ اور اذد میں مشورہ کو رد کر دیا۔ اور یہ قبائلی ہوا زن کے سرکردہ اور سارا جھڑا
کو یرین الصفا کا مشورہ نہ سنتے سارا ہوا زود اسے اختیار کرنے کی طرف مائل تھے
ان کے سارا نے انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اس کے منصوبہ پر عمل نہ کیا وہ اس کے
زارح کے محلہ اپنی پہلے آبدہ خود کشی کر کے گاٹھا اٹھولے اس کی بات مان لی وہ ان کو
اس کے تصرف میں بہت سی غلطی پائی جاتی تھی کیونکہ وہ ان کے ہاں مہرب تھا تو اسے
یہ کہ جب جنگ اٹھ کے دے ان کو پر تھی تو وہ کہیں میں بٹ جاتے تھے۔

احسان کی وجہ سے اپنے ایک ہم چلی عنصر کو کھنڈ یا تھا۔ جس سے اس فوج کا ہوا مال
گر گیا۔ یہیں تک کہ ایک سر سناٹا مالہ مفرجی ماہر دیرین الصحتہ نے جس نے عمر کلک
صحتہ جنگوں میں گزارا تھا جب اُسے شہید کیا کہ کتب اور کلاب اور بھلل مسلمانوں
کے ساتھ جنگ کرنے میں شامل نہیں تو اس نے ہوا زن کی فوج پر شکست نازل ہوئی
تو قے کی اس نے کہا:

”اگر یہ کوئی جملاتی کی بات ہوتی تو تم اس کی طرف اس سے بقت
ذکر تے اور اگر یہ کوئی شریعت شہرت کی بات ہوتی تو وہ اس سے بچے۔
رہتے اسے گندہ ہوا زن میری ماں اور ماں پس چلے جاؤ اور چکے انکو
نے کیا ہے وہی کر رہے۔“

اور علی بن اوسین الصمتہ کی تو قے کے مطابق ہوا زن کو مسلمانوں کے خلاف
جنگ میں شکست کے سوا کچھ نہیں ملا۔ اور وہ ہمہ گیر اور تباہ کن شکست تھی۔

۵۔ اچانک سے رعب کا پھنا۔ ہوا زن نے دھڑوٹا امر کے
پہلے مرحلہ میں بڑی منجی قوت کا مظاہرہ کیا۔ بوجہ شکست خیز وہ مسلمان واپس
آئے اور انھوں نے زبردست مخالفت کا مظاہرہ کیا تو ہوا زن نے پھر یہی شہید جنگ کا
اور ان کا سالار مالک بن عرف میدان میں ثابت قدم رہ کر مسلمانوں کے ساتھ
بے جگری سے لڑا۔ بالآخر یہ تھا کہ اس کا خامر قبیلہ اس کے سپہ سالار کے ساتھ
باعث فنا ہو جاتا۔

لیکن ہوا زن فوج کو مسلمانوں کے ساتھ ذمہ داری جنگ کرتے دیتے۔ ایک
پوشیدہ ہتھیار کا سامنا کرنا تھا جس کا ہوا زن کو جبہ شکست دینے پر بڑا اثر تھا۔
اور وہ ہتھیار اچانک رعب کا پڑ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہوا زن فوج کے دلوں

فعلیہ و باعقارہ اہلسنہ پر مستعد ایک ہزار فوجی سپاہی، اسلامی فوج کے پہلو میں خود شک صورت پرنا آستانہ سپاہیوں کو دیکھتے تھے۔ اور اسلامی مورخین نے وقتہ نصیبوں پر انکا ذکر کیا ہے کہ یہاں تک کہ جب سپاہیوں کو پہاڑوں کے سپاہی سواروں کی صورت میں دیکھتے تھے وہ مشرکین کے دلوں میں رعب تولدنے والے ملائکہ تھے اور اس اچانک رعب پڑنے کی کیفیت کا: حررات ثقیفہ کے ان آدمیوں نے بھی کیلہ ہے جو حنین میں مشرکوں کے ساتھ شامل تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ان کی راہنمائی کی جیسا کہ اس کتاب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

جیسا کہ قبل از یہ اس کتاب میں بیان ہو چکا تھا اللہ کے محاصرہ میں آئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے مسلمانوں کی ناکامی کے اسباب ہوازن کے تعاقب میں۔ اپنی فوج کی کمان کر رہے تھے، غرض کہ آپ طائف پہنچ گئے، جہاں ہوازن کا امیر بازو تعفہ موجود تھا۔ آپ نے ان کے قلعہ کی کمانبرداری کر لی اور اس محاصرے کے پہلے آپ یا سید کر رہے تھے کہ ثقیفہ، مسلمانوں کی اطاعت کر لیں گے۔ لیکن ثقیفہ نے ٹری شدت کے ساتھ مقاومت کی اور ان کے قلعے سرزد ہو سکے پس محاصرہ کا یہ رشتہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے توڑنے اور ثقیفہ کو اپنے مال پر چھوڑنے کیلئے مجبور ہو گئے مسلمانوں کے کوئی بیشتہ خیر حاصل ہوئے بغیر حلبی سے محاصرہ توڑنے کے یہ کہہ رہے تھے۔ منہ جو ذیل: میں میں اللہ اسباب کو مقرر طوع پر جیل کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ طائف کے قلعے بڑے مضبوط تھے اور یہ وہ اور سرور مسلمانوں کے لئے ان امور میں دشمن ہونا دشوار تھا۔ اور اسلامی فوج کے پاس سہارا ہی تھا۔ جس سے وہ عام فوج پر قلعہ دل پر حملہ کرنے میں استعمال کرتی تھی اور یہ سہارا منہ قبل شکر کے کے آلات اور ٹینک تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قلعہ والوں میں حسن

ہونے کی خبر کو اس نے سنا کرتے کے ارادے سے ان بھائی بھتیجاؤں کو استعمال میں نہ لے سکے
تھیں کہ وہ اس پر اس وقت تھا۔ اور ان کی فضیلتیں مشہور تھیں اور آتش (اور غیر آتش)
گورہ کا ان بھائیوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

پتہ :- شکیدہ مقادست ۔ اس بھائی میں کوئی خدمت نہ ہو چکی
کہ عین ایک متاز جاننا شروع تھے اور ہر ایک کے ہم پانڈوں میں سے تھے۔ وہاں
شجاعت پر اس سے بڑھ کر دلالت کرتے والی کوئی بات نہیں کہ اس کے روزگار
ایک سو مقررین پر چھ کھیت رہے۔ جن میں ان کا سب سے بڑا بندہ بن جاتا ہے۔ وہاں
اور انہوں نے قلعوں میں مقصد کی تیاری کرتے چھکے۔ اس بھائی میں جو بھائی
ایک روز کا لڑائی مراد مبعوث کر لیا تھا۔ وہاں کے بھائیوں میں بانی بکثرت ہو جاتا تھا۔
پس انہوں نے محاسبہ کی شکیدہ مقادست کا وہی ترانہ بازی اور تنگیوں کے مقابلہ میں
بڑے ہار تھے۔ بعض حملہ آور فضیلتوں میں سوراخ کرنے کے لئے عافیت نہ ہونے کی
طرح استعمال کرتے تھے۔ لیکن تیر کمان میں ان کا کھل جاتا تھا۔ وہاں نے بڑی
جرات کے ساتھ مسلمانوں کو تیر لکے اور اس شجرت سے ترانہ بازی کی ہونے کے سلسلہ میں
کہ بہت سے مہلک زخم آئے اس بات نے انہیں ڈبوس گیا کہ وہ تیروں کی فوج سے دور
کسی جگہ پر رہیں چلے جائیں۔

بھائیوں میں سے ایک کو جو وزیر لکھڑی سے بے ہوش تھے
قلعہ کی فسیوں میں رہتے بنائے تھے۔ اس کو اس کی فسیوں کی تاک سے سلام دیا
ان سے داخل ہو جائے تو تھیں نے ذرا غلطی ہو جانے کے ساتھ اس بھائی میں
کا قتل ہو گیا۔ اور ان کے چنگلے ہونے کو اس نے سمجھا۔ انہیں فسیوں پر چنگلے
وہ انہیں خود کر سکتے تھے اس وجہ سے جو بھائی ان کی آڑ سے بڑے تھے بغیر کسی
پر گئے اور تیروں کا نشانہ بن گئے۔ ان وہ وہی پر ہونے کے بعد اہمیت

نصیلوں میں شرافت کرنے کیلئے جو کچھ بڑے علمبرداروں نے کیا وہ نامکمل ہو گیا تھا۔ اس طرح ثقیف کے قلعوں میں بڑی قوت داخل ہوئے کیلئے اسلامی فوج نے جو کوششیں کیں وہ نامکمل ہو گئیں۔

ح - حاصر کی مدت طویل کرنے کی ضرورت - ثقیف کو اطاعت پر مجبور کرنے کے لئے اب اسلامی فوج کے سامنے ایک ہی صورت رہ گئی تھی کہ وہ ایک ثقیف کے پاس جو غذا موجود ہے اس کے مٹانے تک مسلمان اُن کا ہوا موکھ رہیں۔ اور یہ ممکن ایک سال کا میزبانی تھا۔ اور مسلمان جاننا چاہتے تھے کہ اتنی مدت اپنے اہل و عیال سے فائدہ پہنچانے کا مادی نہیں ہوا تھا۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرے کو باقی رکھتے اور اتنی طویل مدت تک فوج کو ثقیف کے قلعوں کے آگے ٹھہرتے رکھنے کو مناسبت قرار دیا۔

د - ثقیف کی اہمیت کا خاتمہ - یہ صوبہ طائف کی نامی لڑائی کے سبب یہ بھی ہے کہ ثقیف رہواذن کی قوت کے اہم مقامات کے بعد اسلام کے لئے ایسا خطرہ نہ تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں پر بڑے بڑے حملے ہوئے ایک سال تک ان کے محاصرے کی پریشانیوں برداشت کرتا ضروری تھا چونکہ ان کے تمام قبائلی کے اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد ثقیف مکمل طور پر ایک متحکم ہو گیا تھا۔ اعلان دشمنی کے بعد ان میں تھا جو غزوات میں کے دست اور پائی تھے اور ہر ایک موقع پر اپنے اپنے ہی ثقیف کو دھمکانے اور اس کا محاصرہ کرنے کے قابل تھے اور علماء بھی کچھ ہوئے تھے جو ان کے اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد حنین کے روزے ان کا سالہ تھا اور وہ ایک ہی دفعہ اپنی قوم کا شہر اور رطاب تھا ثقیف پر زبردست حملے کرنے لگا۔

۵۔ یہ ایک اہم سبب ہے، ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان سے حکم آیا کہ آپ ثقیف کے کامر کے قتل میں جو تکملہ اچھا ہے۔ اس پر عمل کریں۔ یہی وہی کہ حضرت سید ثقیف بنی نضیر سیدنا کریم صابر حضرت انسہ بنی ہاشم کا اعلان کر رہے تھے: میں نے بب آپ کے چہرہ مبارک نے وہی وہی ثقیف کا کامر قتل کر دیا ہے۔ آپ کے ثقیف کے متعلق یہ حکایت کی اس کی تو آپ سے اس سے یاد کر دیا اور فرمایا۔

”اسے اللہ تعالیٰ کو ہدایت فرمے اور اسے عطا۔“

تمام جزیرہ عرب کے بہت پرستوں
عرب۔ اسلامی دعوت کے قتل

جزیرہ عرب میں بہت پرستی کا خاتمہ

لہذا جو جس کے خطرے سے بہت پرستوں کو بچانے کیلئے، ہجرت اولیٰ۔ کعبہ کے قاتلوں اور مشاعرہ کے مخالفین قریش سے ایسوں والی تہ کے ہونے تھے، اور جب انھوں نے ان کے قبضہ میں آگیا تو باقی ہواؤں کے سوا جو کچھ تعداد میں اور محتاج قوت کے حامل تھے، اور کئی تغلل حریف قوت باقی نہیں رہی تھی جس کی طرف تو حید کے مقابلے اور اس کی مسلح انواریہ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے جزیرہ عرب میں بہت پرستی پر قائم رہنے والوں کی نگاہیں اٹھیں لیکن آخر کار ان ہواؤں کا بھی سقوط ہو گیا۔ اور اسلئے دشمن فوجی قوت کے لحاظ سے ان کا تارہ ہو گیا۔ بلکہ یہ سب قبائلی اسلام کے مددگار بن گئے۔

پس جزیرہ عرب کے دو زمانہ کے علانے میں شریک کی یکروہ و مددگار رہا، پائیدار کیا کر سکتی تھیں، پس جنہیں کے روز ہواؤں قوت کے شکست کھانے سے جہنم بردہ میں

۱۔ مشاعرہ کی رسوم اور اس کے مقام کو کہتے ہیں۔ مترجم

ہے ہستی آخری قلم مسطور ہو گیا۔ اور اس طرح یہ قول یقینی طور پر صحیح ثابت ہو گیا کہ

”معرکہ حنین کے بعد جزیرہ عرب میں بت بپڑی

سما ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا ہے“

اس کا دلیل یہ ہے کہ اس معرکے کے بعد عرب کے وفود، حدیث میں اسلام میں داخل ہونے کے لئے آئے لگے۔ اور جن پاکوئی نے منکھلا اظہار کیا وہ انتہائی شہلایا تھیں وجہیہ قبیلہ طوی آیا انتہائی جنوب میں تھیں جیسے خزانہ جانب نبی عذرشہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف چھوٹے چھوٹے فوجی دستے بھیجنے ان کی تعدادت کا فائدہ کر دیا۔ اور اسی ہجرت کا دسواں سال میں آیا تھکہ جزیرہ عرب تک طرف سے دوسری طرف تک اسلام میں داخل ہو گیا۔ اور وہاں ایک ہی بت پرست موجود تھا۔ ہاں کچھ چھوٹی چھوٹی غیر ملکی یہودی اور نصاریٰ جماعتیں تھیں جو اسلام کی حکومت کے ماتحت اپنے دین پر قائم رہیں۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب لکھتے تھے جس سے اسلام کی حکومت کی اطاعت کے اقرار کے بعد جزیرہ یمن کا کافی ہوتا ہے۔

اس طرح ”معرکہ حنین“ غزوہ تبوک کی طرف اشارہ کے ساتھ ساتھ —

وہ آخری سنت عربی معرکہ تھا جس میں مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کان میں حائل کیا۔ غزوہ تبوک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں کے ساتھ جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ لیکن اس کی گامیابی کا اسلام کے ستونوں کے مضبوط کرنے اور شام کے باز قبضی حکمرانوں اور عرب مسیحائیوں پر جو ان کے دستہ تھے ان کے دلوں میں مسئلہ ان کی ہدایت ٹانے کے باجے میں غلبہ سنوئی اثر پڑا۔

غیر حنین میں فیصلہ کن شکست کے بعد وہ لوگوں کے اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہونے کے لئے آئے۔ کہے بارے میں اللہ تعالیٰ نے۔ جزیرہ عرب میں صلح

کشتہ کش کے خاتمہ کی طرف اسٹارٹ کر کے لوہے پر جس میں مسلمانوں کو، ان معنیٰ فتوحات کی راہ ہوا کہنے کے لئے حشری فتوحات حاصل ہوئیں۔ جو مسیحی کی طرف اسلام میں داخل ہونے کے لئے سبقت حاصل کرے وہ اسے قبائلی پر مشتمل تھیں۔ یہ آیات نازل ہوئیں۔

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
وَرَأَيْتَ الْمَدِينَةَ مِمْسُكَةً
وَأَسْتَعْرَضْنَا كَانَتْ خَالِيَةً

اختصر فتح پوری

سید یوسف علی شاہ فتح پوری
محقق و فاضل کرامات

اس کتاب کے اہم ماخذ

نام مؤلف	نام کتاب
ابن کثیر	تفسیر ابن کثیر
محمد بن علی طبرانی	معجم اہل بیت
سید قطب	فی ظلال القرآن
زمخشری	مشاف
بخاری	صحیح بخاری
مسلم	صحیح مسلم
ابن قیم	نہج السداد
نیکو جواد علی	اندیشہ عرب قبل اسلام
محمد بن اسحاق	سیرۃ ابن ہشام
ابوالفرح اصبہانی	أمانی
ابو حنیفہ یوسف	المصنف والاصنف
احمد بن علی تھقفشندی	سیرۃ عائشہ
ابن قدامہ	المذنی فی الفقه
علامہ ابو یوسف الخزاز	الاصناف فی حوزۃ الرشید بن الخلفاء

نام کتاب	نام مؤلف
کناف القضاء	مفسر بن یونس البهوتی
شبهات مولی الاسلام	محمد قطب
محیط التواء	محمد بن محمد بن سلیمان
نادر المسلم	ابن جوزی
سقوط الجولان	خلیل مصطفیٰ
غایۃ المقبی	شیخ مصطفیٰ البیوط
طبری	محمد بن عبد ربطری
انقلاب الدولی العام	ثاکر عمری فوق العادة
محدثی ورحل دولہ	ثاکر منگرمی دامت
مقاتلہ الاسلام واپاہیل منصور	عباس محمد العقاد
سابقاں من الاسلام	عباس محمد العقاد
نقد السنہ	سید سابق
الرمحی القاعد	محمد شیخ قطب
تفسیر امام محمد عیوہ	سید رشید رضا
مبادی محمد سالتہ	مولانا محمد علی
سیرت علیہ	ابن برکات الدین
نقد امیرہ	محمد العشری
محیط النجوم المروانی	عبد الملک بن حسین ودمعای
البریدۃ العقیقہ	اسماعیل بن کثیر
الکمل فی التاریخ	محمد بن الاثیر

نام کتاب	نام کتاب
جوانت اميرة	عقاب بن مسفر
آثار المدینہ	عبد القدوس الفداکی
نفاذ الیوم	علی بن احمد سمہدی
ہزرتہ اعداءہ القرن الرابع عشر	محمد علی و حیدر
سند العرب	ابن منقول و افرتی معری
نیل اللوط	محمد بن علی شومانی
الیمود فی اختراک	عقیف عبد الفتاح ہمارہ
الطیقات الکتابی	ابن سعد
تہجہ السیطان	یا قوت محمدی
مرامد الاطلال علی سماء مکہ و بقیع	صفی الدین علی بن بن عبد الحق
معجم النساء	محمد رضا کمال
ان اسلام	غیر الدین دہلوی
دیوان الخراسانی	ابو تمام طائی
اعرب قبل وہ اسلام	حبیب زیدانی
اللبالہ	ہمسن کمالی
حفاۃ العرب	گلشن لیل
القشربک و الجانی فی الاسلام	شہید عبدالقادر مدنی
الناب	ابن حجر عسقلانی
استیجاب	ابن عبد البر
ایم العرب فی الاسلام	محمد ابو الفضل - علی بن جودی

نام کتاب	نام مؤلف
اعراض الالف	سبطی
نهایت اللب	قدشندی
معجزه محمد رسول الله	علیه الزید قعابین
لغص الا بنیاد	عبد الوهاب بنام
تلخیص ابن حشمتون	عبد الرحمن بن محمد بن
مروج الذهب	سعدی
معجم قیاس العربیه	عمر رضا گاه
معجم اسکری	البکری
تاریخ الامم والعصور	محمد اسوطلس
مخارج الدائم المبدع	محمد بن یوسف خوارزمی
حیاه محمد	محمد حسین بیگلر
مجموعه الحافظی	یحیی بن ابی بکر غامری
امام الاصول	مفتی نیری
تهذیب نامه پیر ابن عساکر	عبد القادر بن احمد مصطفی رشتی
عصر العی	محمد عزت دروازه
البدء وانشاء الخ	یونس بن احمد بن سهل ترمذی
مغازی لواقعی	محمد بن محمد بن داود
صوتة لادعی	ابن یوسف
الانفادیه فی لغز و لغز	محمد بن احمد المیسری
ومن القاسم فی معرفته	المقدسی المعطوف

نام کتاب	نام مؤلف
تذکره الاشراف	احمد بن یحییٰ بلاذری
جمهرۃ انساب العرب	یحییٰ بن احمد بن حزم
جمهرۃ رسل العرب	احمد بن محمد بن
تجلی البیضاء فی تفسیر القرآن	نقل بن حسن طبری
ملاحق الاموال من احادیث اهل	مصدق بن محمد بن الاثیر بن
مسند الامم	زید بن علی بن حنین
تغیبات	عبدالله بن یوسف بن علی
الغایۃ فی غریب الحدیث	مهاکک بن محمد بن الاثیر بن
منازل السنۃ النبویہ	احمد بن یحییٰ
جزیره العرب	الحدادی
صفحة جزيرة العرب	الحدادی
نسب قریش	محمّد بن عبد الله بن زید
المختصر فی الاسامی فی القرن الاول	مسعود بن یحییٰ
خروج البلدان	ابو الحسن بن زید
الحرة عند العرب	ابراہیم بن
تدوین یحییٰ	احمد بن ابی یعقوب
جزیره العرب	جعفر بن محمد بن
الوفاء فی اسما سید فی السید النبوی	فکر بن محمد بن عبد الله
الغایۃ فی الاسماء	محمد بن جیب بن احمد بن
المختصر	

نام کتاب	نام مؤلف
تفسیر الحاشیہ	دلاء دیوبند
فیہد اسلام	احمد امین
عبرت الہ جنگ	محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ
معالم تاریخ و اشعار	محمد بن علی
تاریخ و اشعار الاسلامیہ	سکندر بن علی
شفا العظام باختار البطلان	محمد بن احمد بن علی
تاریخ الامم الاسلامیہ	محمد بن علی
المنہج فی التدریج البشرفیہ الدہریہ	شمس الدین محمد بن ابی طالب
فی عجائب البر و البحر	عباس بن علی
عقیدتہ محمد	محمد بن علی
غزوة بدر البکری	محمد بن علی
غزوة احد	محمد بن علی
غزوة احزاب	محمد بن علی
غزوة خیبر	محمد بن علی
شہداء العظماء	محمد بن احمد بن علی
مجملہ لغات	محمد بن علی
ایضاح الایضاح	امام سیوطی
صحیح الامامین	محمد بن علی
صحیح ترمذی	امام ترمذی
سفن الی قاف	امام ابو داؤد

نام شریف	نام کتاب
محمد شیخ خداب	الهدى، بقا
محمد تقی نایبی	کتاب احمد بن
ابو منیر و نوری	الهدى، اسلوب
جزای محبوب پاشا	بازگشت از سریت، بکری
علی امجدی	الهدى، الاشرف

اصلاح کے
فیض کن معدیہ

غزوہ بکدر

اس غزوہ میں مسلمانوں نے
تیس سال بعد اومیں ہونے کے
باوجود اپنے سے چھ گنا بڑے
شکر کرناست لڑائی کی تھی
اور اسلام کا بول بادل کیا تھا
راہیں اس غزوہ کے بعد ہی
مسلم کو کھینچے کھولنے کا سونپ
ملا۔ اس غزوہ کے تفصیلی حالات
اور واقعات اس کتاب میں
جمع کر دیے گئے ہیں۔

تالیف : محمد احمد باقمیل
ترجمہ : مولانا اختر مسیح چوری
مدہ منسوب

مدہ منسوب

غزوہ بنی قریظہ

یہ غزوہ

میں مسلمانوں نے اس مقام پر پہلی
گروہ سے جو وہیں کا فوجی اور گھڑ
یکتہ تھے ہونے کی رو سے ایک بڑے
میدان کے لئے لڑائی کی تھی۔ اس میں
وہ اپنے آپ کی تعلیمات میں کامیاب تھے
مختلف اہم مسائل اور سونپ کر دیے
گئے ہیں

تالیف
محمد احمد باقمیل

ترجمہ
مولانا اختر مسیح چوری

غزوت ۲۰۰۰ صفحات مجلد

اسلام کے
فیصلہ کن معرکے



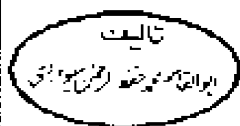
غزوہ موہ کا تاریخ اسلام کے ان
فیصلہ کن معرکوں میں سے ایک ہے
جسے مردِ شام میں عیسائی قوتوں
نے اسلام کے خلاف گھڑ جوڑ کر لیا
تھا جس غزوہ میں ان کی تمام تباہی
الام ہو گئیں اور مسلمان سرسبز
ہونے والی کتاب میں ہم جگہ جگہ
سے غزوہ انڈیا کی مانند اور اس
غزوہ کے سبب و علل تحقیق سے
بیاں کیے گئے ہیں

تالیف: محمد احمد یاسینیل
مدرسہ مولانا ابوالفتح چیموڑی
دہلی، مغرب

حیدر رسولِ کریم

ﷺ

مولانا حفیظ الرحمن بیہودادی
نے سیرتِ نبویؐ پر یہ کتاب اس
اندراز سے لکھی ہے کہ اس سے عام
آدمی کے علاوہ طبیب بھی متاثر
ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب کی زبان
کردار و گفتار حسن نشین و ہمہ گیر
مستند اور دلنشین ہے



صفحہ ۲۱۶ مجسمہ

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

صلح حدیب

یہ مسلمانوں کی تاریخ کا عظیم الشان واقعہ ہے جس کے نہایت مفید اور دور رس نتائج رونما ہوئے۔ اس واقعہ کو تمام تفصیلی اور کوائف کے ساتھ محمد جانسکے مشہور عربی مورخ محمد احمد ہاشمی نے قلم بند کیا ہے۔ اس کتاب کو سچے مژدہ مولانا اختر فتح پوری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔

تالیف: محمد احمد ہاشمی
ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

فتح مکہ

تالیف: محمد احمد ہاشمی

مکملات ۹۹

تاریخ اسلام کا آئینہ فی سیرت ملک اور انقلاب، فہم و فہم، سسر کے وقوع پر پہنچنے کے بعد مسلمانوں کی کامیابیوں، در فتح نجد اور یثرب کے جزا دل افروز آئینوں اسلام کیا اور اسلام کی وحوت تبلیغ عام ہوئی۔ اس فتح کو تمام شیعہ و سنی کے ساتھ مشہور عربی مورخ محمد احمد ہاشمی نے مستند حوالوں کی روشنی میں قلمبند کیا ہے اور مولانا اختر فتح پوری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔

